بسم اللہ الرحمن الرحیم

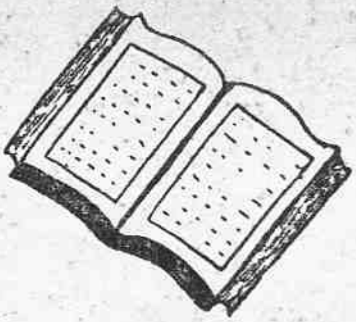

جمال و حُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

الفُرقان

مسیح موعود نمبر

احباب فریق لاہور کے لئے تحفہ

مئی - جون ۱۹۶۵ء

مُدِیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

بدل اشتراک سالانہ چھ روپے
قیمت نمبر ہذا ڈیڑھ روپیہ

تفہیماتِ ربّانیہ

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مدیر الفرقان وسابق مبلّغ بلادِ عربیہ کی اس لاجواب تصنیف میں ان تمام اعتراضات کا تفصیلی اور تسلّی بخش جواب دیا گیا ہے جو مخالفینِ احمدیت کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا:۔

"اس کا نام میں نے ہی تفہیماتِ ربّانیہ رکھا ہے (طباعت سے پہلے) اس کا ایک حصہ میں نے پڑھا ہے جو بہت اچھا ہے۔ اس کتاب کے لئے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا۔ کئی دوستوں نے بتایا کہ عشرہ کاملہ میں ایسا مواد ہے کہ جس کا جواب ضروری ہے۔ اب خدا کے فضل سے اسکے جواب میں اعلیٰ لٹریچر تیار ہوا ہے۔ دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اسکی اشاعت کرنی چاہیئے۔" (الفضل ۱۲ر جنوری ۱۹۳۱ء)

اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن یکصد صفحات اور بعض قیمتی حوالہ جات کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس انتہائی مفید کتاب کا ہر احمدی گھرانہ میں موجود ہونا ضروری ہے۔

ضخامت آٹھ سو صفحات۔ قیمت مجلّد اعلیٰ سفید کاغذ گیارہ روپے، مجلّد اخباری کاغذ آٹھ روپے۔ کتابت وطباعت عمدہ +

مکتبۃ الفرقان ربوہ

نوٹ:۔ نئے ایڈیشن کے متعلق حضرت امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہ کا تازہ ارشاد صفحہ ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ **الفرقان** ربوہ

جلد ۱۵ ——— شمارہ ۵-۶

مئی، جون ۱۹۶۵ء

محرم الحرام، صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

مسیح موعود نمبر

فریق لاہور کے لئے تحفہ

قیمت نمبر ہذا :- ڈیڑھ روپیہ

سالانہ اشتراک

پاک و ہند ...... چھ روپے

دیگر ممالک ...... تیرہ شلنگ

چندہ بہرحال بنام مینیجر الفرقان ربوہ بھجوانا چاہیے ؛

(ایڈیٹر)

ابو العطاء جالندھری

ترتیب

- مسیح موعودؑ کا منصب اور مقام — ایڈیٹر — ص۳
- اپنے دعوی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پچاس حوالہ جات — " — ص۸
- اہل پیغام سے خطاب — (اقتباس نظم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ) — ص۱۱
- جماعت احمدیہ میں سلسلہ خلافت۔ (حضرت مسیح موعودؑ کے سات حوالے) — ادارہ — ص۱۲
- نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق حضرت خلیفہ اوّلؓ کے چار حوالے — " — ص۱۵
- اکابر غیر مبایعین کا عقیدہ ۱۹۱۴ء تک (سولہ واضح حوالہ جات) — ایڈیٹر — ص۱۷
- فریق لاہور کے اکابر کی مرکز سلسلہ سے علیحدگی کا بنیادی سبب (غیر مبایعین کے اپنے اعترافات کی روشنی میں) — " — ص۲۱
- نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کے چالیس حوالے — " — ص۲۵
- مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات (نظم) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ — ص۳۵
- نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک شہادت حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ — ص۳۶
- حسابِ دوستاں (لاہوری جماعت کے دوستوں سے خطاب) (جناب نسیم سیفی صاحب رئیس التبلیغ مغربی افریقہ) — ص۴۷
- غیر مبایعین کی علیحدگی کا پس منظر — محترم جناب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب — ص۴۹

• اپنی اولاد کے متعلق بشارت کا اعلان (حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ کلام) — ص ۱۵
• "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن" اور غیر مبایعین — جناب چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ — ص ۶۶
• شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے چار سوالوں کا جواب — جناب مولوی عبدالکریم صاحب پشاور — ص ۷۳
• جناب شیخ مصری صاحب کی تحریری مناظرہ کی دعوت منظور — ابوالعطاء جالندھری — ص ۷۷
• حضرت خلیفہ اوّل کا خطبہ عید الفطر — جناب شیخ عبدالحمید صاحب سابق ریلوے آڈیٹر — ص ۷۸
• غیر مبایع دوستوں کے لئے لمحہ فکریہ — جناب مولانا محمد صادق صاحب فاضل — ص ۸۱
• زندگی بندۂ مسلم کی بس الہام میں ہے (نظم) — حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل — ص ۹۶
• جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے نام دردمندانہ کھلا مکتوب — ابوالعطاء — ص ۹۷
• انبیاء کے خلفاء کا انتخاب عمر بھر کیلئے ہوتا ہے — محترم جناب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے — ص ۹۹
• غیر مبایع حضرات سے ایک مخلصانہ اپیل — محترم جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس — ص ۱۰۱
• غیر مبایع دوستوں کی خدمت میں ایک دردمندانہ گذارش — محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ — ص ۱۰۳
• قدرت ثانیہ خلافت ہی کا دوسرا نام ہے — جناب پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے — ص ۱۰۵
• "انجمن" — جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری — ص ۱۰۸
• خلافت احمدیہ کا ثبوت اکابر غیر مبایعین کی تحریرات سے — جناب سید احمد علی صاحب فاضل سیالکوٹ — ص ۱۱۱
• احباب فریق لاہور سے ایک ایک بات (سولہ بزرگوں اور دوستوں کی باتیں) — ص ۱۱۳
• میری خلافت ثانیہ سے وابستگی کی داستان — جناب چودھری رحمت علی صاحب مسلم ایم اے — ص ۱۱۸
• داستانِ عہدِ گل را بشنوید از عندلیب (نظم) — حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل — ص ۱۲۱
• تحریک غیر مبایعین کا ایک عبرت انگیز ورق — ایک سرکردہ ممبر کا خفیہ سرکلر — جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد — ص ۱۲۳

پیغام صلح کے ہزاروں پرچوں کی خریداری

مکرم میاں محمد یوسف صاحب و مکرم مولوی عبدالکریم صاحب پشاور نے تجویز کی ہے کہ اگر غیر مبایع صاحبان اپنے اخبار پیغام صلح کے دو پرچے مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۳ء و ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء "نقل مطابق اصل" چھپوا دیں تو ہزاروں پرچے خریدے جائیں گے۔ انہوں نے اپنی طرف سے ایک ہزار پرچہ خریدنے کی پیشکش کی ہے۔ کیا ادارہ پیغام صلح اس کے لئے تیار ہوگا؟

ہمارے مسیح موعودؑ نمبر کے صفحہ ۲۰ کو پڑھ کر جواب دیں۔

(ایڈیٹر)

اداریہ

مسیح موعودؑ کا منصب اور مقام

قرآن مجید نے بشارت دی ہے کہ آخری دور میں ایک دن اسلام ساری دنیا میں پھیل جائیگا اور اسے تمام ادیانِ باطلہ پر غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ فرمایا هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۝ یہ غلبہ حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی ہونے والا ہے اور آپ ہی کی قوتِ قدسیہ کا نتیجہ ہے۔

مفسّرین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ آیت مذکورہ میں جس غلبہ کا بیان ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کامل یعنی مسیح موعود و مہدی معہود کی بعثت کے وقت کا غلبہ ہے اور یہی وقت اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا ہوگا۔ ایک حدیثِ نبوی کے الفاظ يُهْلِكُ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔

قرآنی آیات و نبوی احادیث کی بنا پر امتِ مسلمہ تیرہ صدیوں سے اجماعی طور پر مسیح موعود کا انتظار کرتی رہی ہے اس کی کیفیتِ آمد میں اگرچہ قدرے اختلاف رہا ہے مگر نفسِ آمد پر سب کا اتفاق رہا ہے۔

اگر اسلام کے دو مسلّمہ اصول مدنظر رکھے جائیں تو اس مسئلہ میں کوئی الجھن نہیں تھی اور نہ ہے۔ اوّل یہ کہ قرآن مجید بہرحال مقدّم ہے۔ دوسرے یہ کہ پیشگوئیوں میں استعارہ کا پہلو ضرور ہوتا ہے اور ان میں تاویل و تعبیر ضروری ہے۔ ان دو اصولوں کو ملحوظ رکھا جائے تو ایک لحظہ میں ساری دقت دور ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید متعدد آیات میں حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کی وفات کی تصریح کرتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ وفات یافتہ انسان اس دنیا میں دوبارہ واپس نہیں آتے۔ احادیث میں مسیح کی آمد کی پیشگوئی ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اس آمد سے مراد یقیناً یہی ہے کہ امتِ محمدیہ کا کوئی فرد مسیح بن مریم کے مقام و منصب کو حاصل کر کے مبعوث ہونیوالا ہے۔ حدیثِ نبوی اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہے۔ یہی وہ صحیح اور حقیقی تعبیر ہے جس کی معقولیت کا علامہ اقبال کو بھی بایں الفاظ اعتراف کرنا پڑا کہ:-

"جہاں تک میں نے اس تحریک کے منشاء کو سمجھا ہے احمدیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مسیح کی موت ایک عام فانی انسان کی موت تھی اور رجعتِ مسیح گویا ایسے شخص کی آمد ہے جو روحانی حیثیت سے اس کا مشابہ ہے۔ اس خیال سے اس تحریک پر ایک طرح کا عقلی رنگ چڑھ جاتا ہے۔" (رسالہ علامہ اقبال کا پیغام ملّتِ اسلامیہ کے نام صفحہ ۲۲-۲۱)

تین[۳] قومیں مسیح کی آمد سے وابستہ ہیں۔ یہودی[۱]، عیسائی[۲] اور مسلمان[۳]۔ یہود کی ضد ہے کہ بائیبل کے مطابق پہلے ایلیا جسم سمیت آسمانوں سے اُترے تب ہم مسیح کو مانیں گے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ جب تک ہم مسیح کو جسمانی طور پر جلال کے ساتھ آسمانوں سے اترتا ہوا نہ دیکھ لیں گے ہم ایمان نہ لائیں گے۔ مسلمانوں کا اصرار ہے کہ مسیح کو آسمانوں سے فرشتوں کے کندھوں پر جسمانی طور پر ہاتھ رکھ کر آنا چاہیئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ان کے نزدیک فرشتے تو نورانی وجود ہیں مگر مسیح کا نزول جسمانی چاہیئے۔ دراصل ان تینوں قوموں کی غلطی یہی ہے کہ وہ انبیاء کے نزول کی حقیقت سے نا آشنا ہیں۔ جسمانی طور پر نہ کوئی آدمزاد آسمانوں پر گیا ہے نہ اُترا ہے اور نہ کبھی اُترے گا۔

جہاں تک آمدِ ثانی کے وقت مسیح موعود کے منصب و مقام کا سوال ہے سب قوموں اور مسلمانوں کے جملہ فرقوں کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ پہلی بعثت سے بڑھ کر ہوگا۔ مسلمان حضرت مسیح کو نبی مانتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ اگر مسیح موعود کے بارے میں کوئی کہے کہ وہ نبی نہ ہوگا تو وہ واقعی کفر کا مرتکب قرار پائے گا مَنْ قَالَ بِسَلْبِ نُبُوَّتِهٖ فَقَدْ كَفَرَ حَقًّا (حجج الکرامہ ص۴۳۱) پس مسیح موعود کا مقام درحقیقت کوئی اختلافی مسئلہ نہیں رہا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ جس طرح حضرت مسیح ناصری کے بعد ایک عنانیہ فرقہ بن گیا تھا۔ یہ لوگ انہیں مسیح ماننے کے باوجود نبی نہ مانتے تھے صرف ولی مانتے تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے بعد بھی ایک لاہوری فرقہ بن گیا ہے جو آپکو مسیح موعود ماننے کے باوجود نبی نہیں مانتے صرف ولی مانتے ہیں[۱]۔ مگر ازروئے واقعات یہ امر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک دلیل ہے آپ کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت مسیح ناصریؑ سے ایک اور مشابہت ثابت ہوتی ہے۔

معزز قارئین! آپ اس خاص نمبر میں فریق لاہور کے عقائد و اعمال کے بارے میں بہت مفید معلومات پائینگے۔ اگر یہ حضرات بھی خدا ترسی سے کام لیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کے بارے میں حضورؑ کے مندرجہ ذیل دو[۲] حوالے ہی قطعی فیصلہ کر دیتے ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

اوّل:۔ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸)

دوم:۔ "ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ کے نہ ماننے والے کافر ہیں یا نہیں؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مولویوں سے جا کر پوچھو کہ ان کے نزدیک جو مسیح اور مہدی کا آنے والا ہے اس کو جو نہ مانے گا اس کا کیا حال ہے؟ پس میں وہی مسیح اور مہدی ہوں جو آنے والا تھا۔" (اخبار بدر ۲۴ جون ۱۹۰۴ء)

پس حضرت مسیح موعودؑ کا غیر تشریعی نبی ہونا اظہر من الشمس ہے ⁂

---

[۱] عنانیہ کے عقیدہ کے لئے کتاب اعتقادات فرق المسلمین والمشرکین مصنفہ امام فخر الدین رازی ص۸۳ مطبوعہ مصر اور کتاب الملل والنحل لابی الفتح الشہرستانی جلد ۲ ص۵۴–۵۵ مطبوعہ مصر ملاحظہ فرمائیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسیح "كَانَ مِنْ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنْ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا" "لَمْ يَدَّعِ اَنَّهٗ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ ... بَلْ هُوَ مِنْ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ"

حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ اپنے الفاظ میں

دعویٰ نبوت غیر تشریعی کے متعلق حضورؑ کے پچاس حوالے

{حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ خود حضورؑ کے اپنے الفاظ میں پیش ہے۔ جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صادق و راستباز مانتے ہیں اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضورؑ کی تشریح کے مطابق حضورؑ کے اس دعویٰ پر بھی ایمان لائیں ——— (ایڈیٹر)}

(۱) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔" (آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء)

(۲) "میں نبی ہوں اور اُمتی بھی ہوں۔ تاکہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔" (آخری خط اخبار عام ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء)

(۳) "اِس جگہ صُور (آیت قرآنی وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ میں۔ ناقل) کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی اس کی صُور ہوتے ہیں۔" (چشمہ معرفت صـ۸۲)

(۴) "ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ صـ۱)

(۵) "میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ صـ۳)

(۶) "اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمدؐ اور احمدؐ سے مسمّیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ صـ۴)

(۷) "میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں

کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنے متحقق نہیں ہوسکتے۔" (آخری خط)

(٨) "اس بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف **مجھے ہی عطا کی گئی ہے**۔" (آخری خط)

(٩) "واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم ...... یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص٦٧)

(١٠) "صریح طور پر **نبی کا خطاب** مجھے دیا گیا۔" (حقیقۃ الوحی ص١٥٠)

(١١) "جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آنے والا مسیح میں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اسکو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے کہ آنے والا مسیح کچھ چیز ہی نہیں۔ نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم، جو کچھ ہے پہلا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص١٥٥)

(١٢) "اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز **مقدس نبی** گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں سو وہ میں ہوں۔ اسی طرح اس زمانہ میں تمام بدوں کے نمونے ظاہر ہوئے۔ فرعون ہو یا وہ یہود ہوں جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا یا ابوجہل ہو سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔" (براہین پنجم ص٩٠ طبع سوم)

(١٣) "ایمان درحقیقت وہی ایمان ہے جو خدا کے رسول کو شناخت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے ..... ہاں جو شخص سرسری طور پر رسول کا تابع ہوگیا اور اس کو شناخت نہیں کیا ...... آخر وہ ضرور مرتد ہوگا جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور عبداللہ بن ابی سرح اور عبیداللہ بن جحش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور یہودا اسکریوطی اور پانسو اور عیسائی مرتد حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں اور جموں والا چراغدین اور عبدالحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مرتد ہوئے۔" (حقیقۃ الوحی ص١٥٩)

(١٤) "ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہوگیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔" (تجلیات الٰہیہ ص٩)

(١٥) مدعی الوہیت ڈگٹ آف لنڈن کے خلاف جو اشتہار لکھا اس کے آخر میں حضور نے لکھا:۔

"النبی مرزا غلام احمد"
(ذکرِ حبیب مؤلفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ ۱۰)
اس اشتہار کے انگریزی ترجمہ میں لکھا گیا تھا:۔
"THE PROPHET MIRZA
GHULAM AHMAD"

(۱۶) "میں کوئی نیا نبی نہیں۔ مجھ سے پہلے سینکڑوں
نبی آ چکے ہیں۔" (الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء)

(۱۷) "اس اُمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء
ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا۔ جو
اُمتی بھی ہے اور نبی بھی۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ حاشیہ)

(۱۸) "جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے
پتہ لگتا ہے اس کا انہی حدیثوں میں یہ نشان
دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور امتی بھی۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹)

(۱۹) "سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے
کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا
جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں
اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲)

(۲۰) آیت یومئذٍ تحدث اخبارھا بان
ربک اوحیٰ لھا کا ترجمہ حضرت اقدسؑ نے
یوں فرمایا:۔
"اس دن زمین اپنی باتیں بیان
کرے گی کہ کیا اس پر گزرا۔ خدا اس
کے لئے رسول پر وحی نازل کرے گا
کہ یہ مصیبت پیش آئی ہے۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲)

(۲۱) "خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا
اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی
ہے اور ایک پہلو سے نبی ہے۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶ حاشیہ)

(۲۲) "اس امتحان کے بعد اگر فریق مخالف
کا غلبہ رہا اور میرا غلبہ نہ ہوا تو میں کاذب
ٹھہروں گا ورنہ قوم پر لازم ہوگا کہ خدا تعالےٰ
سے ڈر کر آئندہ طریق تکذیب اور انکار
کو چھوڑ دیں اور خدا کے مرسل کا مقابلہ
کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۸۹)

(۲۳) "جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور
اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔
ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔
پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے
میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام
لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

(۲۴) "پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک
نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب

ملتوی رکھا۔ اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا تب وہ وقت آ گیا کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا دی جائے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۵۲)

(۲۵) "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸)

(۲۶) "وما کنّا معذّبین حتّٰی نبعث رسولًا۔ پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

(۲۷) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ در اصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۲۸) "میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاءؐ نے نبی اللہ رکھا ہے۔" (نزول المسیح ص ۴۸)

(۲۹) "میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول المسیح ص ۳ حاشیہ)

(۳۰) "ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسولؐ نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالےٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اسکو تمام انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔" (نزول المسیح ص ۴۸)

(۳۱) "اس فیصلہ کرنے کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا۔ وہ قرنا کیا ہے؟ وہ اس کا نبی ہوگا۔" (چشمہ معرفت ص ۳۱۵)

(۳۲) "اس طرح پر خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے۔ پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔" (ضمیمہ براہین پنجم ص ۱۸۹)

(۳۳) "خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اسکے رسول کی تخت گاہ ہے۔" (دافع البلاء ص ۱۰)

(۳۴) "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص ۱۱)

(۳۵) "میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔" (براہین پنجم ص ۵۵ حاشیہ)

(۳۶) "اصل بات یہ ہے کہ نبی برحق کی حقانیت
کے لئے ایمان لانے والوں کی کثرت شرط
نہیں۔ ہاں دلائل قاطعہ سے اتمام حجت شرط
ہے پس اس جگہ منہاج نبوت کی رُو سے
اتمام حجت ہو چکا ہے۔" (ضمیمہ براہین پنجم ص۱۸۵ طبع سوم)

(۳۷) "اس مرکب نام (امتی نبی) کے رکھنے میں حکمت
یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا عیسائیوں پر ایک سرزنش
کا تازیانہ لگے کہ تم تو عیسٰے بن مریم کو خدا بناتے
ہو مگر ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا
نبی ہے کہ اس کی اُمت کا ایک فرد نبی ہو سکتا
ہے اور عیسٰے کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ امتی
ہے۔" (ضمیمہ براہین پنجم ص۱۸۳)

(۳۸) "پس باوجود اس شخص (مسیح موعود۔ ناقل)
کے دعوئ نبوت کے جس کا نام ظلّی طور
پر محمدؐ اور احمدؐ رکھا گیا۔ پھر بھی سیدنا
محمدؐ خاتم النبیین ہی رہا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(۳۹) "دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کیلئے
ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر
محمدی مسیح بھی شان نبوت کے ساتھ
آوے۔ تا اس نبوت عالیہ کی کسرِ شان
نہ ہو۔" (نزول المسیح ص۳)

(۴۰) "فرمایا:۔
اِذَا قِیْلَ اِنَّکَ مُرْسَلٌ خِلْتُ اَنَّنِیْ
دُعِیْتُ اِلٰی اَمْرٍ عَلَی الْخَلْقِ یَعْسُرُ
ترجمہ:۔ جب مجھے خدا کی طرف سے
کہا گیا کہ تو مرسل ہے تو میں نے خیال کیا
کہ مجھے اس امر کا دعویٰ کرنے کے لئے بلایا
گیا ہے جو مخلوق پر سخت شاق گزرے گا۔"
(خطبہ الہامیہ ص۲۰۴)

(۴۱) دو قسم کے مرسل من اللہ کے قتل نہ ہو سکنے کے تذکرہ
پر فرمایا:۔
"دوسرے وہ نبی اور ماً مور من اللہ
جو سلسلہ کے آخر میں آتے ہیں جیسے کہ سلسلہ
موسویہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام اور سلسلہ
محمدیہ میں یہ عاجز۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۱۹)

(۴۲) "حدیث اور میرے الہام [illegible] کہ میرا
نام نبی رکھا گیا ہے۔ ایسا ہی میرا نام
امتی بھی رکھا گیا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰ حاشیہ)

(۴۳) "یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے
کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہے
ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔
کہ وہ نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے
اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا
ہے کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا ورسلی۔
.... غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا
ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے
اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے
ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد
مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ .
.... سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ

یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا
ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو
پامال کرکے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں
کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے
اس لئے تم میری اس بات سے (یعنی حضرت
کی موت کی خبر سے۔ ناقل) جو میں نے
تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور
تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ
تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا
ضروری ہے۔" (الوصیت ص۵تا۷)

(۴۴) سوال ہوا کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو
"ام المومنین" کیوں کہا جاتا ہے؟ اس پر حضرت
اقدس علیہ السلام نے فرمایا:-
"خدا تعالیٰ کی سنت اور قانون قدرت
کا اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی
کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں
کی۔ ہم کہتے ہیں ان لوگوں سے جو اعتراض
کرتے ہیں کہ ام المومنین کیوں کہتے ہو
پوچھنا چاہیئے کہ تم بتاؤ جو مسیح موعود تمہارے
ذہن میں ہے اور جسے تم سمجھتے ہو کہ وہ آکر
نکاح بھی کرے گا کیا اس کی بیوی کو تم
ام المومنین کہو گے یا نہیں؟ مسلم میں تو
مسیح موعود کو نبی ہی کہا گیا ہے اور
قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کی
بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا
ہے۔" (الحکم ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۱ء)

(۴۵) "اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت
کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں
اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار
نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو انکی **نبوت**
ثابت ہو سکتی ہے۔" (چشمہ معرفت ص۳۱۷)

(۴۶) "میں نہیں سمجھ سکتا کہ **نبی** کے نام پر اکثر لوگ
کیوں چڑ جاتے ہیں جس حالت میں یہ ثابت
ہو گیا ہے کہ آنے والا مسیح اسی امت میں سے
ہو گا پھر اگر خدا تعالیٰ نے اس کا نام **نبی** رکھ دیا
تو حرج کیا ہوا؟" (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۱۸۲)

(۴۷) "اگر کوئی کہے کہ تم بھی **نبوت کے مدعی**
ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ ویسا (یعنی
حضرت عیسیٰؑ کی طرح۔ ناقل) نبی نہیں ہوں۔
حضرت عیسیٰؑ براہ راست خدا کے نبی تھے اور
میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطہ اور فیض سے ہے۔" (تقریر لاہور)

(۴۸) "کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی
یعنی خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے...
کہ وہ اور اس کے **رسول** ہمیشہ غالب
رہیں گے..... ایسا ہی اب بھی میرے حق
میں سچا نکلے گا۔" (نزول المسیح ص۲۲۳)

(۴۹) "ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ میں ایک پہلو سے
امتی ہوں اور ایک پہلو سے نبی۔ اور
وہ نبوت براہ راست نہیں بلکہ امتی ہونے

کی کامل برکات نے اور آنحضرت صلعم کے فیوضِ تامہ نے مجھے یہ درجۂ نبوت بخشا...... اور یہ بھی یاد رہے کہ میرے پاس بھی اس قسم کی نبوت کے وہی دلائل ہیں جو سب انبیاء کے پاس ہوتے چلے آئے ہیں۔" (الحکم ۱۷ر نومبر ۱۹۰۱ء)

(۵۰) الف :- "خدا تعالیٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو۔ اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔ پس ایسے شخص جو میرے پر اعتراض کرنے کے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہی اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۸)

ب :- "میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحاقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہوا۔"
(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴-۲۵)

اہلِ پیغام سے خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ۱۹۲۴ء کے سفرِ لندن کی نظم ہے

اہلِ پیغام! یہ معلوم ہوا ہے مجھ کو
بعض احباب وفا کیش کی تحریروں سے
میرے آتے ہی اِدھر تم یہ کھلا ہے یہ راز
تم بھی میدانِ دلائل سے ہو رخصت پیروں سے
آزمائش کے لئے تم نے چنا ہے مجھ کو
پشت پر ٹوٹ پڑے ہو مری شمشیروں سے
حق تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں میں یاد رہے
وہ بچائے گا مجھے سارے خطا گیروں سے
میری غیبت میں لگا لو جو لگانا ہو زور
تیر بھی پھینکو کرو حملے بھی شمشیروں سے
پھر بھی مغلوب رہو گے مرے تا یوم البعث
ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے
ماننے والے مرے بڑھ کے رہیں گے تم سے
یہ قضا وہ ہے جو بدلے گی نہ تدبیروں سے
(کلام محمود)

جماعتِ احمدیّہ میں سلسلۂ خلافت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سات واضح ارشادات!

اوّل "یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے ...... جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی **پوری تکمیل** ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو **وفات** دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک **دوسرا ہاتھ** اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے **کمال** کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) **اوّل** خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی **زبردست قدرت** ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو آخر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس **معجزہ** کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت **ابوبکر صدیق** رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین

نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔" (الوصیت صفحہ ۵-۶)

دوم: "سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔" (الوصیت صفحہ ۷)

سوم: "دوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسالِ مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہِ راست پر آ جائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آ جائیں۔"
(سبز اشتہار، یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

چہارم: "صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔"
(اخبار الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

پنجم: "ثُمَّ يُسَافِرُ الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ أَوْ خَلِيفَةٌ مِنْ خُلَفَائِهِ إِلَىٰ أَرْضِ دِمَشْقَ۔"
ترجمہ: پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کرے گا۔
(حمامة البشریٰ صفحہ ۳۷)

ششم: "اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہو گی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہو گا اور دینِ اسلام کی حمایت کرے گا۔"
(حقیقة الوحی صفحہ ۳۱۲)

ہفتم: "اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں اور اس کا

مضمون بھی یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپؐ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں آئندہ آپؐ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپے سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے۔ یاد رہے کہ ہماری احمدی جماعت اب چار لاکھ سے کچھ کم نہیں ہے اسلئے ایسے بڑے کام کیلئے تین لاکھ روپیہ چندہ کوئی بڑی بات نہیں ہے اور جو لوگ جماعت سے ابھی باہر ہیں در اصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہے اسلئے میں ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔" (رسالہ پیغام صلح مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقطیع خورد صفحہ ۲۰-۲۱)

معزز بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان بیانات ارشادات سے آفتاب نیمروز کی طرح عیاں ہے کہ جماعت احمدیہ میں بھی اسی طرح سلسلہ خلافت جاری رہیگا جس طرح پہلے نبیوں اور رسولوں کے بعد جاری رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد اپنی قدرت کا دوسرا ہاتھ دکھائیگا جس طرح اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے جماعت مسلمین کو سنبھال لیا تھا اسی طرح یہاں بھی کریگا اور اپنے معجزہ کو اب بھی ظاہر کریگا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا وعدہ استخلاف پورا ہوگا۔ خلافت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نزول کے دوسرے طریق کو پورا کرتا ہے اور اس جگہ بھی یہ طریق نزول رحمت جاری رہیگا اور اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں بھی اس طریق کو جاری فرمائے گا۔ خلیفہ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ جس طرح پہلے نبیوں اور مشائخ کے بعد پیدا ہونے والے زلزلہ کو ختم کرتا رہا ہے اسی طرح جماعت احمدیہ میں بھی خلیفہ کے ذریعہ سے کرے گا۔ حمامۃ البشریٰ کے اقتباس میں نزول دمشق کی پیشگوئی کے پورا ہونے کی ایک صورت یہ بیان ہوئی ہے کہ آپؑ کا کوئی خلیفہ دمشق میں وارد ہوگا۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ذریعہ یہ پیشگوئی ۱۹۲۴ء میں پوری ہو چکی ہے۔ الفاظ "خلیفۃ من خلفائہ" نہایت واضح ہیں ان سے جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلافت کا ثبوت آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہے۔ حدیث نبویؐ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ میں بھی جانشین کی خبر دی گئی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے آخری رسالہ پیغام صلح میں ہندو قوم کو دعوت صلح دیتے ہوئے بھی اعلان فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا ہمیشہ ایک واجب الاطاعت لیڈر اور پیشرو رہے گا۔ گویا سلسلۂ خلافت جاری رہے گا۔ چنانچہ حضورؑ کا یہ لیکچر حضورؑ کے وصال کے بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے لاہور میں پبلک میں سنایا اور ساتھ ہی حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی طرف سے تحریری اعلان پڑھا کہ میں حضورؑ کا خلیفہ اور جانشین ہونے کی حیثیت میں اس معاہدہ کا پابند ہوں گا۔

غیر مبایع بھائیو! خدارا غور کرو کہ ان سب عبارتوں اور واقعات کے باوجود آپکا یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا سلسلہ نہیں ہے کتنا ناجائز اور ناروا قول ہے۔ خدارا غور کریں +

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

کے متعلّق

حضرت خلیفہؓ اوّل رضی اللہ عنہ کے چار حوالے!

۱۔ ۱۹۰۵ء کی بات ہے کہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ "خاتم النبیین رسول اللہ تھے تو پھر نبی ہونے کا دعویٰ کس طرح درست رہتا ہے؟" آپ نے جواب میں فرمایا کہ:-

"خاتم تو مُہر کو کہتے ہیں۔ جب نبی کریم مُہر ہوئے تو اگر ان کی اُمت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا تو وہ مُہر کس طرح ہوئے یا مُہر کس پر لگے گی؟" (اخبار الحکم ۱۷ رفروری ۱۹۰۵ء)

۲۔ ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفہؓ اوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہوسکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں عام ہے۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحبؑ کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتلاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔" (اخبار الحکم $\frac{۲۱}{۲۸}$ فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

۳۔ ۱۹۱۱ء میں ذکر تھا کہ "مولوی محمد حسین صاحب نے لکھا ہے کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں تو ہم کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے۔" اس پر حضرت خلیفہؓ اوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:-

"ہمیں ان کے فتووں کی کیا پرواہ ہے اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں

جب سے مولوی محمد حسین نے فتویٰ دیا وہ دیکھے کہ اس کے بعد آج تک اس کی عزت کہاں تک پہنچ گئی ہے اور مرزا صاحب کی عزت نے کس قدر ترقی کی ہے"

(اخبار بدر ۱۳؍ اپریل ۱۹۱۱ء)

۴۔ ۱۹۱۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"ہر نبی کے زمانہ میں لوگوں کے کفر اور ایمان کے اصول کلام الٰہی میں موجود ہیں جب کوئی نبی آیا اس کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت رہ جاتی ہے۔ ایچا پیچی کرنی اور بات ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے کفر، ایمان اور شرک کو کھول کر بیان کر دیا ہے پہلے نبی آتے رہے ان کے متعلق دو ہی قومیں تھیں ماننے والے اور نہ ماننے والے۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ نہیں پیدا ہوا اور کوئی سوال اُٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں جواب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کے ماننے والوں کو کیا کہیں؟ ..

.... حضرت صاحب **خدا کے مرسل** ہیں اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے تو بخاری (در اصل مسلم ہے ناقل) کی حدیث نعوذ باللہ غلط قرار دیتے جس میں آنے والے کا نام **نبی اللہ** رکھا ہے۔" (اخبار بدر ۱۱؍ جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۴-۳)

معزز بھائیو! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے یہ ارشادات نہایت واضح ہیں۔ کیا آپ لوگ اس بات کے لئے تیار نہیں کہ آپ لوگ بھی وہ مسلک اختیار کر لیں جو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا تھا؟ +

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا **تازہ پیغام**

دوستوں کو چاہیئے کہ **تفہیمات ربانیہ** کی کثرت سے اشاعت کریں

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

"کتاب تفہیمات ربانیہ کا دوسرا ایڈیشن کافی اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ میں نے ۱۹۳۰ء میں پہلی طبع کے وقت بھی احباب جماعت کو تحریک کی تھی۔ یہ ایک مفید کتاب ہے اس میں مخالفین کے اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے گئے ہیں۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس کتاب کی کثرت سے اشاعت کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ والسلام

خاکسار۔ مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۱۱/۶/۶۵

نوٹ:۔ قیمت سفید کاغذ مجلد گیارہ روپے۔ اخباری کاغذ مجلد آٹھ روپے۔ بذریعہ ڈاک منگوانے کی صورت میں رجسٹری اور محصول ڈاک وغیرہ کیلئے دو روپے زائد درکار ہوتے ہیں۔ تھوڑی تعداد باقی ہے جلد طلب فرمائیے۔ (مینیجر الفرقان۔ ربوہ)

اکابر غیر مبایعین کا عقیدۂ نبوت ۱۹۱۴ء تک

سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتے تھے!

ہم ذیل میں فریق لاہور کے اکابر کے وہ حوالجات پیش کرتے ہیں جن سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ یہ سب خلافتِ ثانیہ سے اپنی علیحدگی یعنی ۱۹۱۴ء تک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر اسی طرح اعتقاد رکھتے تھے جس طرح جماعت احمدیہ رکھتی ہے —— (ایڈیٹر)

۱۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے تحریر کیا:-

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی، خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا، ایسا نہیں آ سکتا کہ اس کو بدوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت ملی ہو۔" (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۱ء)

۲۔ مولوی محمد علی صاحب نے آیت وَمَن يُطِعِ اللهَ وَالرَّسُولَ کے متعلق بیان کیا کہ:-

"مخالف خواہ کوئی ہی معنے کرے مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے، صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے مگر چاہیے مانگنے والا۔۔۔۔ ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا وہ صادق تھا، خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا، پاکیزگی کی روح اس میں کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔"

(الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء)

۳۔ مولوی کرم الدین آف بھیں کے مقدمہ میں بطور گواہ مولوی محمد علی صاحب نے حلفاً کہا کہ:-

"مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے اسکے مرید اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں۔"

۴۔ اسی مقدمہ میں ۱۶ جون ۱۹۰۴ء کو مولوی محمد علی صاحب نے بجواب مستغیث حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں حلفاً بیان دیا کہ:-

"مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ نبوت اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ ایسے مدعی کا مکذب قرآن شریف کی رو سے کذاب ہے۔" (مسل[1] ورق ۳۶۲)

[1] اس مقدمہ کی مسل کے حوالجات پہلی مرتبہ ۱۹۳۷ء میں تحریری مباحثہ راولپنڈی کے موقعہ پر پیش ہوئے تھے۔ یہ مسل گورداسپور میں قیام پاکستان تک محفوظ تھی۔ ۱۹۴۲ء کو ہم نے باضابطہ اس کا معائنہ کر کے رسالہ فرقان قادیان بابت جولائی ۱۹۴۲ء میں اس مسل کے جملہ حوالجات درج کر دیئے تھے۔ فرقان کا یہ نمبر عدالتی بیان نمبر کے نام سے شائع ہوا تھا اور یہ قابلِ مطالعہ دستاویز ہے۔ (ابوالعطاء)

۵- مولوی محمد علی صاحب نے اخبار پانیر الہ آباد کے ایڈیٹر کو جواب دیا کہ :-

"جس طرح اس نے ہندوستان کے متعلق یہ لکھا ہے کہ ہندوستان کو اس وقت کسی اور نبی کی ضرورت نہ تھی اسی طرح یہ بھی کسی اخبار میں شائع کرے کہ اس سے انیس سو سال پہلے ملک شام کو کسی اور نبی کی ضرورت نہ تھی۔" (ریویو آف ریلیجنز مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۲۶)

۶- مولوی محمد علی صاحب نے ہندوؤں کو مخاطب کر کے لکھا کہ :-

"ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور یہ اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا ہے۔" (ریویو آف ریلیجنز نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۴۱۱)

۷- مولوی کرم الدین جہلمی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حکیم فضل الدین صاحبؓ پر مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کیا تھا کیونکہ حضرتؑ نے اپنی کتاب میں مولوی صاحب مذکور کو کذاب لکھا تھا اور حکیم صاحب موصوف کتاب کے ناشر تھے۔ اس مقدمہ میں جناب خواجہ کمال الدین اور جناب مولوی محمد علی صاحبان حضورؑ کے وکیل تھے۔ انہوں نے حضورؑ کے دستخطوں سے عدالت میں جو بیان انگریزی زبان میں داخل کیا اس میں لکھا کہ :-

"there is an other view of the matter according to Mohamedan Theology. One who belies a Person Claiming to be a Prophet is a Kazzab and this has been admitted by Prosecution evidence. Now the complainant knew perfectly well that the first accused claimed that position and not withstanding that he belied the accused. Consequently in religious terminology the Complainant wns a Kazzab."

ترجمہ- اصول اسلام کے مطابق اس معاملہ کا ایک اور بھی پہلو ہے اور وہ یہ کہ جو شخص کسی مدعی نبوت و رسالت کو جھوٹا سمجھتا ہے کذاب ہے۔ یہ بات شہادت استغاثہ میں تسلیم کی گئی ہے۔ اب مستغیث (مولوی کرم الدین) نہایت اچھی طرح جانتا ہے کہ ملزم نمبر ۱ (یعنی حضرت مرزا صاحب) نے اس حیثیت یعنی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور بایں ہمہ مستغیث نے اس کی تکذیب کی ہے پس مذہب اسلام کی اصطلاح کے رُو سے بھی مستغیث کذاب ہے۔"

(مسل مقدمہ گورداسپور صفحہ ۱۹۴)

معزز قارئین! ان قابل وکلاء کی یہ دفاعی لائن قطعی طور پر ثابت کر دیتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدعی نبوت تھے اور خواجہ صاحب اور مولوی صاحب حضورؑ کو فی الواقع نبی مانتے تھے۔

۸۔ خواجہ کمال الدین صاحب کی تقریر۔ محترم ایڈیٹر الحکم لکھتے ہیں کہ :-

"بٹالوی نے اپنے روزانہ پیسہ اخبار والے مضمون میں ذکر کیا تھا کہ خواجہ صاحب نے (نعوذ باللہ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی یا رسول ہونے سے انکار کیا ہے مگر بٹالوی کے لئے یہ خبر جانفرسا ہوگی کہ ان کے گھر بٹالہ ہی میں خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں صاف طور پر بیان کیا اور بٹالہ والوں کو خطاب کر کے کہا کہ تمہارے ہمسایہ میں ایک نبی اور رسول آیا تم خواہ مانو یا نہ مانو" (الحکم ۱۴ رمئی ۱۹۱۱ء)

۹۔ جناب مولوی محمد احسن صاحب نے فرمایا :-

"حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے مسیح موعودؑ بنی اسحاق سے ہوا۔ تا یہ پیشگوئی کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ کی بھی دونوں ولد سے پوری ہو۔ اور اس طرح سے بنی اسماعیل میں سے تو ایک ایسے کامل اور مکمل سید المرسلین صلعم پیدا ہوں جن کی امت کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کا مصداق ہو اور بنی اسحاق میں سے ایک ایسا نبی مسیح موعود پیدا ہو جو ہو تو احمدؐ کا غلام اور مسیح ہذا وہ نبی بھی ہو۔ تا کہ وعدہ مندرجہ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ کا بھی اس سے پورا ہو جائے۔" (ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

۱۰۔ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ :-

"اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ خدا کی بات (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی غُلِبَتِ الرُّوْمُ ناقل) آج پوری ہوتی ہے۔ دنیا یہ ثابت کرتی ہے کہ وہ کلام خدا کا کلام ہے۔ جو اس کا لانے والا تھا وہ اللہ کا سچا مرسل ہے۔ اللہ نے اپنی حجت تمام کر دی۔"

(ضمیمہ پیغام صلح لاہور ۲۷ جولائی ۱۹۱۲ء)

۱۱۔ جناب میر حامد شاہ صاحبؓ سیالکوٹی نے تلقین کی تھی کہ :-

سمجھ لو اے عزیزو! ہاں سمجھ لو
نہ تعلیم مسیحا کو بھلائیں!
نبی، ملہم، مجدد، وہ ہیں سب کچھ
زباں سے ہم بھی یونہی کہتے جائیں "

(اخبار پیغام صلح ۲۸ دسمبر ۱۹۱۳ء)

۱۲۔ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا اعتقاد تھا کہ :-

"یہ اس (اللہ) کا فضل ہے کہ ہم موتی سمجھ کے انسانوں کے لئے اس نے ہر زمانہ میں انبیاء اولیاء صلحاء کے وجود کو پیدا کیا۔"

(ضمیمہ پیغام صلح ۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

۱۳۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"حاصل کلام یہ کہ نبی اور رسول ہوں گے مگر ساتھ ہی امتی بھی ہوں گے۔ کیونکہ اس طرح بسبب امتی ہونے کے ان کی رسالت و نبوت ختم نبوت کے منافی نہ ہوگی۔" (پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

۱۴۔ جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے بیان کیا کہ :-

"لا نبی بعدی کے معنے کرنے میں ہمارے مخالفوں نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے۔ ہر وعظ میں بار بار لا نبی بعدی کہہ کر حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کو کفر اور دجالیت قرار دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت بالکل علماء یہود

کی طرح ہوگئی ہے ..... آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہونے کے یہ معنے ہوئے کہ کوئی ایسا رسول نہیں آ سکتا ہے جو صاحبِ شریعت جدید ہو یا نبوتِ تشریعی کا مدعی ہو۔ اور ایسا نبی ہوسکتا ہے جو آنحضرت صلعم ہی کا غلام ہو۔" (پیغام صلح ۱۶ ستمبر ۱۹۱۳ء)

۱۵۔ جملہ اکابر غیر مبایعین کا پہلا حلفیہ اعلان۔
آیتِ قرآنی وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ شَہِیْدٌ کے زیرِ عنوان مندرجہ ذیل اعلان کیا گیا تھا:۔

"**خدائے واحد کو حاضر ناظر جان کر ہم اعلان کرتے ہیں** ..... ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادمین الاوّلین میں سے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں حضرت اقدسؑ ہم سے رخصت ہوئے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے **سچے رسول تھے** اور اس زمانہ کی ہدایت کیلئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ نہیں چھوڑ سکتے۔"

(پیغام صلح ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء ص۳)

۱۶۔ جملہ اہلِ پیغام کا دوسرا حلفیہ اعلان۔ اخبار پیغام صلح میں بعنوان "ایک غلط فہمی کا ازالہ" مندرجہ ذیل حلفیہ اعلان شائع ہوا تھا:۔

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے **حاضر و ناظر جان کر** علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور **نجات دہندہ** مانتے ہیں اور جو درجہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا **موجبِ سلبِ ایمان** سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اسکے بعد ہم اسکے **خلیفہ برحق** سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کو بھی **سچا پیشوا** سمجھتے ہیں۔ اس اعلان کے بعد اگر کوئی ہماری نسبت بدظنی پھیلانے سے باز نہ آئے تو ہم اپنا معاملہ خدا پر چھوڑتے ہیں۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔" (پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

الفرقان: ان سولہ اقتباسات کو پڑھنے کے بعد ہر شخص کو کامل یقین ہو جائیگا کہ سب غیر مبایعین، انکے چھوٹے اور بڑے ۱۹۱۴ء تک یہی عقیدہ رکھتے تھے اور یہی اعلان کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فی الواقع اللہ تعالیٰ کے برحق نبی ہیں ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۱۴ء تک وہ یہ بھی مانتے تھے کہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ واقعی طور پر "خلیفۃ المسیح الاوّل" ہیں۔ ان لوگوں میں جو تغیر آیا۔ انہوں نے اپنا جو مسلک بدلا۔ عقائد میں جو تبدیلی کی وہ سب بعد کی پیداوار ہے۔ اس کا سبب اور باعث کیا ہے؟ اس کا جواب اگلے مضمون میں ملاحظہ فرمائیں +

فریقِ لاہور کے اکابر کی مرکزِ سلسلہ سے علیحدگی کا بنیادی سبب

غیر مبایعین کے اپنے اعترافات کی روشنی میں

(۱)

یہ ایک ٹھوس سوال ہے کہ فریقِ لاہور کے اکابر جناب مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، ڈاکٹر محمد حسین شاہ وغیرہم جو ۱۹۱۴ء تک کھلے بندوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کرتے تھے اور واضح طور پر چھ سال تک حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسیح الاوّل تسلیم کرتے رہے ۱۹۱۴ء میں یکایک دوسرے خلیفہ کی خلافت کے ماننے سے کیوں منکر ہوگئے؟ اس انکار کے اسباب و موجبات کیا تھے؟

مَیں اس سوال کا جواب صرف غیر مبایع اصحاب کے اپنے اعترافات کی روشنی میں دینا چاہتا ہوں۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اختلافِ سلسلہ کی تاریخ لکھنے والا ہر مؤرخ ان حوالہ جات و اعتراضات کی روشنی میں اسی نتیجہ پر پہنچے گا جس پر مَیں پہنچا ہوں۔ بات یوں ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری دو اڑھائی سال میں انجمن کے معرضِ وجود میں آنے پر اس کے کرتا دھرتا جناب مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر بالخصوص مولوی محمد علی صاحب نے یہ مذہب بنا لیا تھا کہ انجمن انتظامِ سلسلہ میں مختارِ مطلق ہے۔ مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ:-

"میرا مذہب تو شروع سے یہی ہے کہ انتظامِ سلسلہ میں (بجز انجمن) کسی اور شخص کو دخل نہیں" (پیغامِ صلح ۲ راپریل ۱۹۱۴ء)

یہی وجہ تھی کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت ہونے لگی تو مولوی صاحب نے کہا کہ:- "اس کی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوں گے انہیں بیعت کی ضرورت ہوگی"

(حقیقتِ اختلاف ص۲۹)

مگر خواجہ صاحب نے انہیں سمجھایا کہ:-

"وقت بڑا نازک ہے ایسا نہ ہو کہ جماعت میں تفرقہ پیدا ہو جائے"

اس پر جناب مولوی صاحب نے حضرت خلیفۂ اوّل کی بیعت تو کرلی مگر دل میں خلش باقی رہی اور اندر ہی اندر ہوا دیکھا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ نے بیعت لینے سے پہلے فرمایا کہ:-

"ممکن ہے کہ بعض باتیں جو مَیں منواتا ہوں وہ کسی کی مرضی کے برخلاف ہوں پس اگر تم طیار ہو کہ میرا کہنا مانو تو مَیں اسے منظور کرتا ہوں تم پھر سوچ لو"

(اخبار بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء ص۶)

چنانچہ اکابرِ جماعت نے اپنے دستخطوں سے مندرجہ ذیل تحریر پیش کی کہ:-

"حضرت مولوی صاحب کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و

مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔" (بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

مولوی محمد علی صاحب نے تحریر کیا کہ :۔

"حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں کی۔ اور اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح کے جملہ احکام کو خواہ وہ مسائل کے بارے میں ہوں یا کسی اور بارے میں۔ ان سب لوگوں کے لئے ماننا ضروری قرار دیا گیا جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔" (ٹریکٹ "ایک نہایت ضروری اعلان" صفحہ ۱)

(۲)

واقعات بتلاتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے سارے عہدِ خلافت میں مولوی محمد علی صاحب کا یہ مذہب کہ انتظامِ سلسلہ میں (بجز انجمن) کسی اور شخص کو دخل نہیں اندر ہی اندر جوش مارتا رہا اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے لئے بعض وقت پریشانی اور تکلیف کا بھی موجب بنتا رہا۔ شروع سے مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ تھا کہ :۔

"ہمارے نزدیک انجمن حضرت مسیح موعود کی حقیقی جانشین ہے اور وہ امیر یا خلیفہ کو مقرر بھی کر سکتی ہے اور اسے معزول بھی کر سکتی ہے ...... انجمن کا اختیار ہے کسی کو ایک سال کیلئے مقرر کرے یا دس سال کے لئے یا ساری عمر کے لئے۔"

(اخبار پیغام صلح ۱۲ر مئی ۱۹۴۲ء)

اسلئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے احمدیہ بلڈنگس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ :۔

(الف) "اگر کوئی کہے انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اسکے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اسکے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔" (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(ب) "خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہیگا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کریگا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تم کو مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(ج) "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے۔" (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(د) "جس طرح ابوبکر اور عمر خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما اسی طرح پر خدا نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا۔" (بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(ھ) "جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں۔ جن امور پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی ان پر بولنے کا تمہیں خود کوئی حق نہیں جب تک ہمارے

دربار سے تم کو اجازت نہ ملے پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا ان پر لب کشائی نہ کرو۔"
(بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ نے کبھی تسلیم نہیں فرمایا کہ انجمن نے ان کو خلیفہ بنایا ہے یا وہ کسی طرح سے بھی انجمن کے ماتحت ہیں۔ آپ نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور میں جماعت اور انجمن کے لئے ویسا ہی مطاع ہوں جیسا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ خلیفہ کے اس صحیح مقام کو آپ نے اپنے عہد خلافت میں ایسا واضح فرمایا کہ اکابر فریق لاہور دل میں خواہ کچھ ہی کیوں نہ کہتے ہوں مگر انہیں اعلان اسی اقرار کا کرنا پڑا کہ :-

"ساری قوم کے آپ مطاع ہیں اور سب ممبران مجلس معتمدین آپ کی بیعت میں داخل اور آپ کے فرمانبردار ہیں" (پیغام صلح ۱۴ر دسمبر ۱۹۱۳ء)

(۳)

واقعات کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جس سے اکابر فریق لاہور کے رویہ اور علیحدگی کے بنیادی سبب پر روشنی پڑتی ہے اس کے لئے مندرجہ ذیل حوالہ جات کو غور سے ملاحظہ فرمائیے:-

(۱) حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے ۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء کو بیعت کے بعد پہلی تقریر میں فرمایا کہ:-

"میں چاہتا تھا کہ حضرت کا صاحبزادہ میاں محمود احمد جانشین بنتا اور اسی واسطے میں ان کی تعلیم میں سعی کرتا رہا"
(بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء صفحہ)

(۲) حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۱ء میں سخت بیمار ہو جانے کے باعث ایک وصیت لکھوائی اسکے متعلق مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"اپنی بیماری میں یعنی ۱۹۱۱ء میں جو وصیت آپ نے لکھوائی تھی اور جو بند کر کے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں محمود احمد صاحب کا نام لکھا تھا" (رسالہ حقیقت اختلاف صفحہ ۷۹)

(۳) حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۲ء میں احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا :-

(الف) "مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود، بشیر، شریف، نواب ناصر، نواب محمد علی خان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں"
(اخبار بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(ب) "میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں سے ایک بھی نہیں" (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۴) حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ پسر موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی ہیں چنانچہ آپ نے حضرت پیر منظور محمد صاحب سے اسکی توثیق کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا کہ :-

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ

کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔" (رسالہ تشحیذ الاذہان مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۲۰۸)

(۵) حضرت خلیفہ اوّلؓ نے مصر میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو تحریر فرمایا کہ:-

"تمہیں وہاں کسی شخص سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جب تم واپس قادیان آؤ گے تو تمہارا علمِ قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ بڑھا ہوا ہوگا اور اگر ہم نہ ہوئے تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا۔"

(الفضل یکم اپریل ۱۹۱۴ء)

(۶) حضرت خلیفہ اوّلؓ نے خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار بدر ۲۷ جولائی ۱۹۱۱ء میں فرمایا:-

"ایک نکتہ قابلِ یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکتا وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خاص بھلائی کے لئے کہی ہے۔"

(۷) حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۴ء میں اپنی وفات سے چند روز قبل فرمایا:-

"خلیفے اللہ ہی بناتا ہے میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔"

(اخبار پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

(۸) حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے وفات سے قبل اپنی وصیت لکھی جو حاضرین کو سنائی گئی۔ لکھا ہے:-

"جب وصیت لکھ چکے تو آپ نے مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا کہ سب کو سنا دیں۔ انہوں نے کھڑے ہو کر سب سامعین کو بآوازِ بلند سنا دیا۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تین دفعہ پڑھو۔ چنانچہ پھر مولوی محمد علی صاحب نے اٹھ کر دوبارہ اور پڑھ کر حاضرین کو سنایا اس کے بعد حضرت صاحبؓ نے فرمایا کہ کوئی اور ضروری امر اگر رہ گیا ہو تو بتا دیں میں لکھ دوں مولوی محمد علی صاحب اور جملہ احباب نے عرض کی کہ اور کوئی ایسا امر نہیں۔"

(ضمیمہ پیغام صلح ۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

اس وصیت کا خلاصہ مرزا یعقوب بیگ صاحب کے الفاظ میں یہ ہے کہ:-

"حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک جانشین کے لئے وصیت فرمائی۔"

(پیغام صلح ۱۶ اپریل ۱۹۱۴ء)

(۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وصیت کے اعلان کے بعد جو الٰہی مصلحت کے ماتحت جناب مولوی محمد علی صاحب سے کرایا گیا۔ اب دو ٹوک فیصلہ کا مرحلہ آ گیا۔ حالات و واقعات سے واضح تھا کہ "لاہوریوں" کی تمناؤں کے برخلاف جماعت احمدیہ میں مستقل طور پر خلافت کا سلسلہ قائم ہو رہا ہے اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کے بعد

خلیفۂ دوم بھی اسی پوزیشن اور انہیں اختیارات کا مالک ہوگا جو حضرت خلیفہ اوّلؓ کو حاصل تھے۔ اس پر "لاہوری" صاحبان گھبرا اُٹھے اور پہلے تو انہوں نے یہ "شور" مچایا کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت کیسی؟ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب (خسر جناب مولوی محمد علی صاحب) تحریر کرتے ہیں کہ:-

"آپ (حضرت مسیح موعودؑ) کی وفات سے **چھ برس بعد جب لاہوریوں نے شور** مچایا کہ خلافت کی خلافت کیسی؟ خلافت تو نبوت کی ہوا کرتی ہے اور مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔" (اخبار پیغام صلح ۹ر فروری ۱۹۴۰ء ص۶)

ظاہر ہے کہ یہ بالکل بے وقت کا شور تھا چھ برس تک حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کو **خلیفۂ اوّل** ماننے کے بعد خلیفۂ دوم کے ماننے سے سرتابی کے لئے اس عذر میں ذرہ بھر معقولیت نہ تھی جب **خلافتِ اولیٰ** کو تسلیم کیا تھا تو نبوتِ مسیح موعودؑ کی بنا پر ہی تسلیم کیا تھا۔ اب خلافتِ ثانیہ سے انکار کیوں؟

اس "شور" کی غیر معقولیت ان الفاظ سے ہی عیاں ہے جن میں اکابر فریق لاہور نے یہ شور مچایا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب نے لکھا کہ:-

"جب تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ خلافت کا سلسلہ صرف چند روزہ ہوتا ہے تو کس طرح یہ امر قابلِ تسلیم ہے کہ اگر ایک شخص کی بیعت کر لی تو اب آئندہ بھی کرتے جاؤ۔"

(پیغام صلح ۱۳ر اپریل ۱۹۱۴ء)

جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے لکھا کہ:-

"کیا یہ خدا کا ارشاد ہے کہ سلسلہ احمدی بالضرور ہمیشہ **ایک ہی خلیفہ** کے ماتحت رہے گا۔ جو ایسا خیال کرتا ہے وہ **نادان اور بے وقوف** ہے۔"

(اخبار پیغام صلح ۱۲ر اپریل ۱۹۱۴ء)

مدیر پیغام صلح نے لکھا کہ:-

"اب آئندہ کے واسطے اس سلسلۂ خلافت کا رواج دینا ہی ایک بہت خطرناک ہے۔"

(پیغام صلح ۲۹ر مارچ ۱۹۱۴ء)

معزز قارئین! لاہوریوں کا یہ شور سراسر بے اثر ثابت ہوا اور انہوں نے فوراً محسوس کر لیا کہ ہمارا یہ داؤ نہیں چل سکتا۔ جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلافت تو ضرور جاری ہوگا تب ان ہوشیار لاہوریوں نے دوسرا رُخ بدلا اور وہ یہ کہ انہوں نے کہا کہ خلیفہ تو بے شک ہو مگر ہمیں اس کی بیعت نہ کرنی پڑے اور وہ انجمن کے معاملات میں بالکل دخل نہ دے۔ اس کے لئے آپ حوالہ جاتِ ذیل توجہ سے ملاحظہ فرمائیں:-

اوّل جناب مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:-

"اس وقت ہمارے اندر جو اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ **ایک فریق** کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قیامت تک خلفاء کا ایک سلسلہ ہوگا جن میں سے ہر ایک خلیفہ نہ صرف ساری قوم کا مطاع ہوگا بلکہ اس کے ہاتھ پر تمام احمدیوں کو خواہ وہ دنیا کے کسی کونہ میں ہوں بیعت کرنی ضروری ہوگی اور جو بیعت نہیں کریں گے وہ فاسق ہونگے

اور دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ نہ صرف خلفاء کا سلسلہ لازمی نہیں بلکہ یہ چل نہیں سکتا۔ اور کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریریں اس بات پر شاہد ہیں کہ انہوں نے اپنے بعد کسی فردِ واحد خلیفہ کی اطاعت کو ضروری قرار نہیں دیا بلکہ اصلی جانشین اور ساری قوم کا مطاع ایک انجمن کو قرار دیا ہے۔"

(ضمیمہ اخبار پیغام صلح ۲ راپریل ۱۹۱۴ء)

دوم: غیر مبایعین کے نمائندہ مناظر اختر حسین صاحب نے ۱۹۳۷ء میں راولپنڈی کے تحریری مناظرہ میں لکھا ہے کہ:-

"ہمیں اگر **شخصی خلافت** سے اختلاف ہے تو وہ اس بناء پر ہے کہ اس کو یہ حیثیت دی جاتی ہے کہ وہ **انجمن** پر حاکم کی حیثیت سے ہوگی۔" (مباحثہ راولپنڈی ص ۶۸)

سوم: غیر مبایعین کے اخبار "پیغام اسلام" لاہور نے لکھا ہے کہ:-

"سارا تنازع تو یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے **لیڈر کی پوزیشن** مطلق العنان و مطاع الکل حاکم کی حیثیت ہو یا وہ صحیح اسلامی نظام **جمہوریت** کا پابند ہو۔ یہ وہ **بنیادی مسئلہ** ہے جو جماعت احمدیہ میں **تمام اختلافات و تنازعات** کے لئے بطور جڑ کے ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو مطلق العنانی کے اصول کے خلاف ہے وہ درحقیقت جماعت احمدیہ لاہور کے بنیادی اصولوں سے متحد و متفق اور قادیانی نظام کے خلاف ہے۔ ایسا ہی ہر وہ شخص جو مطلق العنانی کو تسلیم کرتا اور ضمیر کی آزادی کا کچلا جانا روا رکھتا ہے وہ حقیقتاً قادیانی نظام کا پیروکار اور جماعت احمدیہ لاہور کا مخالف ہے۔ ہماری رائے میں باقی کل تنازعے اس **بنیادی مسئلہ** کی فرع ہیں۔ مگر انہیں طول اسلئے دیا جاتا ہے تا اس بنیادی مسئلہ سے توجہ ہٹ کر دوسری طرف منتقل ہو جائے۔"

(اخبار پیغام اسلام لاہور ۱۵ راپریل ۱۹۴۷ء ص ۵-۶)

چہارم: خود مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ:-

"اصل بات یہ ہے جسے میں آج صاف کر کے اپنی جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ خلافت کا مسئلہ قادیان کا مرکزی مسئلہ ہے۔" (پیغام صلح ۱۸ راگست ۱۹۳۷ء ص ۵)

پس **بنیادی اختلاف** جس کی وجہ سے لاہوری صاحبان نے جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کی وہ خلافت کا مسئلہ ہے اور اس کا بھی یہ پہلو کہ آیا خلیفہ کی بیعت سب کریں اور وہ انجمن کا بھی مطاع ہوگا؟ صد ہزار افسوس کا مقام ہے کہ مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب ایسے سمجھدار لوگوں نے محض ضد اور ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہوئے کتنا غلط

قدم اُٹھایا اور کس طرح جماعت میں تفرقہ پیدا کر دیا۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔ حالانکہ واضح بات تھی کہ جو اختیارات و فرائض خلیفۂ اول کے تھے وہی خلیفۂ دوم کے ہوں گے۔ اگر خلیفہ کی بیعت نہ ہو اور اسے مطاع نہ مانا جائے تو وہ خلیفہ کس بات کا ہے؟

(۵)

خلافتِ ثانیہ کے قیام کے بعد مارچ ۱۹۱۴ء میں مولوی محمد علی صاحب نے جو بقولِ خود "ہم چار پانچ آدمی قادیان سے نکلے" تھے (پیغام صلح ۴ مارچ ۱۹۴۰ء ص) لاہور پہنچ کر کچھ اور لوگوں کو ساتھ ملا کر ۲۲ مارچ کو چند ریزولیوشنز پاس کئے تھے جن میں دوسرا ریزولیوشن یہ تھا کہ:۔

"صاحبزادہ صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ۔ ناقل) کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمدؐ کے نام پر بیعت لیں یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کریں لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت سے ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن اس کے لئے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی اور نہ ہی امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیئے ہیں اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا ہے اس میں کسی قسم کی دست اندازی کرے۔"

(ضمیمہ پیغام صلح ۲ اپریل ۱۹۱۴ء)

غیر مبایعین کے اس ریزولیوشن سے ظاہر ہے کہ وہ بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے انتخاب سے متفق ہونے کے لئے تیار تھے۔ وہ صرف یہ دو باتیں چاہتے تھے کہ (۱) انہیں بیعت نہ کرنی پڑے۔ (۲) انجمن کا بقول مولوی محمد علی صاحب یہ **اختیار** تسلیم کر لیا جائے کہ وہ "خلیفہ کو مقرر بھی کر سکتی ہے اور اسے معزول بھی کر سکتی ہے" (پیغام صلح ۱۲ مئی ۱۹۲۲ء) ظاہر ہے کہ ان شرائط کو ماننے والا انجمن کا **ایک ادنیٰ کارکن** تو ہو سکتا ہے **خلیفۂ وقت** نہیں ہو سکتا۔ اسلئے مذکورہ بالا ریزولیوشن پر خلیفۂ برحق کا جو جواب ہو سکتا تھا وہ واضح ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ساتھیوں کے دوسرے جلسہ میں کہا کہ:۔

"جو جواب ہم کو صاحبزادہ صاحب کی طرف سے ملا ہے اس سے یہ ثابت ہے کہ وہ ایک انچ نہیں بلکہ ایک انچ کا ۱/۱۰۰۰ حصہ بھی اپنی جگہ چھوڑنے کو تیار نہیں جو آئندہ کرنا ہے اس کا اسی وقت فیصلہ کر لیں۔"

(پیغام صلح ۳۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

اب یہاں سے اہلِ پیغام کی کھلم کھلا عداوت اور مخالفت کا پُرزور دور آغاز ہوا اور انہوں نے دوسرے

مسائل کا ایک طومار کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ مخالفینِ سلسلہ کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ انہوں نے شروع میں صرف **مطاع خلیفہ** کے ماننے سے سرتابی کی مگر پھر کہاں سے کہاں تک جا پہنچے۔ باقی سب مسائل بعد کی **ایجاد** ہیں **اصل اختلاف صرف مطاع خلیفہ کی اطاعت** کا تھا۔ یہ مسئلہ بھی ایسا تھا جس کی **حقانیت** خود مولوی محمد علی صاحب پر بھی آخرکار کھل گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۳۶ء میں خطبہ جمعہ میں اعلان کیا کہ:۔

(آ) "کوئی جہاد **نظام** کے بغیر نہیں ہو سکتا یہ ہے ہی ناممکن۔ اسلئے ہمارا سب سے **پہلا فرض** ہے کہ نظام قائم کریں اور وہ وہی اصول ہے جس پر نبی کریم صلعم نے نظام کو قائم کیا۔ پھر کہتا ہوں کہ نظام کی **بنیاد** ایک ہی بات پر ہے کہ اسمعوا و اطیعوا۔ سنو اور **اطاعت** کرو۔ جب تک یہ رُوح نہ پیدا ہو جائے، جب تک **تمام افراد ایک آواز** پر حرکت میں نہ آجائیں، جب تک **تمام اطاعت** کی ایک سطح پر نہ آجائیں **ترقی محال ہے**۔"

(ب) "آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ یہ ہے وہ **بلند اصول** جو آپ نے اتحادِ ملّی کے لئے قائم کیا اور جو **نظام کی ریڑھ کی ہڈی ہے**۔ غور کر کے دیکھئے **اس کے بغیر کوئی نظام رہ سکتا ہی نہیں**۔ یہی اصول تھا جس نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور عثمانؓ کے زمانہ میں مسلمانوں پر فتوحات کے دروازوں کو کھول دیا۔"

(پیغام صلح ۱۷ر فروری ۱۹۳۶ء ص۶)

یقین ہے کہ نظام کا جو "**بلند اصول**" مولوی محمد علی صاحب کو ۳۶ء میں سمجھ آیا تھا اگر ۱۹۱۴ء میں بھی سمجھ آجاتا تو وہ ایسا خطرناک قدم نہ اُٹھاتے جس نے جماعت میں تفرقہ کی بنیاد رکھ دی۔ مگر ۳۶ء میں مولوی صاحب بہت دُور جا چکے تھے واپس ہونا ان کے لئے مشکل تھا۔ اب چاہیئے کہ ہمارے غیر مبایع بھائی اِن حقائق کی روشنی میں حق کی طرف رجوع کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق بخشے۔ آمین۔ وما علینا الا البلاغ المبین +

مسئلۂ نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے سلسلہ میں

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کے چالیس حوالے

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا مقام

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ اپنے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کا ذکر بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں:۔

"مارچ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ ۱۸۹۱ء میں آپ کی پاک صحبت میں مستقل طور پر رہنے کی توفیق ملی اور ۱۸۹۳ء کے آغاز میں آپ کے وہ علوم و حقائق مجھ پر منکشف ہوئے کہ میرے سینہ کو لوثِ اغیار سے صاف دھو ڈالا" (دیباچہ "لیکچر" مرقومہ ۲۸ر فروری ۱۸۹۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام میں حضرت مولوی صاحب موصوف کے متعلق تحریر فرمایا:۔

"حبی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ مولوی صاحب اِس عاجز کے یک رنگ دوست ہیں اور مجھ سے ایک سچی اور زندہ محبت رکھتے ہیں اور اپنے اوقاتِ عزیزہ کا اکثر حصہ انہوں نے تائیدِ دین کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اُن کے بیان میں ایک اثر ڈالنے والا جوش ہے۔ اخلاص کی برکت اور نورانیت ان کے چہرہ سے ظاہر ہے۔ میری تعلیم کی اکثر باتوں سے وہ متفق الرائے ہیں۔ مگر میرے خیال میں ہے کہ شاید بعض سے نہیں لیکن اخویم مولوی نورالدین صاحب کے انوارِ صحبت نے بہت سا نورانی اثر اُن کے دل پر ڈالا ہے۔ اور نیچریت کی اکثر خشک باتوں سے وہ بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ اور در اصل مَیں بھی اِس بات کو پسند نہیں کرتا کہ الٰہی کتاب کے واقعی اور سچے منشاء کے مخالف نیچر کے ایسے تابع ہو جائیں کہ گویا کامل ہادی ہمارا وہی ہے۔ مَیں ایسے حصّۂ نیچریت کو قبول کرتا ہوں جس کو مَیں دیکھتا ہوں کہ میرے مولیٰ اور ہادی نے اپنی کتاب قرآن کریم

میں اس کو قبول کرلیا ہے اور محبت اللہ کے نام سے اس کو یاد کیا ہے۔ میں اپنے خداوند کو اس طور پر قادرِ مطلق سمجھتا ہوں اور اسی بات پر ایمان لا چکا ہوں کہ وہ جو چاہتا ہے کر دکھاتا ہے۔ اور اسی ایمان کی برکت سے میری معرفت زیادت میں ہے اور محبت ترقی میں۔ مجھے بچوں کا ایمان پسند آتا ہے اور فلسفیوں کے بوسیدہ ایمان سے میں متنفر ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ مولوی صاحب اپنی محبت کے پاک جذبات کی وجہ سے اور بھی ہم رنگی میں ترقی کریں گے اور اپنے بعض معلومات میں نظرثانی فرمائینگے۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۳۱۶)

حضرت مولوی صاحب موصوف کی وفات پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جن اشعار میں اپنے درد اور تعلق کا اظہار فرمایا وہ حسب ذیل ہیں:۔

کے توان کردن شمار خوبئ عبدالکریم
آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم
حامئ دیں آنکہ یزداں نام او لیڈر نہاد
عارفِ اسرارِ حق گنجینۂ دینِ قویم
صدق ورزید بصدق کامل و اخلاص خویش
مورد رحمت شد اندر درگہِ ربِّ علیم
گرچہ جنس نیکواں ایں چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے با ایں صفا دُرِّ یتیم
مدتے در آتشِ نیچر فرو افتادہ بود
ویں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم

(دُرِّ ثمین فارسی ص ۱۷۱)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کس پایہ کے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خدمتِ دین کے لئے بے حد زورِ قلم اور قوتِ گویائی عطا فرمائی تھی۔ ان کے مندرجہ ذیل حوالہ جات ہمارے اور غیر مبایعین کے اختلافی مسائل کے بارے میں ایک فیصلہ کن بیان کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا ابتدائی عقیدہ

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی تحریرات اور خطبہ جات کو پڑھنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ اوائل بیعت کے بعد بھی قریباً ۱۹۰۱ء تک وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول نہ کہتے تھے بلکہ اس کی نفی کرتے ہوئے صرف مجددیت تک آپؑ کے مقام کو محدود قرار دیتے تھے۔ ہمارے اس دعویٰ پر حضرت مولوی صاحبؓ کی مندرجہ ذیل عبارات شاہدِ ناطق ہیں۔ اپنے رسالہ "القول الفصیح فی اثباتِ حقیقۃ المثیل المسیح" میں جو ازالہ اوہام کی اشاعت کے جلد بعد شائع ہوا، حضرت مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہی وراثت بلاکم وکاست ان کے حقیقی وارثوں کو بھی ملتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ ایک فریق کو انبیاء کہتے ہیں۔ دوسرے فریق کو اولیاء کے نام سے

موسوم کرتے ہیں۔ پہلا فریق متبوع ہوتا ہے اور دوسرا تابع۔ اب پھر ہم اصل سوال کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ اس ہمارے عصر کے مجدد مسیح نے کیا دعویٰ کیا ہے۔ کیا خاتم الانبیاء (علیہ التحیۃ والثناء) کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کوئی اور نئی کتاب قرآن کریم کے سوا لانے کا وعدہ یا دعویٰ کیا ہے؟ اس کے جواب میں تو خود انہی کا شعر کافی ہے ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہمستم و ز خداوند منذرم
بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یہ تو بحمد اللہ فیصلہ ہوا اور بڑا بھاری مرحلہ طے ہوا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً۔ یہ ولی اللہ یکا سچا حقیقی محمدی مسلمان ہے۔ اور اس لئے اپنے بزرگ وجود کے ساتھ اہل اسلام کا فخر ہے۔ پھر کیا الہامات اور مکاشفات الٰہیہ کا دعویٰ کوئی انوکھا دعویٰ ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فیض و فضل کا باب کبھی بھی بند ہوا ہے اور نہ ہوگا۔" (القول الفصیح ص۱۵)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ اس وقت حضرت مولوی صاحبؓ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بلند مقام کو نبوت اور رسالت کا مقام قرار نہ دیتے تھے بلکہ منجملہ دیگر مجددین کے ایک مجدد، دوسرے اولیاء کی طرح کے ایک ولی سمجھتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا عقیدہ

۱۹۰۱ء اور اس کے بعد کے زمانہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو مرتبہ و مقام سمجھتے تھے وہ ان کے ذیل کے واضح اقتباسات سے ظاہر ہے۔ حضرت مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں:-

(۱) "خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق **منہاج نبوت** پر ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے۔ یا صاف لفظوں میں یوں کہا جائے کہ جیسا کہ زندہ خدا کی زندہ کتاب قرآن حکیم نے سورہ جمعہ میں فرمایا تھا وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ الآیہ۔ یعنی وہ رسول پاک جو امیوں میں مبعوث ہوا اور ان کا تزکیہ کیا اور کتاب اور حکمت انہیں سکھائی وہ ایک اور قوم کا بھی ویسا ہی معلم اور مزکی ہوگا جو ہنوز صحابہ میں شامل نہیں۔ اور اس غرض کے لئے اس کی بعثت ثانی ہوگی۔ اب اس وعدہ کے موافق **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں **تشریف** لائے ہیں۔ یا یوں کہو کہ حضرت غلام احمد قادیانی کے بروز میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔ یا یوں سمجھ لو کہ خداوند علیم و حکیم نے حضرت غلام احمد قادیانی کو وہی خو بو وہی برکات

وہی انعامات اور وہی معجزات دے کر مبعوث فرمایا ہے ...... اس سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ بدوں اس کے نہ اس جہان کی فلاح ہے اور نہ اس عالم میں **نجات** ہے۔" (اخبار الحکم ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

(۲) "تیرہ سو (۱۳۰۰) برس کے اندر کسی کو یہ موقعہ نہ ملا کہ کوئی ممبر پر کھڑا ہوا پڑھ رہا ہو لَقَدْ جَآءَکُمْ **رَسُوْلٌ** مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اور **خدا کا مرسل** و مامور اس کے سامنے موجود ہو۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ یہ مبارک دور ہمیں ملا۔ **خدا کا مرسل** ہم میں ہے اور ہم اسی ذوق سے پڑھتے ہیں لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ جنہوں نے اس کو قبول کیا ہے اور خدا کے فضل سے مانا ہے وہ اس کی اطاعت کر کے دیکھیں کہ یہ ان پر کس قدر مہربان اور رحیم ہے۔" (الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء)

(۳) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے جیسے **رسول اللہ** اور **نبی** اور نذیر اور بشیر کہہ کے پکارا ہے۔ ویسے ہی جری کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔" (اخبار الحکم ۱۷ر جنوری ۱۹۰۲ء)

(۴) "اس (وحی) میں اتنا بڑا دعویٰ ہے کہ خدا شناس خدا ترس کی گردن جھک جاتی ہے۔ اس میں اپنے تئیں **خدا کا رسول** اور اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنے والا کہا ہے۔" (الحکم ۱۴ر فروری ۱۹۰۱ء)

(۵) "حضرت **نبی اللہ** مسیح موعود علیہ السلام کے اس دعویٰ برحق سے کہ میں حسینؓ اور عیسیٰؑ سے بڑھ کر ہوں مخلوق پرست غالیوں کے کپڑوں میں آگ لگ گئی حالانکہ کس قدر صاف بات تھی کہ جو تمام انبیاء کا موعود اور خاتم النبیینؐ کے منہ سے **جری اللہ** اور **نبی** اور **مرسل** اور **حکم** پکارا گیا ہو اس سے حسینؓ کو یا دوسروں کو کیا نسبت؟" (دیباچہ خلافت راشدہ صفحہ ۲۳ مرقومہ ۲۰ر جون ۱۹۰۲ء)

(۶) "ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کھلے طور پر اسلام کو غالب کر دکھایا ہے اور اس کے دلائل اور براہین ہمارے پاس ہیں۔ پس جب یہ ثابت ہو جائے تو پھر مسیح موعود کے دعویٰ کے لئے کسی اور ثبوت کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہ جاتی۔ کیونکہ یہ مسلّم امر ہے کہ وہ اظہار دین جو اس آیت (هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ) میں

بیان کیا گیا ہے مسیح موعود ہی کے ساتھ مختص ہے اور مسلّم ہے۔"

(الحکم ۱۰/اپریل ۱۹۰۳ء)

(۷) "اگرچہ میں آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی اس تحریر سے پہلے بھی علیٰ وجہ البصیرت آپ کو سچا **پیغمبر** اور **مرسل** مانتا ہوں لیکن اس تحریر کو پڑھ کر ایک حالت وجد مجھ پر تھی اور میں سرور سے بھرا ہوا تھا کہ کس قدر بصیرت اور شعور اس کو اپنی سچائی پر ہے۔" (الحکم ۱۰/مئی ۱۹۰۳ء)

(۸) "اس سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ اس کا قدم **منہاج نبوت** پر ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کی راہ میں وہی امور پیش آئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے۔" (الحکم ۷/مئی ۱۹۰۳ء)

(۹) "ان دونوں آیتوں کی ترتیب پر خوب غور کرو اور دیکھو کس طرح پر اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسول کی عظمت اور سچائی کو ثابت کر رہا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو حقائق و معارف کا ایک نشان دیا جاوے گا۔ جس کا مقابلہ اس کے منکر اور مکذب ہرگز ہرگز نہ کر سکیں گے۔"

(الحکم ۱۰/جون ۱۹۰۳ء)

(۱۰) "میں آج پکار کر کہتا ہوں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ مومن بھائی بھائی ہیں۔ تم یاد رکھو کہ یہ آیت گویا اس وقت پھر اُتر رہی ہے۔ **خدا کا برگزیدہ رسول** تم میں موجود ہے اس کے بعد تم میں باہم کوئی عداوت اور کینہ نہ ہو۔" (الحکم ۲۴/جون ۱۹۰۳ء)

(۱۱) "میں نے بڑی تحدی سے دعویٰ کیا تھا کہ جو اعتراض ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پر یا ذات پاک پر وہ کرتے ہیں۔ میں بڑی صفائی سے دکھا سکتا ہوں کہ وہی اعتراض آریوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام، یہودیوں نے جناب مسیح علیہ السلام پر اور نصاریٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں۔ ...... نادان بدزبان معترضو! اب بھی وقت ہے خدا کے نوشتوں کو غور سے پڑھو اور **منہاج نبوت** پر خدا کے مسیح کے سلسلہ کو پرکھو۔"

(الحکم ۲۴/مارچ ۱۹۰۴ء)

(۱۲) "ان الفاظ کو جو خدا تعالیٰ نے آپ کی نسبت آپ کی وحیوں میں فرمائے ہیں جیسے **نبی، رسول، جری**۔ اور یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے نام آپ کو دیئے گئے ہیں عین راستی سمجھتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت افزائی

کا موجب اعتقاد کرتے ہیں۔ اس لئے
کہ آپ کا دعویٰ اور اس دعویٰ کا ثبوت
اور شاہد آپ کا عمل ہے کہ آپ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت کردہ اور
آپ کے دبستان کے شاگرد ہیں۔"
(الحکم ۱۰ رمئی ۱۹۰۴ء)

(۱۳) "اس (ایمان بالغیب) کے واسطے
اللہ تعالیٰ نے **انبیاء** علیہم السلام کے
سلسلے کو رکھا ہے۔ **ضرورتِ نبوت**
پر میری معرفت کے دقائق سے مزا لینے
والی فطرت نے عجیب عجیب دلائل سوچے ہوئے
ہیں مگر میں اس وقت صرف اسی ایک کو
بیان کرنا چاہتا تھا جس کا **زندہ ثبوت**
میرے سید و مولا محبوب و آقا حضرت
خلیفۃ اللہ میرزا غلام احمد ایدہ اللہ
بنصرہٖ ہیں۔" (الحکم ۳۰ رستمبر ۱۹۰۴ء)

(۱۴) "اسی طرح کی یہ فتح ہے جو آج حضرت
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی
طرف سے ملی۔ اور اسی طرح یہ فتح، ظفر
اور نصرت اور تائید الٰہی کا ثبوت
آیت النبوۃ اور فارق ٹھہر گئی
درمیان اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان
کے" (الحکم ۲۴ رجنوری ۱۹۰۵ء)

(۱۵) "پھر دیکھیں اور ہمیں بتائیں کہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر
انبیاء علیہم السلام کے واقعاتِ نصرت
وظفر میں، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی تائید الٰہی کے واقعات میں کیا فرق
ہے۔" (الحکم ۱۷ رجنوری ۱۹۰۵ء)

(۱۶) "اس خط میں جو عنقریب پڑھنے میں آئیگا
ہمارے ایک دوست کے اعتراض کا
جواب ہے جو اس نے حضرت **حجۃ
اللہ نبی اللہ علیہ السلام**
کے معارف پر کیا" (الحکم ۲۴ رمارچ ۱۹۰۵ء)

(۱۷) "**کفر بالرسول** کی عبرت انگیز سزا یا
ایک اہلحدیث کی پردہ دری۔ خدا کے
مرسل کے انکار سے **سلب ایمان** ہی
نہیں ہوتا۔ علم، عقل، دانائی سب ہی
کچھ چھن جاتا ہے۔" (الحکم ۱۰ رجولائی ۱۹۰۵ء)

(۱۸) "اس کی توفیق اور فضل سے حضرت **مرسل**
اللہ نے عربی زبان میں کئی کتابیں لکھ ڈالیں
اور ان کے مقابلہ کے لئے تحدی کی۔
اب ملا بٹالوی بے طرح بگڑ گئے۔"
(الحکم ۱۰ رجولائی ۱۹۰۵ء)

(۱۹) "اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان اور ہمارے
آقا و مولیٰ و ولی نعمت حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے پر کسقدر
بیّن دلیل ہے کہ جس جگہ سیاہ دل دشمن
نے کبھی انگلی رکھی ہے اس کے نیچے سے
معارف و حقائق کا خزانہ نکلا ہے۔ اگر

ان اخلاف نے اپنے اسلاف کی پیروی میں حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی پرائیوٹ زندگی پر کوئی اعتراض کیا تو وہ اعتراض بعینہٖ کسی **نبی** کی لائف کے کسی حصہ پر جا پڑا ہے۔ اور اگر پبلک لائف پر منہ کھولا ہے تو وہی یا وہ گوئی اُن کے بڑے کسی اولوالعزم **نبی** کی شان میں کر چکے ہیں۔" (الحکم ۱۰ر جولائی ۱۹۰۸ء)

(۲۰) "اس یاوہ گوئی اور بانگ بے ہنگام کے ضمن میں حضرت امام مفترض الطاعۃ **رسول معصوم** علیہ السلام کی ذاتِ پاک پر حملے کئے ہیں۔"

(الحکم ۷ر جولائی ۱۹۰۸ء)

(۲۱) "معیار یہی ہے کہ جس شخص کی تائید میں خدا کا کلام اور خدا کا کام شہادت دیں وہ **رسول** ہے، امام ہے، وہی ہے وہی عیسیٰ موعود ہے، وہی مہدی مسعود ہے۔ بے علم ناعاقبت اندیش انسان کی عیب جوئی کیا وقعت رکھتی ہے کہ جس کے ہاتھ میں نہ کسی کا رد ہے نہ قبول۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔"

(الحکم ۱۷ر جولائی ۱۹۰۵ء)

(۲۲) "غیور خدا نے اسی طرح جیسے ایک وقت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا کہ الحیّ القیوم خدا کا نمونہ دکھاوے اسی طرح اس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود کر کے بھیجا جس نے آکر اسی طرز پر خدا کی ہستی کا ثبوت دکھایا۔" (الحکم ۱۷ر جنوری ۱۹۰۲ء)

(۲۳) "انبیاء و رسل اور تمام راستبازوں کا تصدیق کردہ اور مُہر لگا ہوا ثبوت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ آج زمین کے اوپر آسمان کے نیچے سب سے اوّل کوئی ایسا شخص پیش کرو جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ خدا میری دُعاؤں کو سُنتا ہے؟ بجز حضرت مسیح موعودؑ کے کوئی دوسرا شخص تمہیں نظر نہ آئے گا ..... میں تمہیں کہتا ہوں کہ یہ آسمان جو بدلا ہوا ہے، یہ ہواؤں میں جو تبدیلی تمہیں محسوس ہوتی ہے کہ مختلف قسم کی وبائیں اور بلائیں آتی ہیں، امساکِ بارش کی وجہ سے مشکلات آتی ہیں یہ اسی کی بددعاؤں کا اثر ہے۔ میرا ایمان ہے کہ اس کی دعائیں ہلاہل کو صاف کرتی ہیں، اسی کی دعائیں انکو زہرناک کر سکتی ہیں۔ پس تم اسکی صحبت میں رہ کر دعا کے مسئلہ کی حقیقت سمجھو۔"

(الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۲ء)

(۲۴) "اس کی زندگی کا بھاری ثبوت اِس وقت خدا کا مبارک مسیح مرزا غلام احمد

قادیانی ہے جو اپنے خدا سے تعلق اور زندہ تعلق سے دکھا رہا ہے کہ قرآن زندہ کتاب ہے۔ اس برگزیدہ مرد کا دعویٰ ہے کہ اسلام کا خدا زندہ خدا اور متکلم خدا ہے جو اس سے کلام کرتا اور اسے غیب پر مشتمل قادرانہ پیشگوئیاں سکھاتا ہے۔" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۲ء)

(۲۵) "آج اسلام کی زندگی، تمام نبیوں کی زندگی، قرآن کی زندگی اور خدا کی عزت وابستہ ہے مرزا غلام احمد کی زندگی کے ساتھ۔" (الحکم ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء)

(۲۶) "حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ کرتے ہیں کہ میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس وحی کو میں ایسے یقین اور ایمان اور دلائل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کلام مانتا ہوں جیسے کہ قرآن کریم کی وحی پر یقین اور ایمان رکھتا ہوں کہ وہ منجانب اللہ ہے اور جیسا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر قرآن کی وحی کو منجانب اللہ نہ مانوں تو بے ایمان اور کافر ہو جاؤں گا۔ ویسا ہی کامل یقین رکھتا ہوں کہ اگر اپنی اس وحی اور اس کی مثل کو منجانب اللہ نہ مانوں تو بے ایمان اور کافر ٹھہروں گا۔"
(الحکم ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء)

(۲۷) "اسی طرح پر آج بھی جبکہ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے قوم کو اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ کی طرف بلایا۔ اور اسی سُنّتِ الٰہی کے موافق قوم نے اسی مرد مہدی اور ناعاقبت اندیشی سے اس کی مخالفت میں شور برپا کیا اور اس کی تکلیف اور ایذادہی کیلئے ہر قسم کے منصوبے سوچے۔ اور عذاب الٰہی نے طاعون اور خوفناک قحط کی صورت اختیار کی تو ہر شتابکار بھی بول اُٹھے کہ یہ تیری ہی وجہ سے ہے۔"
(الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۲ء)

(۲۸) "اسی یقین اور ایمان کی قوت کو مضبوط کرنے کے لئے **خدا کا برگزیدہ مسیح موعود** حضرت مرزا غلام احمد صاحب (خدا کے برکات اور فضل اس پر ہوں) آیا ہے اور وہ بڑے فضل اور برکات لیکر آیا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی پاک کتاب میرے ہاتھ میں ہے اور جو جھوٹوں کو ہلاک کر دیتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور خطرناک امساکِ باراں کے وقت **ابرِ رحمت** ہو کر آیا ہے۔" (الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۲ء)

(۲۹) "لاہور کے "پیسہ اخبار" نے ایک عرصہ سے التزام کر رکھا ہے کہ **خدا تعالیٰ کے صادق مرسل** مسیح موعود اور

احمدی سلسلہ کی نسبت سخت تلخ دلی اور غیظ سے زہر اگلتا ہے۔" (الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)

(۳۰) "پھر سنو اے خدا کے مامور مرسل کی بے عزتی کرنے والو! اور راستبازوں سے عداوت کرنے کے ٹھیکہ دارو! کہ اِنَّہٗ اَوَی الْقَرْیَۃَ اس خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت نازل کی اور حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خاتم الکتب قرآن کریم کو اتارا۔ ہم آسمان و زمین کے فاطر خدا کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں کہ یہ وحی ویسی ہی سچی ہے جیسے قرآن کریم کی وحی۔"
(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)

(۳۱) "طاعون کی خبر خدا کے مرسل نے کوئی آج سے یا چار برس سے نہیں دی۔ بلکہ پچیس برس پہلے کی یہ باتیں ہیں۔"
(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)

(۳۲) "تم (مولوی محمد حسین بٹالوی) نے ایک دفعہ اپنے خواب بھی شائع کئے تھے اور ان خوابوں کی بنا پر خدا کے مرسل اور اس کے سلسلہ طیبہ کی ہتک کی تھی۔"
(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)

(۳۳) "حضرت مرزا صاحب اپنے مسیح موعود ہونے اور مرسل اللہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اپنے زندہ تعلقات کو زندہ خدا سے اور ان تعلقات کا اظہار کرتے ہیں غیب کی مقتدرانہ پیشگوئیوں سے جن پر صادق مرسل اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں ہو سکتا۔"
(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)

(۳۴) "آج بھی مہاجر کے لئے وہی مدارج اور انعام موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز حضرت احمد قادیانی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیح موعود کر کے دنیا میں بھیجا۔ تا وہ پھر ہجرت پر ملنے والے انعامات کا نمونہ دکھائے۔" (الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء)

(۳۵) "اب خدا کے صادق اور برگزیدہ مسیح موعود نے خدا کے سلام اور نصرتیں اس پر ہوں، ان تمام مذاہب کو چیلنج کر دیا ہے اور قرآن شریف کے حجج اور براہین کے ساتھ ان کو ذلیل کر دیا ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح خدا تعالیٰ نے ازل سے مقدر کیا ہوا تھا کہ اس کے ہاتھ پر اسلام کا غلبہ ہوگا۔ جیسے فرمایا هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔"
(الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۲ء)

(۳۶) "حضرت مسیح موعود کی بعثت کی بڑی غرض

بھی ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ خدا تعالیٰ کا **برگزیدہ رسول** اپنے اس مقصد میں بہت بڑی کامیابی حاصل کر چکا ہے۔ چنانچہ مسیح کی وفات کے مسئلہ کو اس نے کامل طور پر حل کر دیا ہے" (الحکم ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

(۳۷) "خدا تعالیٰ نے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے جیسا کہ سورہ جمعہ میں کہا گیا تھا وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تو صحابہ کے بلاواسطہ مزکی اور مطہر کرنے والے ہیں اور ایک اور قوم آنے والی ہے اس کے معلم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔ تمام محدثین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ آخرین منہم مسیح موعود کی جماعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس جماعت کے بھی معلم ہیں"
(الحکم ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

(۳۸) "قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نبوت کے احیاء اور زندگی کے ثبوت کے لئے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ چودھویں صدی میں ایک خاتم الخلفاء موسوی خلفاء کے مقابل پر بھیجا جائے گا جو شانِ احمد کا بروز ہوگا۔ اور یوں اس میں **شانِ نبوت** جلوہ گر ہوگی۔ کیونکہ وہ آپ ہی کے قدم پر چودھویں صدی میں وآخرین منہم لما یلحقوا بہم کے مصداق کے تزکیہ کے لئے آئے گا۔ اس کی شانِ نبوت ختم نبوت کو مضر نہیں بلکہ ختم نبوت کے جلال کو ظاہر کرنے والی ہے کیونکہ وہ ختم نبوت کی مہر نبوت سے آئے گا"
(الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء)

(۳۹) "اب مرزا غلام احمد قادیانی (ایدہ اللہ بنصرہ) کا اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدویت میں **نبوت** کا رنگ لے کر آنا میں حلفاً کہتا ہوں کہ ختم نبوت کے خلاف نہیں بلکہ اس کے اثبات کے لئے ہے" (الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء)

(۴۰) "افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے زمانہ کی مشہودہ محسوسہ ضرورتوں کی طرف توجہ نہیں کی۔ انہوں نے نہیں دیکھا کہ اگر زمانہ کو کسی وقت کسی **نبی اور مامور** کی ضرورت ہوتی تھی آج اس سے بڑھ کر ہے۔ وہ دیکھتے جس جس زمانہ میں حضرت موسیٰؑ، حضرت نوحؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہوئے اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی۔ اسی طرح اب دیکھو کہ دنیا کی کیا حالت

ہے؟ ...... اگر ربوبیت کے فیضان پر یقین ہوتا تو اس وقت مسیح موعود کا انکار نہ کیا جاتا۔ یاد رکھو کہ **مسیح موعود کا انکار کفر بالرب ہے۔"**

(الحکم ۱۰ر نومبر ۱۹۰۲ء)

غیر مبایعین کو دعوت

ان چالیس حوالجات کو پیش کرتے ہوئے ہم اُن غیر مبایعین سے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے اسی مسلک کو اختیار کرنا چاہتے ہیں جس پر جماعت حضور علیہ السلام کے زمانہ میں قائم تھی، درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس قدر واضح حق کو پس پشت نہ پھینکیں۔ مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں حق بالکل نمایاں ہو چکا ہے اور **سبیل المومنین** اپنی پوری شان سے چمک رہی ہے۔ مبارک وہ جو اپنی غلطی کا اعتراف کرکے پھر مرکز روحانیت سے وابستگی اختیار کریں۔ اللہ تعالےٰ انہیں توفیق بخشے۔ آمین +

آپ

مکتبہ الفرقان ربوہ

کے ذریعہ

سلسلہ احمدیہ کی جملہ کتب طلب فرما سکتے ہیں!

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ کا عارفانہ کلام

اے مرے مولیٰ مرے مالک مری جاں کی سپر
مبتلائے رنج و غم ہوں جلد لے میری خبر

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ دشمن ہو گئے
اب کسی پر تیرے بِن پڑتی نہیں میری نظر

امن کی کوئی نہیں جا خوف دامنگیر ہے
سانپ کی مانند مجھ کو کاٹتے ہیں بحر و بر

ہاتھ جوڑوں یا پڑوں پاؤں بتاؤ کیا کروں
دل میں بیٹھا ہے مگر آتا نہیں مجھ کو نظر

جبکہ ہر شے ملک ہے تیری مرے مولیٰ تو پھر
جس سے تو جاتا رہے بتلا کہ وہ جائے کدھر

کام دیتی ہے عصا کا آیتِ لَا تَقْنَطُوْا
ورنہ عصیاں نے تو میری توڑ ڈالی ہے کمر

بے کسی میں رہزن رنج و مصیبت آپڑا
سب متاعِ صبر و طاقت ہو گئی زیر و زبر

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پر ایک شہادت

(حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ مرحوم ریٹائرڈ سول سرجن کے قلم سے)

{ ذیل کا مضمون نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں اندرونی و بیرونی شہادت کے لحاظ سے ایک جامع مضمون ہے جو حضرت میر صاحب موصوف رضی اللہ عنہ نے فرقان (قادیان) جولائی ۱۹۴۲ء میں شائع فرمایا تھا۔ ہم اسے اس کی افادیت کے ماتحت اس خاص نمبر میں درج کرتے ہیں ——— (ایڈیٹر) }

میرے پُرانے غیر مبایع دوست ڈاکٹر حسن علی صاحب حال ساکن گوجرانوالہ کا ایک خط مع ایک اشتہار کے مجھے دو تین معذ ہوئے ملا جس میں وہ مجھے فرماتے ہیں کہ " آپؓ نے (یعنی اس عاجز نے) مسئلہ کفر و اسلام، مسئلہ نبوّت حضرت مسیح موعودؑ اور مسئلہ خلافتِ احمدیہ کو نہیں سمجھا۔ اور آپ کا اور سب اہلِ قادیان کا مسلک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے سراسر برخلاف ہے"؛ چونکہ اس خط کا جواب علاوہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے دیگر غیر مبایع اصحاب کے لئے بھی کارآمد ہو سکتا ہے۔ اسلئے مَیں رسالہ فرقان میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنا بہتر سمجھتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ ایک پرائیویٹ خط میں اس کا جواب لکھوں۔

واضح ہو کہ ان تین مسائل میں اصل اور مرکزی مسئلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ ہے۔ اگر نبوّت کا یقین ہو جائے تو کفر و اسلام اور خلافتِ احمدیہ خود بخود حل شدہ مسائل ہیں۔ اور اگر نبوت کسی شخص کے نزدیک غلط دعویٰ ہے تو پھر سارا جہان جانتا ہے کہ غیر نبی کا منکر کافر نہیں ہو سکتا، نہ اس کی خلافت کی وہ اہمیت ہو سکتی ہے جو ایک نبی کی خلافت کی ہوا کرتی ہے۔ پس اصل میں نبوت کا مسئلہ ہی ہے جس کی بابت انسان کو چاہیئے کہ تفتیش اور تحقیق کر کے کسی مقام پر جم جائے باقی جملہ مسائل اسی ایک مسئلہ کے گرد گھومتے ہیں۔ مَیں اگر اس مضمون کو لمبا کرنا چاہوں تو پھر یہ سلسلہ غیر ضروری طور پر طویل ہو جائے گا اور اس مبحث پر اکثر لوگ فریقین کے قریباً تیس سال سے روشنی ڈال بھی رہے ہیں مگر ان سب دلائل میں سے ایک سب سے اعلیٰ اور عمدہ دلیل یہ ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضورؑ کے صحابہ حضورؑ کو کیا مانتے تھے۔ چونکہ ہر شخص اپنے لئے آپ ذمہ دار ہے اسلئے اس مسئلہ کے متعلق مَیں بھی آپ کے سامنے یہ ظاہر کروں گا کہ میرا اعتقاد حضرت مسیح موعودؑ کے عہدہ کے متعلق حضورؑ کی اپنی زندگی میں کیا تھا۔ مکرمی! آپ کی طرح مجھے بھی صحابی ہونے کا دعویٰ ہے۔ حضورؑ کی وفات کے وقت میری عمر ۲۷ سال کی تھی اور نہایت چھوٹی عمر سے لیکر حضورؑ کی وفات تک میں اکثر حضورؑ کی صحبتوں میں حاضر رہا کرتا تھا۔ اور جب لاہور میں پڑھتا تھا تب بھی سال میں ڈھائی ڈھائی ماہ پھر چار چار

ماہ اور بعض اوقات آٹھ آٹھ ماہ ایک ایک سال میں مجھے حضورؑ کی صحبت میں متواتر رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور نہ صرف حضورؑ کی بلکہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ اور سابق صالح اور نیک مولوی محمد علی صاحب کی صحبتوں میں بھی اکثر وقت گزارا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضورؑ کی زندگی میں ہی میں حضور علیہ السلام کا وہ درجہ سمجھنے لگ گیا جس کا میں آئندہ ذکر کروں گا۔ اس دلیل کے بیان کرنے کے بعد میں پھر ایک اور خاص دلیل آپ کی خدمت میں پیش کروں گا جس پر اگر آپ غور فرمائیں گے تو شاید کچھ فائدہ اٹھالیں۔ فی الحال اس مضمون میں میں ان دو ثبوتوں سے زیادہ اور کچھ لکھنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ بعد میں جو ضروری اور مناسب ہوگا دیکھا جائے گا۔

دلیل اوّل

یعنی میں خود ایک لمبی عمر کی صحبت اور حضورؑ کی کتابوں کے پڑھنے اور حضورؑ کی سالہا سال کی تقریروں کے سننے کے بعد حضورؑ کی وفات سے پہلے کس عقیدہ پر قائم تھا حقیقی اور سچا عقیدہ جماعت کا وہی ہوتا ہے جو کسی مدعی کی زندگی میں ہی اس کی زیر نگرانی رائج اور دائر و سائر ہو جائے کیونکہ اس وقت کوئی اور شخص ایسا موجود نہیں ہوتا جو لوگوں کے عقائد کو تبدیل کر سکے۔ جو بھی مخالف تبدیلیاں ہوتی ہیں وہ مدعی کی وفات کے بعد ہوا کرتی ہیں سامنے نہیں ہو سکتیں۔ اور اگر کوئی غلطی کسی سے سرزد ہو جائے تو معاً اس کی اصلاح ہو جاتی ہے بلکہ جماعت کے اور لوگ غل مچا دیتے ہیں کہ یہ بات غیر معمولی ہے اور اس طرح سے اس کا تدارک فوراً ہو جایا کرتا ہے جیسا کہ "ایک غلطی کے ازالہ" کی تصنیف کے وقت ہوا۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے بھی ایک دفعہ صحابہ مسیح موعود علیہ السلام سے مسئلہ نبوت میں اسی دلیل کی مدد مانگی تھی جس پر بکثرت احمدیوں نے اپنی شہادتیں پیش کیں اور شائع کرائیں کہ ہم حضور علیہ السلام کو حضورؑ کے زمانہ میں بھی نبی ہی مانتے تھے۔ اس پر آپ میں سے بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ یہ معاملہ تیس چالیس سال پہلے کا ہے بعض دفعہ عقائد انسان کو اس طرح دبا لیتے ہیں کہ اُسے یاد نہیں رہتا کہ میرا اصلی عقیدہ اُس زمانہ میں کیا تھا اور وہ نئے عقیدہ سے اس طرح متاثر ہو جاتا ہے کہ یہی سمجھتا ہے کہ ہمیشہ سے یہی میرا عقیدہ ہے اسلئے وہ لوگ جو صرف زبانی طور پر بغیر کسی ضمنی یا تحریری ثبوت کے یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ ہم مسیح موعود علیہ السلام کو اُن کی زندگی میں بھی نبی مانا کرتے تھے وہ دھوکہ خوردہ ہیں۔ میاں محمود احمد صاحب نے ان کو یہی منوا دیا۔ اور جب یہ عقیدہ اُن کے اندر درج گیا تو پھر غلط فہمی سے وہ یہی سمجھنے لگ گئے کہ ہمارا ہمیشہ سے ہی ایسا عقیدہ تھا۔ اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے کہ ایک دو یا تین چار آدمیوں سے تو ایسی غلطی کا امکان ہو سکتا ہے لیکن یہ غلط ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کا مطالبہ میدان میں آتے ہی ہر جماعت اور ہر مقام سے صحابہ کا ایک جم غفیر یہ شہادت دیتا ہوا نکل آئے کہ ہم تو حضور علیہ السلام کو حضورؑ کی زندگی میں ہی نبی مانا کرتے تھے حتیٰ کہ مولوی عبدالرحمٰن مصری تک بھی یہی شہادت دینے لگیں۔ پس چند افراد تو دھوکہ کھا سکتے ہیں مگر ایک بڑی جماعت اس امر میں ایسا

دھوکہ نہ کھا سکتی ہے نہ دے سکتی ہے۔

دوسرا جواب اِس اعتراض کا یہ ہے کہ جو خود مطالبہ کرنے والے اور مخالف تھے (یعنی مولوی محمد علی صاحب) وہ لولو میں خواجہ غلام الثقلین کے مقابل پر ایسی واضح تحریریں چھاپ چکے تھے اور عدالتوں میں قسمیں کھا کر ایسی بیّن گواہیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق حضور کی زندگی میں ہی دے چکے تھے جن سے زیادہ کوئی اور واضح اور بیّن اقرار انسانی عقل میں نہیں آسکتا۔ پس اگر اور لوگوں کو دھوکا لگا تھا تو مولوی صاحب کا بیان تو صاف طور سے نبوت کے مخالف چاہیئے تھا نہ کہ نبوت کی تائید میں۔ اس سے معلوم ہؤا کہ وہ سب شہادتیں بھی صحیح اور سچی ہیں۔ بلکہ اے میرے مہربان ڈاکٹر حسن علی صاحب آپ نے جو اپنا اشتہار مجھے مطالعہ کرنے کے لئے بھیجا ہے خود اُس میں سے بھی بعض باتیں ایسی پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہیں جو یہ اشارہ کرتی ہیں کہ اب تک آپ کا دل بھی عقیدۂ نبوت سے اپنے تئیں پاک نہیں کر سکا اور نبوت کی مہک اس کی سطر سطر سے اب بھی پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے۔ مثلاً آپ نے آخر میں اپنا نام لکھتے ہوئے لکھا ہے "ڈاکٹر حسن علی **صحابی** حضرت **مسیح** موعود و مہدی **علیہ السلام**"۔ اب بتائیے کہ حضور کو غیر نبی سمجھتے ہوئے آپ **صحابی** کس طرح ہو گئے اور خود حضور کس طرح علیہ السلام بن گئے؟ اِسی طرح آپ نے حضور کا ۱۸۰ الہام تحریر فرمایا ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا...... الخ۔ مگر آپ خوب جانتے ہیں کہ دوسری قرأت اِسی الہام کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود شائع فرمائی ہے یہ ہے کہ "**دنیا میں ایک نبی آیا**...... الخ" (اگر یہ دوسری قرأت نبی کی نہ بھی ہوتی تب بھی خود نذیر کا لفظ سوائے نبی کے اور کسی کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں ۴۲ دفعہ نذیر کا لفظ آیا ہے اور ہر جگہ اس کے معنے نبی کے ہی ہیں) پھر آپ نے اِس اشتہار میں وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا والی آیت میں جو رسول کا لفظ ہے وہ حضور علیہ السلام پر چسپاں کیا ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے جو نیک بندے اِس مسیح موعود کی آواز پر کان دھریں گے اور اس کی اطاعت کریں گے وہ عذاب سے بچ جائیں گے اور جو اس سے منہ موڑیں گے وہ اپنی شرارتوں کی وجہ سے آنیوالے عذاب الٰہی میں کسی نہ کسی رنگ میں پکڑے جائیں گے پس معلوم ہؤا کہ آپ کے عقیدہ کے لحاظ سے اس ماموُر کا ماننا ضروری اور لازمی ہے ورنہ منکر عذاب الٰہی کے مورد ہوں گے۔ حالانکہ "صرف مجدّد" والا عقیدہ تو بنایا ہی اس لئے گیا تھا کہ حضور کا ماننا ضروری نہ ہو۔ پھر آپ حضور کو کلیم اللہ بھی کہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اس کے صحابہ مانند صحابہ رسول اللہ صلعم ہوں گے۔ اور ثبوت میں آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ پیش فرماتے ہیں۔ گویا آپ کو خود تو ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ ہونے کا دعویٰ ہے مگر جس کے صحابی ہونے کے طفیل آپ اس درجہ پر پہنچ گئے وہ خود گھٹیا درجہ کا ہی رہا یعنی آپ کے برابر !!! غرض یہ کہ آپ باوجود نبوت کے مٹانے کے تہیّہ کے قدم قدم پر نبوت کے اثبات کی خوشبو اور رسالت کے عقیدہ کا رنگ پھیلاتے چلے گئے ہیں مگر ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی فرماتے ہیں کہ "آپ نے نبوت کے مسئلہ پر غور نہیں کیا"۔

اب میں اپنے متعلق آپ کے سامنے یہ شہادت دیکر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ میں حضور علیہ السلام کی زندگی میں حضور کو نبی اور رسول سمجھتا تھا۔ اور میرے دعوے کا ثبوت زبانی ادّعا سے بہت بلند و بالا ہے اور ایسا زبردست ہے کہ آج بھی آپ یا آپ کا کوئی دوست میرے پاس آکر اس تحریر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے جو میں اب پیش کرنیوالا ہوں ...... وھو ھذا:۔

۱۹۰۸ء ماہ فروری کا واقعہ ہے کہ میں راولپنڈی ۳ ماہ کے لئے سول ہاسپٹل میں متعین ہو گیا۔ اُن دنوں جماعت کے ہفتہ وار جلسے اور جمعہ کی نماز حکیم شاہنواز صاحب کے مکان پر ہوا کرتی تھی جس میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی کیمبل پور سے آکر گاہے بگاہے شامل ہوا کرتے تھے۔ جمعہ کبھی ڈاکٹر صاحب پڑھاتے تھے کبھی حکیم صاحب، کبھی یہ خاکسار۔ حضور علیہ السلام اُس زمانہ میں زندہ تھے۔ ماہ فروری میں میرا تبادلہ راولپنڈی سے روجہان ضلع ڈیرہ غازیخان کا ہوگیا۔ اس پر راولپنڈی کی جماعت احمدیہ نے حکیم شاہنواز صاحب کے مکان پر مجھے پارٹی دی اور ایڈریس کے طور پر کچھ تقریریں بھی ہوئیں۔ بہت سے احباب جمع تھے۔ میں بھی ایک کاغذ پر کچھ نوٹ کرکے لے گیا تھا جس کا مضمون میں نے وہاں سنایا۔ اتفاقاً ایک صندوقچی میں بعض پُرانے کاغذات کے ہمراہ یہ کاغذ بھی پڑا تھا جو مجھے مل گیا اور جسے میں اب شائع کرتا ہوں تاکہ میرے اس زمانہ کے عقیدہ کا آپ کو اور آپ کے دوستوں کو پتہ لگ جائے جو ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو "میاں صاحب" نے حضورؑ کی وفات کے بعد نبی بنانا شروع کیا اور رفتہ رفتہ بنا ڈالا۔ یہ کاغذ بوسیدہ ہوگیا ہے اور شکنوں سے کچھ پھٹنے لگا ہے مگر تمام تحریر اب بھی صاف پڑھی جاتی ہے اور ساری تحریر میرے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اب کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ زبانی دعویٰ ہے بلکہ وہ تحریر آج بھی اگر آپ چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں۔ اگر میں ساری تحریر چھاپ دوں تو وہ لمبی ہونے کی وجہ سے جگہ بہت لے گی۔ مگر احتیاطاً اڈیٹر صاحب[1] رسالہ فرقان کو میں نے پوری تحریر دکھا دی ہے تاکہ وہ اس بات پر گواہ ہوں کہ جو حصہ شائع نہیں کیا گیا وہ موجودہ مطلب کے لئے غیر ضروری تھا اور اس میں کوئی بات عقیدۂ نبوت کے مخالف کہیں بھی بیان نہیں ہوئی۔

جواب ایڈریس

شکریہ دوستوں کا کہ انہوں نے عزت افزائی کی۔ یہ سب محبت اور تعلقات

دوستانہ ایک شخص کی بدولت ہے جس نے جہاں تک کہ پہنچ سب کو سچّی بات

پہنچا دیا ہے۔ ہزار سلام اور صلوٰۃ اس پر ہوں خدا کی اور ہماری طرف سے۔ وہ

---

[1] میں نے ساری تحریر دیکھ لی ہے اور میں اس پر گواہ ہوں۔ ابو العطاء

جب آیا تو ہم میں سے ایک ایک کو نہیں جانتا تھا۔ اب اس کے طفیل ہر شخص
ناواقف رہے تھے احمدی کہہ دے تو وہ ہم سے بڑے شوق اور محبت و پیار سے اس سے
ملیں۔ ہر قصبہ اور شہر میں اور ہمارا یہ تعلق پیدا کر دیا ہے یہاں تک کہ جس جگہ میں جاتا
جاتا ہوں جانتا ہوں یہ بھی ایک بھائی اپنا ہے اور یہ خدا کا ہم پر خاص فضل ہے کہ ہم
کمزور تھے ہم کو جماعت بنا کر مضبوط بنایا۔ پس کون ہے جو طاقتور بن کر
کمزور رہ جائیگا کون اس طرح جو [illegible] ہو کر ہر بستی کی حالت کی طرف جاوے گا
ضرور ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنی جماعت میں زیادہ میل جول اتفاق اور تعلقات قائم کرو۔
الگ الگ اپنے اپنے گوشہ میں بیٹھے رہنے سے کام نہیں بنیگا۔ اور جس شخص کو خدا نے
یہ عزت دی ہو کہ باوجود معمولی انسان ہونے کے ہم ایک ممتاز جماعت سمجھے گئے اور
باوجود کم لیاقت اور معمولی علم کے ہم کو ایک بڑی زبردست اور پُر دلائل آواز
ملا ہے اس شخص کی عزت کرو۔ اس کی قدر کرو۔ کیونکہ یہ موقعہ ہر شخص
اور ہر زمانے کو نہیں ملتا۔ لوگ عوام خیال کرتے ہیں کہ نہ رسول اللہ کے وقت [illegible]
بعض لوگ مجاہدہ کرتے ہیں کہ آپ کی یا کسی نبی کی خواب میں زیارت ہو جائے۔ اب
۱۳ برس کی بعد خدا کا وہ فضل ہوا اس نے ایک نبی اسی کا بروز ہم میں بھیج دیا۔
عرب میں نہیں۔ شام میں نہیں ایران میں نہیں ہندوستان نہیں بلکہ پنجاب اور
اس کے بھی ایسے حصہ میں جو [illegible] میں کوئی ایسا وقت نہیں ہے [illegible]

آپ لوگوں پر خاص فضل ہے یا نہیں ۔ اس نبی کو آپ اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں اپنی ہاتھوں سے چھو سکتے ہیں ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی اس سے دل کھول کر بات کر سکتا ہے ۔ اس کی صحبت میں رہ سکتا ہے پس یہ ایسا فضل ہے کہ اس کی قدر دل سے جان سے مال سے کرنی چاہیئے +

"شکریہ دوستوں کا کہ انہوں نے عزت افزائی کی۔ یہ سب محبت اور تعلقاتِ دوستانہ ایک شخص کی بدولت ہے جس نے جھاڑو کے تنکے کی طرح سب کو مٹھی میں باندھ رکھا ہے۔ ہزار ہزار سلام اور صلوٰۃ اس پر ہوں خدا کی اور ہماری طرف سے۔ وہ جب آیا تو ہم میں سے ایک ایک کو نہیں جانتا تھا۔ اب اس کی طفیل یہ ہے کہ غیر شخص ناواقف اپنے تئیں احمدی کہہ دے تو دوسرے بڑے شوق اور محبت پیار سے اسے ملتے ہیں۔ ہر قصبہ اور شہر میں اس نے ہمارا یہ تعلق پیدا کر دیا ہے یہاں تک کہ جس جگہ میں جاتا ہوں وہاں بھی ایک بھائی اپنے موجود ہیں۔ یہ خدا کا ہم پر خاص فضل ہے کہ ہم کمزور تھے ہم کو جماعت بنا کر مضبوط بنایا پس کون ہے جو ٹکا تنکا ہو کر پھر کمزور رہنا چاہتا ہے۔ کون ایسا ہے جو برادری سے علیحدہ ہو کر پھر پستی کی حالت کی طرف جاوے گا۔ ضرور ہے کہ جتنا ممکن ہو اپنی جماعت میں زیادہ میل جول اتفاق اور تعلقات قائم کرو۔ الگ الگ اپنے گوشہ میں پڑے رہنے سے کام نہیں بنے گا۔ اور جس شخص کے صدقے یہ عزت تم کو ملی کہ باوجود معمولی انسان ہونے کے ہم ایک ممتاز جماعت سمجھے گئے۔ اور باوجود کم لیاقت اور معمولی علم کے ہم ایک بڑے زبردست اور پُر دلائل انسان خیال کئے گئے۔ اس شخص کی عزت کرو۔ اس کا قدر کرو کیونکہ یہ موقعہ ہر شخص اور ہر زمانہ کو نہیں ملتا۔ لوگ عوام خیال کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے وقت ہوتے۔ بعض لوگ مجاہدے کرتے ہیں کہ آپ کی یا کسی نبی کی خواب میں زیارت ہو جاوے۔ اب ۱۳ برس کے بعد (یہاں سَو کا لفظ سہوِ کتابت سے رہ گیا ہے) خدا کا یہ فضل ہے کہ اس نے ایک نبی اسی کا بروز ہم میں بھیج دیا۔ عرب میں نہیں، شام میں نہیں، ایران میں نہیں، ہندوستان نہیں بلکہ پنجاب اور اس کے بھی ایسے حصہ میں جہاں پہنچنے میں کوئی ایسی بہت دقت نہیں۔ یہ آپ لوگوں پر خاص فضل ہے یا نہیں۔ اس نبی کو آپ اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں، اپنے ہاتھوں سے چھو سکتے ہیں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی اس سے دل کھول کر بات کر سکتا ہے۔ اس کی صحبت میں رہ سکتا ہے پس یہ ایسا فضل ہے کہ اس کی قدر دل سے، جان سے، مال سے کرنی چاہیئے۔"

...... اس کے بعد حضورؑ کے کارناموں کا ذکر ہے۔

پھر آگے چل کر لکھا ہے :۔

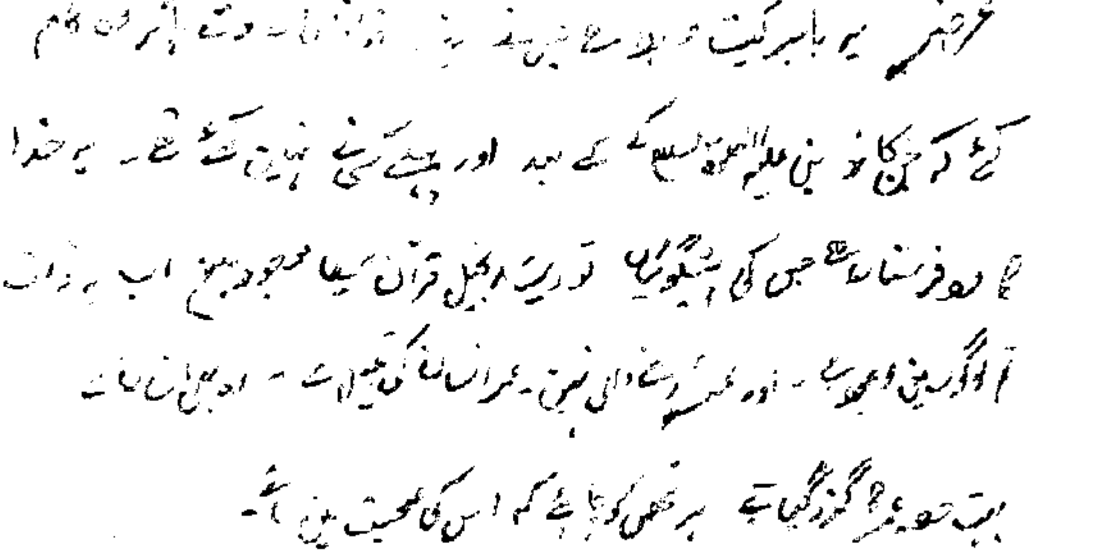

"غرض یہ بابرکت وجود جس نے خدا تعالےٰ سے قوت پاکر وہ کام کئے کہ جن کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اور پہلے کسی نے نہیں کئے تھے۔ یہ خدا کا وہ **فرستادہ ہے جس کی پیشگوئیاں توریت، انجیل، قرآن سب میں موجود ہیں**۔ اب یہ ذات تم لوگوں میں موجود ہے۔ اور ہمیشہ رہنے والی نہیں۔ عمر انسان کی قلیل ہے۔ وہ بھی انسان ہے۔ بہت حصہ عمر کا گذر گیا ہے۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ اس کی صحبت میں جائے"

ایک خطبۂ جمعہ

اسی طرح اسی مقام راولپنڈی میں ۱۹۰۸ء کے آخر یا ۱۹۰۹ء کے اوائل کا ذکر ہے کہ ایک جمعہ جو میں نے پڑھایا اس میں مالی ضروریات اور ضروریات سلسلہ کا ذکر تھا۔ وہ بھی پورا لکھا ہوا میرے پاس موجود ہے۔ اس میں انفاق فی سبیل اللہ کے ذکر میں حسب ذیل عبارت لکھی ہے :۔

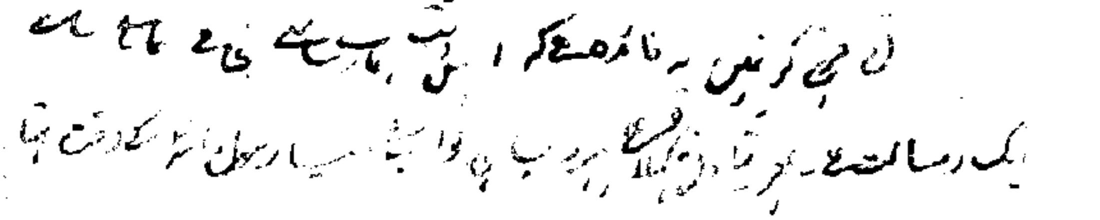

"آج خرچ کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ اس وقت ہمارے سامنے نبی ہے، ہمارے سامنے

ایک رسالت ہے۔ پھر نیا دفتر کھلا ہے۔ پھر ویسا ہی ثواب ہے جیسا رسول اللہ کے وقت تھا۔"

غرض میرے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے اور پبلک میں بیان کئے ہوئے یہ الفاظ ہیں جن کا ایک حصہ مَیں نے اپنی گواہی کے اظہار کے لئے اوپر درج کیا ہے۔ آپ خود ہی پڑھ کر یہ کہہ دیں گے کہ مابعد کے کسی عقیدہ کا اس زمانہ میں اس تحریر اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ نہ ان فقرات میں نبوت اور رسالت کے متعلق کوئی کمزوری یا شبہ یا تاویل دکھائی دیتی ہے۔ یہ تحریریں حضور علیہ السلام کی وفات سے تین ماہ یا کچھ کم و بیش مدت پہلے کی ہیں اور ایک بڑی جماعت کے سامنے دو مختلف اوقات میں بیان کی گئیں۔ اور اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے عقائد کے سوا اور کوئی عقیدہ جماعت میں رائج نہ تھا۔ ان کے سننے والے ایسے لوگ بھی تھے جو آئندہ زمانہ میں غیر مبایعین کے لیڈر بھی رہے ہیں۔ ان تحریروں کا حرف حرف اور شوشہ شوشہ اِس وقت تک محفوظ ہے۔ بعض دوستوں نے ان کو دیکھ بھی لیا ہے اور بعض کتابت اور عبارت کی غلطیاں جو اُس رنت کی ان میں موجود تھیں وہ اِس نقل میں بھی بعینہٖ اسی طرح لکھ دی گئی ہیں۔

آخر میں مَیں خدا تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر اُسی کی قسم کھا کر یہ بیان کرتا ہوں کہ یہ ہر دو تحریریں میرے اپنے ہاتھ کی حضورؑ کی زندگی کی لکھی ہوئی اب تک موجود ہیں اور مَیں نے ان کا مضمون راولپنڈی کی جماعت احمدیہ کو سنایا تھا۔ ایک دفعہ بموقعہ اپنی ٹی پارٹی کے اور ایک دفعہ کسی خطبۂ جمعہ میں۔ پس مَیں اپنی شہادت اور وہ تحریری شہادت دے چکا جو اس وقت بھی ہر شخص دیکھ سکتا ہے اور جس سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ میرا ذاتی عقیدہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں یہی تھا کہ حضورؑ نبی ہیں اور آنحضرتؐ کے بعد ۱۳ سو سال پیچھے اب ایک نبی آیا ہے نہ یہ کہ ہر محدث اور ولی کو ہم نبی سمجھتے ہوں بلکہ یہاں تک کہ ہے کہ آنحضرت صلعم سے پہلے بھی اس قوت قدسی کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوا تھا۔

ان سب باتوں کے باوجود بھی آپ فرمائے جاتے ہیں کہ قادیانیوں نے نبوت کے مسئلہ پر غور نہیں کیا! غور تو وہ کریں جو بعد میں آئے۔ انہوں نے نہ صحبت حاصل کی نہ تقریریں سنیں نہ مجلسوں میں بیٹھے۔ صرف کتابوں کے بعض حوالوں سے ٹکراتے پھرتے ہیں۔ ہمارے لئے تو صرف یہی کافی تھا کہ مدعی کیا کیا کہتا رہا اور ہم اس کی زبان سے بار بار کیا سنتے رہے۔ اور اس کی تازہ تصنیفوں میں کیا کیا پڑھتے رہے۔ ہمارا مذہب تو ان سب باتوں کے مجموعہ کا نتیجہ ہے اور اُسی وقت سے جُوں کا تُوں چلا آیا ہے۔ جب مدعی خود زندہ تھا اور اس سے بڑھ کر زبردست کوئی گواہی نہیں ہو سکتی۔

ایک خاص دلیل

آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ مَیں حال میں ہی مولوی ابوالعطاء صاحب سے ملا اور اُن سے اِن مسائل پر مذاکرہ ہوا لیکن وہ کوئی خاص بات پیش نہ کر سکے۔ اب مَیں آپ کی خاطر ایک خاص دلیل پیش کرتا ہوں اور ایک نئے راستہ سے

اس مسئلہ کے حل کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر دو فریق کے مقتدا ہیں۔ نیز ہمارے اور آپ کے نزدیک وہ صادق اور راستباز ہیں۔ ان باتوں کے باوجود حضورؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ مسیح ناصری زندہ ہیں۔ پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مسیح ناصری آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ ہرگز آسمان سے نازل نہیں ہوں گے۔ پھر کہتے ہیں مسیح اور مہدی دو شخص ہوں گے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہرگز نہیں مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہے۔ کبھی فرماتے ہیں کہ مہدی تو بنی فاطمہ سے ہوگا پھر کہتے ہیں کہ میں ہی مہدی ہوں۔ کہیں فرماتے ہیں کہ مجھے عیسیٰ سے کیا نسبت وہ عظیم الشان نبی ہے ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں مسیح ناصری سے ہر طرح سے افضل اور ہر شان میں بڑھ کر ہوں۔ کہیں فرماتے ہیں کہ میں نبی نہیں ہوں صرف مجدد اور محدث ہوں ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ اسی طرح فرماتے ہیں کہ میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ میرا منکر کافر ہے۔ غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھتے بھی رہے پھر حرام بھی فرما دیں۔ ان سے رشتے ناطے بھی کرتے تھے پھر منع بھی کر دیئے۔ متوفیک کے معنے کئے کہ پوری نعمت دوں گا پھر کہا کہ ہزار روپیہ انعام اگر سوائے موت کے اس کے کوئی اور معنے ثابت ہوں۔ فرماتے تھے کہ ایک نبی دوسرے کا متبع نہیں ہوتا ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ کسی نبی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو۔ ایک کتاب میں نبی کی تعریف اور کی ہے دوسری میں اس کے کچھ مخالف کی ہے کبھی کہا کہ میں تو مسیح کا صرف مثیل ہو کر آیا ہوں وہ خود بھی آئے گا پھر کہا کہ میں ہی مسیح ہوں اور کوئی نہیں آئے گا۔ غرض حضورؑ کی تصانیف میں دونوں حوالے اگر آپ ایک طرح کے دکھا سکتے ہیں تو سَو ہم دوسری طرح کے۔ اور اگرچہ ہمارے نزدیک معاملہ بالکل صاف ہے کہ حضورؑ اپنے عقائد کو بالہام الٰہی تبدیل فرماتے گئے مگر پھر بھی ایک ناواقف کے لئے سمجھنا بعض اوقات مشکل ہو جاتا ہے۔ جب ہم حقیقۃ الوحی کو پیش کرتے ہیں اور آپ ازالہ اوہام کو پھر مخالف الفاظ پر خوب بحث ہوتی ہے مجلس میں تو تو میں میں شروع ہو کر حق سمجھنے کی بالکل کوشش نہیں کی جاتی۔ دراصل متقی اور عقلمند کے لئے تو کوئی بھی دقت نہیں مگر مبتدی اور ضدی کے لئے بعض فقرے ابتلاء اور ضلالت کا باعث بن جاتے ہیں۔ یضل بہ کثیراً و یھدی بہ کثیراً۔ اس لئے میں آپ کو ان جھگڑوں سے نجات دلانے کے لئے ایک خاص راستہ پیش کرتا ہوں حضور علیہ السلام کی تحریروں میں جو اختلاف اور تضاد ہے وہ آپ کو بھی مسلّم ہے نبوت کے مسئلہ میں نہ سہی حیات و وفات مسیح میں تو ہے ہی۔ بہرحال آپ بھی جانتے ہیں کہ نبی بعض اجتہادی غلطیاں بھی کر سکتا ہے بعض تفہیم بھی اس کی غلط ہو سکتی ہے، بعض وہ باتیں جن کو وہ کہتا ہے میرے دل میں ڈالی گئیں بسبب بشریت اور بعض دیگر ذہنی وجوہات کے مل جانے کے وہ ان میں بھی غلطی کر جاتا ہے لیکن خود خدا کا لفظی کلام جو اس پر اُترتا ہے اس میں چونکہ بشری ذہن کا تعلق نہیں ہوتا اس لئے وہ کلام ایسی غلطیوں سے بالکل پاک ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح ناصری کی بابت حضورؑ نے لکھا کہ وہ زندہ ہیں اور آئیں گے۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ وہ فوت ہو گئے اور میں آنے والا ہوں تو یہ ایک جھگڑے والی بات ہو گئی۔ اب اگرچہ سمجھدار آدمی وہاں بھی حقیقت

کو پا لیتا ہے مگر مولوی ثناء اللہ جیسا انسان اس پر بھی جھگڑا کرتا ہے۔ تو اس جھگڑے والی انسانی بات کو چھوڑ کر اگر ہم حضورؑ کے تمام الہامات پر ایک نظر ڈالیں تو وہاں کہیں اشارہ بھی نہ ہوگا کہ مسیح ناصریؑ زندہ ہے بلکہ یہی ملے گا کہ ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنا کر بھیجا اور تو ہی مسیح موعود ہے وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح ہم نبوت مسیح موعودؑ کا فیصلہ بھی خدائی وحی و الہامات کی مدد سے کر سکتے ہیں حضورؑ کے الہامات وغیرہ کو آپ کی پارٹی نے البشریٰ نام سے تین جلدوں میں شائع کیا ہے اور ہمارے ہاں وہ تذکرہ کے نام سے ایک ضخیم مجلد میں شائع ہوئے ہیں۔ آپ اس طرف ہرگز نہ جاویں کہ مسیح موعود علیہ السلام نے مسئلہ نبوت کے متعلق اپنی تفہیم کی بناء پر کب کیا کہا اور کس وقت کیا تحریر فرمایا کیونکہ وہاں ضرور کچھ اختلاف زمانی موجود ہے اور ایک فتنہ پرداز جھگڑالو کے لئے دوسروں کا سر کھانے کو کچھ بہانہ اور عذر مل سکتا ہے لیکن آپ سارا مجموعۂ الہامات پڑھ جائیں اور پھر ہم سے بھی یہی مطالبہ کریں تو آپ کو اس ضخیم مجلد میں ایک بھی لفظ وحی و الہام میں ایسا نہیں ملیگا جس میں یہ ذکر ہو کہ تو نبی نہیں ہے، تو رسول نہیں ہے، تو مرسل نہیں ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ غلطی سے پاک اور عالم الغیب ہے اور آئندہ کے جھگڑوں اور فتن کا حال جانتا ہے اس لئے ضروری تھا کہ وہ بطور پیشگوئی اور ہدایت کے ضرور ایسے الہام نازل کرتا جن میں یہ مذکور ہوتا کہ تو نبی اور رسول نہیں ہے تاکہ آئندہ فتنہ کے وقت وہ وحی و الہام لوگوں کی ہدایت کا باعث ہوتے۔ مگر جب ہم اس مجموعہ پر نظر ڈالتے ہیں تو کہیں بھی یہ اشارہ تک نہیں پاتے کہ ما انت بنبیٍ ولا رسول۔ من آمن بنبوّتك فقد کفر۔ یا ایّھا المجدّد اُطعموا الجائع والمعتر۔ و یقول الذین آمنوا لست مرسلاً۔ دنیا میں ایک غیر نبی آیا مگر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا ..... الخ وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ برخلاف اس کے مرسل، رسول، نبی کے لفظ تمام عمر کے الہامات میں اوّل زمانہ سے زمانۂ وفات تک اس طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ سوائے اس کے چارہ نہیں رہتا کہ خدا تعالیٰ کی شہادت کے مطابق جس کی شہادت اور الفاظ بالکل حق اور غیر مشتبہ ہیں حضورؑ کو نبی مانا جاوے اور اس طریق فیصلہ سے سارا جھگڑا نپٹا لیا جائے اور تحریروں کے اختلاف کو محکمات کے تابع کر کے وہی معنے لئے جاویں جو خدائی وحی کے مطابق ہوں۔ پس آپ آئندہ اپنے اخبار میں تمام ایسے لفظی الہام جو خدا کی طرف سے مسیح موعودؑ پر نازل ہوئے ہوں لکھ کر شائع کر دیں جن میں لکھا ہو کہ تو نبی نہیں ہے بلکہ صرف مجدد ہے، تو رسول نہیں بلکہ صرف محدّث ہے، تو مرسل نہیں بلکہ صرف ایک اعلیٰ درجہ کا مومن یا صدیق ہے۔ پھر اس کے مقابل ہم وہ تمام لفظی الہامات شائع کر دینگے جن میں حضورؑ کو نبی، رسول، مرسل کہا گیا ہے۔ اگر آپ ایک حوالہ بھی نہ دے سکے اور ہماری طرف سے متعدد حوالجات پیش کر دیئے گئے تو ہر شخص پر واضح ہو جائے گا کہ ہماری اور آپ کی پوزیشن میں کیا فرق ہے۔ مثلاً نمونۃً یہ وحی خداوندی پیش کریں گے :-

انّی مع الرسول اقوم۔ انّی مع الرسول محیطٌ۔ دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے الخ۔ یا احمد

جُعِلْتَ مرسلاً۔ یا نبی اللہ کنت لا اعرفک۔ ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ودین الحق ...... الخ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔ ما ارسل نبی الّا اخزی بہ اللہ قوماً لا یؤمنون۔ یٰس انّک لمن المرسلین۔ یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعترّ۔ انّا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم۔ قل یا ایّھا النّاس انّی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ انّی مع الرسول اجیب۔ ویقول العدوّ لستَ مرسلاً۔

غرض یہ وہ خدائی گواہی ہے جو رد نہیں کی جا سکتی۔ اور اس کے بعد ہم آپ سے پوچھیں گے کہ لائیے خدا کی شہادت اپنی تائید میں پیش کیجئے۔ مگر مجھے معلوم ہے جو آپ کے پاس شہادت ہے۔ اور غالباً آپ کو بھی معلوم ہے کہ آپ کے پاس کون کون سے الہامات اس مضمونِ انکارِ نبوت کے موجود ہیں۔ یہ ایک بالکل سادہ طریق اختلافات کے دُور کرنے اور صحیح عقائد کو پا لینے کا ہے' اگر کوئی توجہ کرے۔

بالآخر خلافت جماعت احمدیہ کے بابت جو آپ نے لکھا ہے اس کے لئے ایک عقلمند کو صرف اتنا سوچ لینا چاہئیے کہ خلافت کی وہ صورت جو قادیان میں اب رائج ہے۔ یہی وہ صورت ہے جس پر حضورؑ کی وفات کے بعد سب سے پہلا اجماع جماعت احمدیہ کا ہوا۔ اس اجماع میں موجودہ سب کے سب غیر مبایعین بھی شامل تھے۔ وہ ایک دینی اور روحانی جماعت کا سب سے پہلا متفقہ فیصلہ اور سب سے پہلا اور متفقہ اجماع تھا۔ جس سے زیادہ صادق اور صحیح فیصلہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ جو شخص کچھ مدت کے بعد ایک نیا منصوبہ سوچے اور اس کامل اجماع سے الگ ہو جائے وہ اپنے دل میں ہی سوچ لے کہ اس کا مقام اور ٹھکانہ کہاں ہے۔

آخر میں مَیں آپ کی توجہ آپ کے خط کے ایک نامناسب فقرے کی طرف مبذول کراتا ہوں جس میں آپ نے لکھا ہے کہ **"اگر جماعت قادیان کے عقائد درست ہوتے تو مدتوں سے آپ کے ساتھ شامل ہو گیا ہوتا"** میرا خیال ہے کہ یہ ایک ایسی متعلّیانہ خود ستائی ہے جس پر خود آپ کو بھی افسوس ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ آپ جیسے پُرانے مخلص کو ٹھوکر لگنے کی حقیقی اور اصل وجہ یہی ہو۔ واللہ اعلم۔ والسلام

محمد اسمٰعیل

مولوی محمد علی صاحب کے متعلق رؤیا

فرمایا:۔ "مولوی محمد علی صاحب کو رؤیا میں کہا۔ آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔" (البدر جلد ۳ نمبر ۹ ۲۹ یکم اگست ۱۹۰۴ء ۔ تذکرہ ۵۱۸)

حسابِ دوستاں

(لاہوری جماعت کے دوستوں سے خطاب)

(از جناب نسیم سیفی سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ)

جانبِ منزل رواں ہے کارواں، اے دوستو
رہ گئے ہو پا شکستہ تم کہاں، اے دوستو

ہر طرف مشہور تھا حُسنِ بیاں، اے دوستو
کیا ہُوا کیوں رُک گئی طبعِ رواں، اے دوستو

کیا حدیثِ پاک کی رُو سے "نبی اللہ" نہ تھے
مہدئ دوراں، مسیحائے زماں، اے دوستو

حضرتِ محمود یا تو تھے صداقت کا نشاں
رہنمائے سالکاں و عارفاں، اے دوستو

یا کچھ ایسی بات بگڑی ہے تمہارے زعم میں
ہو گئے ہیں وہ اسیرِ گمرہاں، اے دوستو

مصلح موعود سے بغض و عناد اچھا نہیں
تھام لو اپنی زبانِ بے عناں، اے دوستو

راستی کا جھوٹ سے رشتہ کبھی جڑتا نہیں
یہ حیات نَو وہ مرگِ ناگہاں، اے دوستو

یہ سبھی کچھ ہے مگر چاہیں تو غور و فکر سے
ہم بدل دیں یہ زمین و آسماں، اے دوستو

اب بھی مل سکتے ہیں ہم، آؤ کہ ہم مل کر رہیں
دل ہی دل میں ہو حسابِ دوستاں، اے دوستو

چل رہی ہے باغِ احمد میں نسیم جانفزا
ذرہ ذرہ ہے یہاں پر گلفشاں، اے دوستو

دعوتِ حق اور تلقینِ عمل ہے میرا کام
دیکھنا درپیش ہے اک امتحاں، اے دوستو

بات جو کہنے کی تھی کہہ دی ہے میں نے برملا
سوچ لو اب اس کے ہیں سود و زیاں، اے دوستو

غیر مبایعین کی علیحدگی کا پس منظر

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب بی۔اے شاہد کے قلم سے)

احمدیت کی تاریخ میں جماعتی تحریک کا مرکزی وحدت سے کٹ کر الگ ہو جانا ایک دلچسپ مگر عبرت آموز مطالعہ کا سامان فراہم کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد اتنی جلد ایسے شدید اختلافات کا آغاز کیوں ہوا جنہوں نے بظاہر جماعت کو دو نیم کر دیا اور اس کے موجبات کیا تھے؟ یہ ایک اہم سوال ہے جسے آئندہ مؤرخین مختلف پہلوؤں سے الٹ پھیر کر پرکھیں گے اور مبایع اور غیر مبایع گروہ کے پیش کردہ واقعات اور ان کی توجیہات کا گہری ناقدانہ نظر سے جائزہ لیں گے۔ آج میں جس زاویۂ نگاہ سے اس اختلاف کا جائزہ لوں گا وہ اس کا نفسیاتی پس منظر ہے۔

غیر مبایع نقطۂ نظر

ہمارے غیر مبایع بھائیوں کے نزدیک بھی اس اختلاف کا ایک نفسیاتی پس منظر ہے اور انصاف کا تقاضہ ہے کہ اسے بھی اس بحث کے دوران پیش نظر رکھ لیا جائے تاکہ ان دونوں نقطہ ہائے نظر کا موازنہ کیا جا سکے۔ لیکن اس سے قبل میں یہ بیان کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ نفسیاتی پس منظر کی بحث میں صحت اور غلطی کا فیصلہ واقعاتی اور منطقی بحثوں کے علاوہ بہت حد تک اس قوت پر ہے جسے فطرت صحیحہ کہا جاتا ہے جو ہر انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے ودیعت کر رکھی ہے۔ ہر فریق کو حق ہے کہ وہ اپنے اپنے زاویۂ نگاہ کے مطابق ایک واقعہ کا پس منظر پیش کرے اور ہر انسان میں اپنی اپنی فطرت کی جلا کے مطابق یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ غلط اور صحیح میں تمیز کر سکے۔ مثال کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے اہم واقعات ہی کو لیجئے ہم مسلمان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ فطرت کو پیش نظر رکھ کر اُن واقعات کی جو توجیہات اور واقعاتی پس منظر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں فرائڈ اور اسی قبیل کے بیسیوں کینہ ور یورپین مصنفین کی پیش کردہ ناپاک توجیہات اُن سے کس قدر مختلف ہیں؟ اس کا حل سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ ہم اس جھگڑے کو کسی ایسے غیر جانبدار انسان کی فطرت صحیحہ کے سامنے پیش کریں جس کا دل خواہ آنحضور کی محبت سے تو محروم ہو مگر اس کے باوجود ظالمانہ بغض اور کینہ سے بھی معمور نہ ہو ہم یقین رکھتے ہیں کہ ایسا غیر جانبدار انسان جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق اور آپ کے محروم معاندین کی پیش کردہ توجیہات کا موازنہ کرے گا تو اس کی فطرت صحیحہ بے اختیار ہمارے ہی

موقف کی تائید کرے گا اور ایسا ہی ہو بھی رہا ہے۔ چنانچہ یورپ کے جدید مستشرقین جنہیں دونوں قسم کے خیالات سُننے اور پرکھنے کا موقعہ ملا ہے بڑی تیزی کے ساتھ اب ہمارے سرتاپا حُسن آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حُسنِ عمل کے ہی نہیں بلکہ حُسنِ نیّت کے بھی قائل ہوتے جا رہے ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد اب میں مبایع اور غیر مبایع اختلاف کے نفسیاتی پس منظر کے متعلق غیر مبایع احباب کی رائے پیش کرتا ہوں۔ اُن کے نزدیک شیعہ ازم، عیسائیت اور احمدیت (وہ حصہ جو خلافت سے وابستہ ہے) کے محرکات ایک ہی جیسے ہیں۔ جب بھی خدا تعالیٰ کا کوئی برگزیدہ بندہ دنیا میں کوئی پیغام لیکر آتا ہے اس کے گزر جانے کے بعد اُس کے متبعین اس کے مقام میں غلو کرنا شروع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات تو اُسے اُلوہیت کی صفات سے متصف گردانے لگتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اندھی محبت میں بعد کے آنے والے عیسائیوں نے کیا کچھ نہ کیا۔ یہاں تک کہ انہیں تختِ الوہیت پر خدا کے برابر بٹھا کر چھوڑا۔ یہی حال شیعہ احباب کا ہے جو اہل بیت کی محبت میں ایسے گم گشتہ راہ ہوئے کہ بعض تو حضرت علیؓ کو محض باقی صحابہؓ پر نہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی فضیلت دینے لگے اور یہ اندھی محبت ایک طرف تو حضرت علیؓ کے مقام کو بڑھانے کا موجب بن گئی اور دوسری طرف دوسرے کبار صحابہ کرام کے لئے بغض اور کینہ کے بیج بوگئی۔ پس یہی حال وہ کہتے ہیں کہ جماعت مبایعین کا ہوا اور "میاں صاحب" (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ) کی سرکردگی میں انہوں نے بھی اسی قسم کی ٹھوکر کھائی۔ یہ "میاں صاحب" چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے محض جسمانی بیٹے تھے اسلئے اس جسمانی محبت سے مجبور ہو کر انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ لگے ہاتھوں اپنے والد کا مقام اتنا بڑھا دوں کہ وہ بھی انبیاء کی صف میں شمار ہونے لگیں۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ گھڑ لیا۔ ان کو اس "اختراع" کے لئے بنیاد یہ مل گئی کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے کئی جگہ اپنے متعلق استعارۃً "نبی" کے الفاظ استعمال کئے ہیں بلکہ بعض الہامات میں خدا تعالیٰ نے بھی آپؑ کو نبی کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ پس اونگھتے کو گویا ٹھیلے کا بہانہ ہو گیا۔ "میاں صاحب" کو (نعوذ باللہ) شوق تو تھا ہی کہ اپنے ابا جان کا مرتبہ مبالغہ آمیزی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کریں جیسا کہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔ انہوں نے ایک استعارہ کے لفظ کو حقیقت پر محمول کرتے ہوئے نبی سے مراد واقعی نبی لے لی حالانکہ اس سے صرف مجدّد مراد تھی اور اس سے زیادہ اس لفظ کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ اس کے علاوہ "میاں صاحب" کی ایک ذاتی غرض بھی تھی کہ اگر حضرت اقدسؑ کو نبی منوا لیا جائے تو جماعت احمدیہ میں نظام خلافت بھی ساتھ ہی رائج ہو جائیگا۔ اب وہ چونکہ خود خلیفہ بننے کے متمنی تھے اسلئے ایک پنتھ دو کاج کے مصداق یہ سوچا کہ ایک طرف تو اپنے والد بزرگوار کا مقام دنیا کی نظر میں بلند تر کرنے کا موقعہ مل جائے گا دوسری طرف عمر بھر کی خلافت ہاتھ آئے گی اور جماعت احمدیہ پر خوب جی کھول حکومت کرنے کا موقعہ ملے گا۔

مجھے یقین ہے کہ یہ مسلک سب اہل پیغام کا نہیں

بلکہ بہت سے اُن میں سے ایسے حق پسند ہیں جو اگرچہ جماعت مبایعین سے اتفاق نہیں کرتے مگر یہ یقین ضرور رکھتے ہیں کہ ہمارے امام حضرت امیر المومنین نے مسئلۂ نبوت اور نظامِ خلافت کے بارہ میں جو موقف اختیار کیا وہ دیانتدارانہ رائے پر مبنی تھا۔ بہرحال پیغامی لٹریچر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ایک طبقہ جماعت احمدیہ مبایعین اور غیر مبایعین کے اختلاف کا نفسیاتی پس منظر کچھ اسی قسم کا سمجھتا ہے۔ پس پیشتر اسکے کہ میں اس بارہ میں اپنا زاویہ نگاہ پیش کروں اس پیغامی موقف سے متعلق چند **معروضات** پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

اوّل:- واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مفروضہ بالکل بے بنیاد ہے کہ غیر مبایع شاخ کی علیحدگی کا سبب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی یہ کوشش تھی کہ کسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رتبہ بڑھا دیں۔ آپ اگر تو یہ کوشش حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کی زندگی میں شروع فرما چکے تھے تو اس کا کوئی تاریخی ثبوت ملنا چاہیئے کہ اس مسئلہ پر پیغامی موقف والے اکابرین نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کی زندگی میں کوئی آواز اٹھائی ہو کوئی احتجاج کیا ہو کوئی شکایت پہنچائی ہو کہ حضور "میاں صاحب" نے تو نعوذ باللہ یہ فتنہ کھڑا کر دیا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ظلّی اور بروزی نبی ماننے لگ گئے ہیں اور جماعت میں بھی یہی فاسق عقیدہ پھیلا رہے ہیں۔ کوئی شور بپا ہوتا۔ اس بات پر کوئی تحقیق ہوئی ہوتی۔ غرضیکہ اس جدوجہد کے کچھ تو آثار نظر آنے چاہئیں کہ ایک پارٹی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی سرکردگی میں حضرت اقدس علیہ السلام کو نبی ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور دوسری پارٹی اس کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے اور بار بار اس فتنے کی اطلاعیں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ تک پہنچا رہی ہے تا کہ وہ بیچ میں دخل دیکر اس فتنہ سے جماعت کو بچائیں۔ اگر کچھ ثبوت ملتا ہے تو بالکل اس کے برعکس صورتِ حال کا ملتا ہے۔ چنانچہ ایک ایسے گروہ کے متعلق چہ میگوئیاں ہوتی معلوم ہوتی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو گھٹانے کی کوشش کر رہا تھا اور آپ کی نبوت سے منکر ہو رہا تھا۔ واقعۃً ایسا ہوا یا نہیں یہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے مگر قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ جماعت کے سامنے اگر بطور فتنہ کوئی امر پیش ہوا تو یہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو بڑھایا جا رہا ہے بلکہ یہ کہ **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو گھٹایا جا رہا ہے** اور اس سوال کے اٹھنے پر ان لوگوں کی طرف سے جن پر یہ "الزام" لگایا گیا تھا یہ جواب نہیں دیا جاتا کہ "الزام کیسا؟ یہ تو جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں تھے ورنہ الزام تو وہ لوگ ہیں جو حضور علیہ السلام کو نبی ماننے لگ گئے ہیں یا جو اس فاسد عقیدہ کا پراپیگنڈا کر رہے ہیں اسلئے ایسے لوگوں کے خلاف باقاعدہ مہم اٹھانا چاہیئے" نہیں نہیں ایسا کوئی جواب ان کی طرف سے پیش نہیں کیا جاتا۔ ان کا جواب برعکس اسکے یہ ہے کہ:-

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار

پیغام صلح کے ساتھ تعلق رکھنے والے یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار "پیغام صلح" کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے **حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے** ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا **نبی، رسول** اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا **موجب سلب ایمان** سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ہم اسکے خلیفہ برحق سیدنا و مرشدنا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کو بھی سچا پیشوا سمجھتے ہیں۔ اس اعلان کے بعد اگر کوئی ہماری نسبت بدظنی پھیلانے سے باز نہ آئے تو ہم اپنا معاملہ خدا پر چھوڑتے ہیں"

(پیغام صلح لاہور ۱۶/اکتوبر ۱۹۱۳ء)

پس ان حالات میں ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بارہ میں یہ وہم پیدا کرنا کہ گویا نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ آپ کی ایک اختراع تھی جو کچھ تو اپنے بزرگ والد کا مرتبہ مزید بڑھانے کی خاطر کی گئی تھی اور کچھ اسلئے کہ خلافت کا نظام قائم ہو تو میں خلیفہ بن کر خوب راج کروں محض ایک بے بنیاد جھوٹ ہے جو حسد اور تعصب کی پیداوار ہو تو ہو حقائق سے اس کا کوئی تعلق نہیں

انبیاء کے مقام میں غلو اور جماعت مبایعین

یہ دعویٰ بھی بے حقیقت ہے کہ چونکہ تاریخ مذاہب سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کے مقام کو ہمیشہ بعد میں بڑھایا گیا اس لئے ضرور حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف منسوب ہونے والے دونوں گروہوں میں سے غیر مبایعین کا گروہ سچا ہے کیونکہ وہ مبایعین کی نسبت حضرت اقدسؑ کا مقام کم کر کے بیان کرتا ہے۔

اگرچہ یہ درست ہے کہ بہت سے انبیاء کے مقام کو بعد میں بڑھایا جاتا رہا ہے جس طرح بعض دیگر بزرگوں اور اولیاء کے مقام کو بھی بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے۔ مگر صرف اسی بیان پر کوئی نتیجہ مرتب نہیں کیا جا سکتا۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ انبیاء کے مقام کو کب اور کن

لوگوں کی طرف سے بڑھایا گیا اور کیا ہر نبی کے مقام کو بڑھایا گیا یا بعض کو گرایا بھی گیا ہے؟

سوال اوّل کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم اور دیگر کتبِ مقدسہ کے اوراق اُلٹ کر دیکھئے ایک بھی مثال اِس امر کی نظر نہ آئے گی کہ کسی نبی یا بزرگ کی اولاد نے (پہلی نسل نے) اپنے باپ کا مقام اصل سے بڑھا کر پیش کیا ہو۔ قرآن کریم نے جہاں ہر قسم کے خطرات کی نشاندہی فرمائی ہے وہاں ایسے واقعات کا ذکر تو فرمایا ہے کہ ماموین کے اپنے خاندان حتّٰی کہ بیوی بچوں تک کی طرف سے انکار اور مخالفت ہوئی اور مقام کو گرایا گیا مگر کوئی اشارہ اِس امر کا نہیں ملتا کہ کسی مامور کی اولاد نے اپنے باپ کے مقام کو بعد میں بڑھا چڑھا کر پیش کرنا شروع کر دیا ہو۔

اسی طرح گو اس امر کا ثبوت تو ملتا ہے کہ کسی نبی یا مامور یا ولی کے متبعین میں سے جنہوں نے **اس کا زمانہ پایا** ہو ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں جنہوں نے اسکے مقام کو پوری طرح سمجھا نہیں یا جن کے دلوں میں ایمان پوری طرح داخل نہیں ہوا اور ظاہری اسلام کی حد تک ہی رہا مگر کسی ایک نبی یا مامور اور ولی کے متعلق بھی یہ ثابت نہیں کہ اس کے ایسے متبعین نے **جنہوں نے اس کا زمانہ پایا** ہو اُس کی وفات کے بعد اس کے مقام کو اصل سے بڑھانا شروع کر دیا ہو۔ ایسے **لوگ ضرور** پیدا ہوتے ہیں مگر ہمیشہ **بہت بعد میں**' اور اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اس کے پیغام کو خود اس کے منہ سے نہیں سنا ہوتا۔ خود سیّدِ وُلدِ آدم حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کی مثال لیجئے دیکھئے کہ آپ کی زندگی میں آپ پر ایمان لانے والوں میں سے کتنے ایسے تھے جنہوں نے آپ کے مقام کی بلندی اور ارفع شان کو صحیح طور پر نہ سمجھا اور قرآن کریم میں اُن کے بارہ میں تنبیہی آیات نازل ہوئیں مگر ایک بھی صحابی ایسا نہ نکلا جس نے آپ کی زندگی میں یا آپ کے وصال کے بعد عمر بھر ایک شوشہ بھی آپ کے مقام کو اصل سے بڑھا کر پیش کرنے کی کوشش کی ہو۔ تمام انبیاء اور بزرگان کی زندگی پر نظر ڈال کر دیکھئے آپ کو ہمیشہ یہی تصویر نظر آئے گی۔ حتّٰی کہ حضرت عیسٰیؑ کے حواریوں میں سے بھی کہ جن کے بہت جلد بعد شرک پیدا ہو گیا ایک بھی ایسا نہیں ملتا جس کے متعلق یہ شبہ کیا جا سکے کہ وہ حضرت عیسٰیؑ کے مقام کو بڑھانے کا موجب ہوا، ہاں مقام کو گرانے والے اور دنیاوی اغراض کی بناء پر اُن پر لعنت بھیجنے والے اُن میں سے ضرور ملتے ہیں۔ پس یہ تلوار کہ جو غیر مبایعین اپنے مبایع بھائیوں پر چلاتے ہیں دراصل اُلٹی بکڑی ہوئی ہے۔ دھار تو اُن ہی کی طرف ہے اور کُند بے ضرر پہلو ہماری طرف۔ کاش وہ غور کرنے کی طاقت رکھتے۔

دوم:۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ پر یہ الزام بھی نہایت مضحکہ خیز ہے کہ انہوں نے اس لالچ میں کہ خود خلیفہ ہوں گے خلافت کا نظام قائم کرنے کی خاطر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو بڑھا کر مجدد کی بجائے نبی کے طور پر پیش کیا۔ تاریخ احمدیت سے ثابت ہے بلکہ اِس مسئلہ پر اجماع ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی **بحیثیت خلیفہ** بیعت پر ساری جماعت متفق تھی پس **نظامِ خلافت** کے

قیام کا سوال تو کسی ایک دماغ کی پیداوار ہی نہیں تھا بلکہ **روح القدس کی برکت** سے ساری جماعت نے متفق ہو کر اس نظام کو قبول کر لیا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **الوصیۃ** کے مطابق کہ میرے بعد تم سب مل کر کام کرو جماعت نے مل کر کام کرنے کی یہ راہ بالاتفاق منظور کر لی تھی کہ :-

(الف) ہم سب مل کر ایک امام کی وفات پر دوسرے امام کا انتخاب کیا کریں۔

(ب) وہ امام تا زندگی ہمارا **واجب الاطاعت** امام ہو۔

(ج) اس کا لقب **خلیفۃ المسیح** ہو۔

پس یہ نظام تو بحیثیت ورثہ ساری جماعت کو ملا تھا۔ پس پردہ محرکات کی چھان بین کا سوال تو ان لوگوں کے خلاف پیدا ہوتا ہے جنہوں نے اس ڈگر سے ہٹنے کی کوشش کی نہ کہ اُن لوگوں کے لئے کہ جو اسی ڈگر پر قائم رہے اور اس کی حفاظت میں کوشاں رہے۔ یہ تو سوچا جاتا ہے کہ فلاں شخص جو اپنے مسلک سے ہٹا ہے یا ایک نظام کو قبول کر لینے کے بعد کسی دوسرے نظام کا خواہاں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے مگر یہ نہیں تردد کیا جاتا کہ فلاں شخص جو اپنے مسلک پر قائم ہے اس کے پس پردہ کیا بُری نیت ہے۔ پس مبایعین کو تو یہ حق ضرور حاصل ہے کہ نظامِ خلافت سے الگ ہونے والے معترضین کی نیتوں کی چھان بین کریں مگر غیر مبایعین کو عقلاً اور اخلاقاً اس کا کوئی حق نہیں پہنچتا سوائے اس کے کہ ان دونوں (عقل و اخلاق) کو بالائے طاق رکھ دیں۔

اس صورت میں وہ جو چاہیں خیال آرائیاں کریں ہم انہیں کیا کہہ سکتے ہیں۔

غیر مبایعین کے انحراف کا پس منظر

اب میں غیر مبایعین کے اختلاف اور انحراف کے اُس پس منظر کو لیتا ہوں کہ جو درحقیقت اصل پس منظر ہے اور قارئین کی عقلِ سلیم اور فطرتِ صحیحہ پر اس امر کا فیصلہ چھوڑ دیتا ہوں کہ پیش کردہ دونوں توجیہات میں سے کونسی درست اور کونسی سراسر باطل ہے۔

غیر مبایعین کی طرف سے عہدِ خلافتِ اولیٰ کے آخری سالوں میں جو جنگ لڑی جا رہی تھی اور جو آخر غیر مبایع گروہ کے کٹ کر الگ ہو جانے پر منتج ہوئی وہ دراصل نظریات کی جنگ تھی ہی نہیں وہ تو محض ایک شخصی اقتدار کی لڑائی تھی۔ خلافت اور بعد ازاں نبوت کے مسائل تو محض ہتھیار تھے جو اُن کی طرف سے اس میدانِ کارزار میں استعمال ہوئے۔

جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جو واقعہ ہوا وہ کسی سوچی سمجھی تدبیر کا نتیجہ نہ تھا بلکہ واضح طور پر تقدیر کا ہاتھ اس میں کارفرما نظر آتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا اشد ترین مخالف بھی یہ احمقانہ دعویٰ کرنے کی جسارت کر سکتا ہے کہ اُس وقت بھی حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت کرنے اور ان کو خلیفہ تسلیم کرنے پر تمام دوسرے احمدیوں اور ممبرانِ صدر انجمن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آمادہ کیا تھا اور اُس وقت بھی اُن کے ذہن میں یہ سکیم تھی کہ جلد

چند سال کے لئے دوسرا خلیفہ سہی جب ایک دفعہ نظامِ خلافت پر سب راضی ہو گئے تو پھر میرا خلیفہ بننا آسان ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت کسی سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت نہیں تھی بلکہ محض الٰہی تحریک کے نتیجہ میں دل بے اختیار اس طرف مائل ہو گئے تھے۔ اگر کسی کی نیت پر کسی قسم کے شک کی گنجائش موجود بھی تھی تو صرف مولوی محمد علی صاحب پر کیونکہ خود آپ کے صفِ اوّل کے مؤیدین کا یہ بیان تھا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات
کی گھبراہٹ میں جب حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے احکام کو پسِ پشت
ڈال کر جماعت نے مولوی نورالدین
صاحبؓ کو خلیفہ مان لیا تو اس وقت
سب لوگوں کی زبانوں پر یہ کلام جاری
تھا کہ مولوی محمد علی صاحب ہی آپ کے
بعد خلیفہ ہوں گے۔" (ٹریکٹ اظہار الحق
بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم ص۵)

یہ "گھبراہٹ" والا مسلک تقریباً وہی ہے جو شیعہ حضرات حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے انتخاب کے متعلق اختیار کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک بھی مسلمانوں کا پہلا اجماع ہی غلط تھا اور ہمارے غیر مبایع بھائیوں کے نزدیک بھی۔

پس اہلِ تشیّع سے اگر مماثلت ہے تو اہلِ پیغام کی ہے جن کے نزدیک حضرت اقدس علیہ السلام کے متبعین کا ایک حصہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی بیعت کر کے غلطی سے ایسا قدم اٹھا بیٹھا جس پر وہ بعد میں سخت پچھتا تا رہا اور دل سے اُسے کبھی بھی تسلیم نہیں کیا۔ فرق صرف یہ ہے کہ شیعہ حضرات کا یہ موقف حضرت علیؓ کی بلند شان اور پاکیزہ شخصیت پر محض ایک بہتان ہے مگر اہلِ پیغام کا یہ موقف ان کے اپنے بعض اصحاب کے متعلق عین درست اور تاریخی حقیقت ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ٹریکٹ "اظہارِ حق" جس کا اُوپر حوالہ دیا گیا ہے لاہور کے ہی بعض ممبروں کی تحریر تھی۔ گو وہ اتنی اخلاقی جرأت نہ رکھتے تھے کہ اپنے ناموں کو ظاہر کر دیں مگر اہلِ پیغام نے پیغام صلح میں مندرجہ ذیل الفاظ لکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ بعد میں غیر مبایع ہونے والا گروہ دل سے انہی امور کا قائل تھا جن کا اظہار "اظہارِ حق" میں کیا گیا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خلافت پر راضی ہو کر سخت پچھتا رہا تھا۔ "اظہار حق" کے مندرجہ ذیل اظہار کے بعد کہ:۔

"اور جب آپ کو اپنی وفات کے قرب
کی خبر خدا تعالیٰ نے دی تو آپؑ نے اپنی
وصیت لکھی اور اس میں اپنے بعد جانشین
کا مسئلہ اس طرح حل کیا کہ آپؑ کے بعد
جمہوریت ہو گی اور ایک انجمن کے سپرد
کام ہو گا۔ مگر افسوس کہ آپ کی وفات
پر جماعت نے آپؑ کے فرمودہ کو پسِ پشت
ڈال کر پیر پرستی شروع کر دی اور جمہوریت
کے رنگ کو نسیاً منسیاً کر دیا۔

اس وقت جماعت میں بہت سے
لوگ ایسے موجود ہیں جنہوں نے
بیعت مجبوری سے کی ہے۔ ورنہ

ان کے خیال میں اس بیعت لینے والے (حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ خلیفہ اوّل) کی نسبت بہتر لوگ جماعت میں موجود ہیں۔ اور اس امر کا اصل وبال کارکنانِ صدر انجمن احمدیہ پر ہے جنہوں نے بانیٔ سلسلہ کی وفات پر جماعت کو پیر پرستی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔" (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم ص۵۰۶، ص۵۰۷)

"پیغامِ صلح" کے تائیدی الفاظ پڑھیئے:۔

"جو ٹریکٹ ہم نے دیکھے ہیں ان میں ذرا بھی شک نہیں کہ اکثر باتیں ان کی سچی ہیں۔ جہاں تک کہ ان کے متعلق ہمارا علم ہے۔ اور بعض باتیں ہمارے علم اور مشاہدہ سے بالاتر ہیں اسلئے ہم ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتے ہمارے خیال میں یہی رائے تمام جماعت کی ہوگی۔" (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم ص۵۱۰)

کیا یقینی طور پر یہ ثابت نہیں ہو جاتا کہ یہ گروہ اپنی طرزِ فکر کے اعتبار سے بعینہٖ اس شیعہ مسلک کا قائل تھا جو ایک سچے مومن کے لئے اس میں قطعاً کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ اپنے نبی یا "مجدد اعظم" کے وصال پر تمام جماعت کے ساتھ متفق ہو کر جس بزرگ کی بیعت کرے بعد میں اُسکے تمام دورِ خلافت میں اس خطرناک غلطی پر پچھتا رہے اور کبھی تو تقیہ سے کام لیکر غلامی کا دم بھرنے لگے اور کبھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر کہ جماعت مومنین بھی اس کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہے اُس برحق منتخب خلیفہ کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کرنے اور ناپاک ٹریکٹوں کے پلندوں کے پلندے شائع کر کے جماعت میں مشتہر کرنے لگے۔

پس اس اختلاف اور اعتزال کا نفسیاتی پس منظر سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء ممبران صدر انجمن احمدیہ نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی اطاعت کے جُوئے کو کبھی بھی فراخدلی سے قبول نہیں کیا اور دن بدن ان کے دلوں میں یہ گھُن بڑھتا چلا گیا کہ ہم یہ کیا اقتداری خودکشی کر بیٹھے کہ ایک خلیفہ کو واجب الاطاعت امام تسلیم کر لیا۔ اگر تو ("اظہارِ حق" کے مصنف کے بیان کے مطابق) جماعت کی یہ رائے آخر تک قائم رہتی کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے وصال کے بعد خلیفہ مولوی محمد علی صاحب ہوں گے تو شاید کسی حد تک اس گروہ کی اشک شوئی ہو جاتی اور وہ ایک بوڑھے امام کی وفات کا چند سال اور صبر و شکر کے ساتھ انتظار کر لیتے لیکن افسوس کہ یہ امید بھی پوری ہوتی نظر نہ آتی تھی اور دن بدن یہ حقیقت روشن تر ہوتی چلی جا رہی تھی کہ جماعت احمدیہ کی بھاری اکثریت جناب مولوی صاحب کی نسبت کہیں زیادہ حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کی محبت میں بڑھتی جا رہی ہے اور آپ کی وسعتِ نظر، علم و فضل، تقویٰ اور خدمتِ دین کے بے پناہ جذبہ سے متاثر ہوتی جا رہی ہے۔ اہلِ پیغام کو ہر سمت سے منہ پھاڑے وہی مثال سامنے دکھائی دیتی تھی کہ آسمان سے گرا کھجور پہ اٹکا بلکہ اس سے بھی زیادہ بھیانک مستقبل تھا۔ ان کی نظر میں پہلا امام تو بوڑھا تھا اور

زیادہ سے زیادہ چند سال کی اطاعت کے کڑوے گھونٹ درپیش تھے مگر اس ہردلعزیز نوجوان کو اگر جماعت نے خلیفہ بنا لیا تو بعید نہ تھا کہ ان کی ہی نہیں ان کی نسلوں کی بھی عمریں اس کی اطاعت میں گزر جائیں۔ اس پر مزید مصیبت یہ آن پڑی کہ وہ نوجوان محض ہردلعزیز ہی نہیں تھا بلکہ خلیفۃ المسیح کو بھی بہت پیارا تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی بیماری کے ایام میں خطبات اور نمازوں کی امامت کے فرائض بھی اسی کے سپرد کر رکھے تھے۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر ایک اور مشکل یہ بھی کہ یہ نوجوان اُس مسیح آخرالزمان کا بیٹا تھا جو اپنی اولاد کی روحانی ترقیات کے متعلق عظیم الشان **خوشخبریاں** پیچھے چھوڑ گیا تھا اور جماعت کے ایک دُور رس طبقہ کی نگاہیں خصوصاً اس بیٹے پر اس امید کے ساتھ لگی ہوئی تھیں کہ یہ وہی **فرزند دلبند گرامی ارجمند** ہے جس کے مقدر میں ایک روز **مصلح موعود** بننا ہے۔ ان سب امور کا **اجتماعی اثر** ان کے دل میں اس یقین کی صورت میں ظاہر ہوا کہ حضرت خلیفہ اولؓ کے وصال کے بعد جماعت اسی نوجوان کو اپنا امام چن لے گی۔

یہ یقین ناقابلِ برداشت تھا اور لازماً شدید جذباتِ رقابت کو بھڑکانے والا۔ رقابت رفتہ رفتہ حسد میں تبدیل ہو گئی اور حسد بے پناہ بغض و عناد کی آگ کی صورت میں بھڑک اٹھا۔ لیں اس بغض کی آنکھ سے جب اس گروہ نے حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کی جماعتی دلچسپیوں اور خدمات کو دیکھا تو کچھ تعجب نہیں کہ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اسکی جماعتی کاموں میں یہ دلچسپی محض اس لئے ہے کہ جماعت میں اور زیادہ ہردلعزیز ہو جائے۔ اور اس بدظنی سے وہ باز نہ رہ سکے کہ نعوذ باللہ حضرت "میاں صاحب" ایک سوچی سمجھی تدبیر کے ماتحت مسندِ خلافت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ادنیٰ سے تدبر سے بھی یہ حقیقت اُن پر روشن ہو سکتی تھی کہ آپ کی ہردلعزیزی ایسے حالات کی بناء پر تھی جو آپ کے اپنے اختیار میں نہ تھے اور کسی سوچی سمجھی سکیم کے ہرگز محتاج نہ تھے۔

ردِ عمل

اس صورتِ حال کا ردِ عمل کئی طریق پر ظاہر ہوا:-

اوّل سب سے پہلے تو حضرت صاحب کو بدنام کرنے کی ایک **جماعت گیر مہم** چلائی گئی کہ یہ شخص خلافت کا امیدوار ہے اور باقاعدہ سکیم کے تحت خلافت پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ شروع شروع میں یہ پراپیگنڈہ زبانی چہ میگوئیوں کی صورت میں شروع ہوا لیکن آخر شائع شدہ کھلی چٹھیوں کی صورت میں پھیلایا جانے لگا۔ اس پراپیگنڈا کا **ظاہری مقصد** تو جماعت کو ایک خطرناک گہری پراسرار سازش سے آگاہ کرنا اور ایک خطرناک شخص سے بچانا تھا۔ مگر اندرونی محرک وہی **شیطانی دھوکہ** تھا جو **اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ** کی آواز کی صورت میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔ انجمن کے سرکردہ ممبران کا ایک حصہ سمجھتا تھا کہ ہم اس نوجوان سے بہتر ہیں، بزرگ تر ہیں، قابل تر ہیں، عمر میں بڑے ہیں، پھر ہمیں چھوڑ کر جماعت کا رجحان اس نوجوان کی طرف کیوں بڑھ رہا ہے اور خلیفۂ وقت کی عنایاتِ خاص بھی اسے ہی چُن رکھا ہے۔ چنانچہ اس بنیادی بیماری "انا خیر منہ" کا بھانڈا اُس کھلی چٹھی سے پھُوٹ جاتا ہے جو اس گروہ کے ایک شخص نے حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کو مخاطب کر کے لکھی۔ وہ لکھتا ہے:-

"تم اسے خلافت چھوڑ دیجئے۔ ابھی آپ طفلِ مکتب ہیں۔ یہ بارِ عظیم ہے اسکے اٹھانے کے آپ ہرگز اہل نہیں ہیں۔ آپ سے ہزار درجہ افضل تو میں ہوں۔"

(کھلا خط بنام مرزا محمود احمد صاحب سکنہ قادیان ضلع گورداسپور امیدوار خلافت" بحوالہ تاریخ احمدیت ص۵۱)

حضرت "میاں صاحب" کے خلاف اس مہم کو اس قدر تیز کر دیا گیا کہ آپ کی ہر حرکت اور ہر سکون کو اعتراض کا نشانہ بنایا جانے لگا اور ایسے ایسے طعن کئے گئے کہ آپ پر عرصۂ حیات تنگ ہو گیا۔ چنانچہ اس کھلی چٹھی کے جواب میں جس کا اوپر ذکر آیا ہے آپ کے مندرجہ ذیل الفاظ پڑھنے کے لائق ہیں:۔

"افسوس میں نے اپنے دوستوں سے وہ سنا جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے نہ سنا تھا۔ میرا دل حسرت و اندوہ کا مخزن ہے اور میں حیران ہوں کہ میں کیوں اس قدر موردِ عتاب ہوں۔ بیشک وہ بھی ہوتے ہیں جو غم و راحت میں اپنی عمر گذارتے ہیں۔ مگر یہاں تو

چھائی قفس پہ داغ سے اپنی ہے رشکِ باغ
جوشِ بہار تھا کہ ہم آئے اسیر ہو

اگر میں تبلیغ دین کے لئے کبھی باہر نکلتا ہوں تو کہا جاتا ہے کہ یہ لوگوں کو پھسلانے کے لئے اپنا اثر و رسوخ پیدا کرنے کے لئے، اپنے حمایتی بنانے کیلئے نکلتا ہے۔ اور اس کا باہر نکلنا اپنی نفسانی اغراض کے لئے ہے۔ اور اگر میں اس اعتراض کو دیکھ کر اپنے گھر بیٹھ جاتا ہوں تو یہ الزام دیا جاتا ہے کہ یہ دین کی خدمت میں کوتاہی کرتا ہے اور اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے اور خالی بیٹھا دین کے کاموں میں رخنہ اندازی کرتا ہے۔ اگر میں کوئی کام اپنے ذمہ لیتا ہوں تو مجھے سنایا جاتا ہے کہ میں حقوق کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہوں اور قومی کاموں کو اپنے ہاتھوں میں لینا چاہتا ہوں۔ اور اگر میں دل شکستہ ہو کر جدائی اختیار کرتا ہوں اور علیحدگی میں اپنی سلامتی دیکھتا ہوں تو یہ تہمت لگائی جاتی ہے کہ یہ قومی درد سے بے خبر ہے اور جماعت کے کاموں میں حصہ لینے کی بجائے اپنے اوقات کو رائیگاں گنواتا ہے ....

.... صبح شام رات دن اٹھتے بیٹھتے یہ باتیں سن سن کر میں تھک گیا ہوں۔ زمین باوجود فراخی کے مجھ پر تنگ ہو گئی ہے اور آسمان باوجود رفعت کے میرے لئے قید خانے کا کام دے رہا ہے اور میری وہی حالت

ہے کہ ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ــــ"

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۵۱۹-۵۲۰)

دوسرا ردِّ عمل

دوسرا ردِّ عمل یہ تھا کہ اس عظیم الشان اور بلند مرتبہ بزرگ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے خلاف بھی دل بغض سے بھرنے لگے جو اُن کے نزدیک اس نوجوان کی بے جا حمایت کرتے تھے اور غیر معمولی شفقت، محبت اور ہمدردی کا ہاتھ اس کے سر پر رکھے ہوئے تھے۔ کچھ تو پہلے ہی آپ کے خلاف رنج تھا کہ ناحق صدر انجمن پر حاکم بن بیٹھے ہیں کچھ حضرت "میاں صاحب" کی اس غیر معمولی حمایت نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور جماعت میں آپ کے خلاف بھی پراپیگنڈے اور طعن و تشنیع کی ایک ناپاک مہم جاری کر دی گئی جس کی کچھ جھلکیاں اشتہار "اظہار حق" کے مندرجہ ذیل الفاظ میں ملتی ہیں:۔

"اب جماعت کی حالت کو دیکھو کہ غیر ماموُر کی ہر ایک بات کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ پیغام صلح کو بند کر کے خلیفہ نے جماعت کو اس سے بدظن کر دیا۔ (پیغام صلح کی منافقانہ کارروائیوں سے تنگ آ کر حضرت خلیفۃ المسیح نے اعلان فرما دیا تھا کہ اسے میرے نام نہ بھیجا کرو۔ اور پھر جب یہ لوگ بھیجتے رہے تو آپ نے ڈاک سے وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ ناقل) جب ایک متمرد طبیعت کی بے غرض بلا وجہ وہ شخص جو جماعت میں عالم قرآن سمجھا جاتا ہے محض خلافت کی رعونت سے کر دیتا ہے تو بے کچھ نوجوان طبیعت بزرگانِ جماعت کیا امید رکھ سکتے ہیں؟ بزرگانِ قوم ان کارروائیوں کو کب تک دیکھیں گے اور خاموش رہیں گے؟ احمدیو! دوسرے پیرزادوں کو چھوڑو، اپنے پیرزادوں کی حالت کو دیکھو"

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۵۲۰)

تیسرا ردِّ عمل

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کی گستاخی اور حضرت مرزا محمود احمد صاحب کی مخالفت پر ہی اکتفاء نہ کی گئی بلکہ اس اندرونی یقین کی بناء پر کہ یہ دونوں حربے حصولِ مقصد میں کامیابی کی ضمانت نہیں دے سکتے حضرت مرزا محمود احمد صاحب کی امکانی خلافت سے فرار کی یہ راہ اختیار کی گئی کہ عوام الناس میں بذریعہ تحریر و تقریر صدر انجمن کی بالادستی اور جمہوریت کے نعرے بلند کئے گئے۔ بتایا گیا کہ یہ جمہوریت کا دور ہے اور کسی ایک شخص کی اطاعت کا زمانہ گزر چکا ہے۔ آج اگر کسی ایک شخص کی اطاعت کا جُوا اپنے سر پر رکھو گے تو پیر پرستی اور شخص پرستی کی لعنت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ یہ تیسرا ردِّ عمل گو بظاہر نظام خلافت کے خلاف ایک کُھلی کُھلی بغاوت تھی مگر دراصل اس کی جڑیں بھی کسی اصولی اختلاف پر مبنی نہ تھیں بلکہ کچھ تو ہوسِ اقتدار کی ناپاک سرزمین میں گڑی ہوئی تھیں

اور کچھ حضرت مرزا محمود احمد صاحب کے خلاف بغض کی مٹی میں۔ ایک طرف تو نظامِ خلافت سے ہی انکار ہو رہا تھا اور انجمن کی بالادستی کے ڈھول پیٹے جا رہے تھے اور دوسری طرف یہ اظہار بھی بے اختیار ہوئے چلے جاتے تھے کہ میاں محمود احمد سے مولوی محمد علی صاحب زیادہ بہتر ہیں یا خواجہ کمال الدین صاحب کی شان زیادہ بلند ہے وغیرہ وغیرہ۔ پس کوئی بعید نہیں کہ اگر اُن میں سے کسی ایک کو یہ یقین ہو جاتا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کے وصال کے بعد جماعت یقینی طور پر انہیں اپنا خلیفہ چُن لے گی تو انجمن کی بالادستی اور جمہوریت کے دعوے سب دھرے کے دھرے رہ جاتے۔ بہرحال چاہے شعوری طور پر ایسا ہُوا ہو، یا لاشعوری طور پر، نظامِ خلافت کے خلاف بغاوت براہِ راست نتیجہ تھی اس یقین کا کہ یہ نظام ہم پر ایک ایسے شخص کو مسلّط کرنے والا ہے جس کی اطاعت ہم کسی صورت میں بھی قبول نہیں کر سکتے۔

جمہوریت کا ڈھونگ

مذکورہ بالا حالات کی بنا پر خلافت کا جُوا گردنوں سے اتار پھینکنے کی جدوجہد روز بروز شدت اختیار کرتی چلی گئی اور اس موقف کو جو محض نفرت اور ہوسِ اقتدار کی پیداوار تھا نظریات کا لبادہ اوڑھا کر جماعت کے سامنے پیش کیا جانے لگا۔ عموماً انسان جب بھی کسی کڑوی حقیقت سے گریز اور فرار کی راہ اختیار کرتا ہے تو اپنے موقف کی تائید میں نظریات کا سہارا ڈھونڈتا ہے اور اگر کوئی رائج الوقت فلسفہ اس کی مدد کو نہ آئے تو نئے تائیدی فلسفہ کی تخلیق سے بھی باز نہیں رہتا۔ پس صدر انجمن کے ایسے تمام ممبران جو خلیفہ کی اطاعت کو اپنے حقوق میں دخل اندازی سمجھتے تھے اور اپنی اس "غلطی" کو کبھی بھی معاف نہیں کر سکتے تھے کہ جماعت کے ساتھ متفق ہو کر ایک امام کی بیعت کر بیٹھے اپنے موقف کی تائید میں جمہوریت کا سہارا لینے لگے۔ ان کے گرد ان کے مدح خواہوں اور حاشیہ برداروں کا ایک مختصر گروہ جمع ہو گیا اور جماعت میں اس قسم کی آوازیں بلند کی جانے لگیں کہ یہ زمانہ جمہوریت کا ہے۔ چنانچہ لازم تھا کہ اس زمانہ کا امام بھی جمہوری نظام قائم کرے۔ خلافت کا نظام شخصیت پرستی اور پیر پرستی کے رجحان پیدا کرے گا حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان رجحانات کو مٹانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو "الوصیّة" میں یہی نصیحت تھی کہ میرے بعد سب مل کر کام کرو۔ پس آپ کی حقیقی جانشین انجمن ہے نہ کہ کوئی فردِ واحد۔

یہ نظامِ خلافت سے باغی گروہ چونکہ اکثر ایسے افراد سے تعلق رکھتا تھا جو نئی روشنی اور نئی تعلیم کے پروردہ تھے اور مغربی تحریکات کا اثر لئے ہوئے تھے اس لئے اس امر کا امکان موجود ہے کہ ان میں سے بعض یا اکثر واقعی ان نظریات سے متاثر ہو کر اس تحریک میں شامل ہوئے ہوں مگر بعد کے پیش آمدہ واقعات کی روشنی میں جب ہم صورتِ حال کا دوبارہ جائزہ لیتے ہیں تو صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ نظریۂ جمہوریت اس اختلاف کی وجہ نہیں بلکہ نتیجہ تھا کیونکہ ان جمہوریت کے علمبرداروں نے بعد میں خود اپنے لئے جو موقف اختیار کیا وہ سراسر غیر جمہوری اور استبدادی تھا۔

آج کون نہیں جانتا کہ جمہوریت کی روح اکثریت کے

سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے میں مضمر ہے؟ نظریۂ جمہوریت مبنی ہے اس عقیدہ پر کہ اختیاراتِ حکومت فی ذاتہٖ کسی گروہ یا فرد کی میراث نہیں بلکہ بحیثیتِ مجموعی قوم کا حق ہیں جو کثرتِ رائے کے ساتھ یہ حق جس کو چاہے سونپ دے۔ اگر قوم کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے حقوق **چند افراد** کے مجموعہ کے نام تفویض کر دے تو اسی قوم کو یہ حق کیوں حاصل نہیں کہ اپنے جملہ اختیارات چند سالوں کے لئے یا زندگی بھر کے لئے کسی **ایک شخص** کے ہاتھ میں دیدے۔

ہر شخص کو یہ حق تو ضرور حاصل ہے کہ مؤخر الذکر صورت کی افادیت سے انکار کرے اور دیانتداری سے یہ سمجھے کہ اگر قوم چند افراد کی بجائے اپنے اختیارات صرف ایک فرد کے سپرد کر دے تو یہ اس کے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ مگر کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ اپنے اس فیصلہ کو قوم پر ٹھونسنے کی کوشش کرے اور اگر قوم اس کا یہ مشورہ رد کر دے تو اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ تعمیر کرے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ان "جمہوریت" کے علمبرداروں نے جمہوریت کے نام پر بعینہٖ یہی مسلک اختیار کیا اور اپنی ضد پر قوم کی اکثریت کی رائے کو ترجیح دینے کیلئے کسی صورت میں تیار نہ ہوئے۔ حالانکہ یہ وہی لوگ تھے جو ایک مرتبہ پہلے قومی فیصلہ کی فوقیت کو عملاً تسلیم کر چکے تھے۔ ان کے لئے یہ بہانہ اختیار کرنے کا دروازہ بھی ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا تھا کہ جمہوریت تو درست ہے مگر قوم کی اکثریت کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ ایک مامور من اللہ کے فیصلہ کو بدل دے۔ اور چونکہ الوصیّۃ میں حضرت اقدس علیہ السلام نے صاف لکھ دیا ہے کہ میرے بعد تم سب مل کر کام کرو اسلئے جماعت مجاز ہی نہیں کہ اپنے لئے ایک خلیفہ چُن کر اختیارات اسکو سونپ دے۔ یہ موقف دو طرح سے ناقابلِ قبول ہے۔

اوّل اس لئے کہ اگر "مل کر کام کرو" کے الفاظ یہ اجازت نہیں دیتے کہ جماعت اپنے اختیارات اپنی مرضی سے ایک شخص کو سونپ دے تو یہی الفاظ اس طریقِ کار کی اجازت کس طرح دے سکتے ہیں کہ جماعت اپنے اختیارات چند افراد کو سونپ دے۔ اگر "مل کر کام کرو" کا مفہوم لفظی ہی لینا ہے تو پھر تو تمام اختیارات ہر وقت جماعت کے تمام افراد کے پاس رہنے چاہئیے تھے۔ ہر کام کیلئے ساری جماعت کی ایک کانفرنس بلائی جاتی جس کی اکثریت کے فیصلے نافذ ہوتے کسی مجلس شوریٰ کے نام بھی جماعت کو اپنے اختیارات تفویض کرنے کی اجازت نہ ہوتی کیونکہ تفویض کا حق تسلیم کرنے سے یہ حق بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جیسے بھی جماعت چاہے ایک یا دو یا دس یا بیس یا سو افراد کو اپنے حقوق تفویض کر دے ؎

جب میکدہ چھٹا ہے تو پھر کیا جگہ کی قید
مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

دوسرے یہ موقف اختیار کرنیکا دروازہ اس لئے بھی منکرین خلافت پر ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا تھا کہ ابھی "الوصیّۃ" کی موجودگی میں یہ جمہور اس حق کو تسلیم کر چکے تھے کہ اپنے لئے ایک واجب الاطاعت خلیفہ چُن کر انجمن کو اس کے ماتحت ایک مددگار مجلس کی حیثیت دیدیں۔ اگر جمہوری اصول کے مطابق ایک مرتبہ جماعت کی اکثریت کو یہ حق حاصل تھا تو دوسری مرتبہ کیوں نہیں؟

اگر یہ کہا جائے کہ پہلی مرتبہ بھی یہ حق حاصل نہیں تھا تو اوّل تو یہ موقف اختیار کرتے ہی جمہوریت کا ڈھول پھٹ جاتا ہے اور اس اصولی جنگ کی قلعی کھل جاتی ہے۔ دوسرے منکرینِ خلافت کی منافقت پر ہمیشہ کے لئے مہرِ تصدیق ثبت ہو جاتی ہے۔ اگر یہ ایک اصولی سوال تھا اور واقعی ان کے نزدیک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو صرف اس حد تک جمہوری اختیارات دے گئے تھے کہ جو انجمن وہ خود مقرر فرما گئے تھے بس اُسی کی اطاعت جماعت پر فرض تھی اور اسی اطاعت انجمن کا نام جمہوریت تھا تو ان منکرینِ خلافت میں سے ہر ایک کی دیانتداری کا تقاضا تھا کہ نظامِ خلافت کے خلاف ہی نہیں بلکہ حضرت خلیفۃ اوّلؓ کی خلافت کے خلاف بھی اعلانِ جنگ کر دیتے اور یہ مسلک اختیار کرتے کہ چونکہ آپ کو خلیفہ منتخب کرنے کا جمہوری فیصلہ اس **جمہوری تصور** کے منافی ہے جو مامور من اللہ کا تھا اس لئے آپ کے انتخابِ خلافت کی ساری کارروائی خلافِ قانون، بے حقیقت اور کالعدم ہے اور سوائے انجمن کے ہم کسی اور کو حاکم تسلیم نہیں کر سکتے۔ مگر ظاہر ہے کہ منکرینِ خلافت میں سے کسی کو بھی حضرت خلیفہ اوّلؓ کی زندگی میں یہ مسلک اختیار کرنے کی **جرأت** نہ ہوئی۔ اور گو بعض نے گمنام ٹریکٹوں کے پردہ میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کو گالیاں دینے تک سے اجتناب نہ کیا اور سخت گستاخی سے پیش آتے اور انجمن اور ساری جماعت کو کوستے رہے کہ یہ کیا غلطی کر بیٹھے کہ ایک شخص کو اپنا واجب الاطاعت امام چن لیا مگر اس کے باوجود اس انتخاب کو خلافِ قانون اور کالعدم قرار دینے کی جرأت نہ کر سکے بلکہ پیغام صلح حضرت امیر المومنینؓ کو اپنی وفاداری کا یقین دلانے کے لئے زوردار مقالے سپردِ قلم کرتا رہا۔ پس اس لمبے طرزِ عمل سے منکرینِ خلافت نے اپنے اوپر فراد کے اس دروازے کو بھی ہمیشہ کے لئے بند کر لیا کہ احمدیہ جمہوریت کو خلیفہ چننے کا کوئی اختیار ہی نہیں تھا۔

اس پس منظر میں جب ہم اس گروہ کے راہنماؤں کی ان سرگرمیوں پر نظر کرتے ہیں جو حضرت خلیفہ اوّلؓ کی آنکھیں موندتے ہی ان سے ظہور پذیر ہوئیں۔ اور پھر جمہوریت کے اُن بلند بانگ دعاوی کو سنتے ہیں جو خود انہی کی نوکِ زبان تھے تو حیرت ہوتی ہے کہ انسان ہوسِ اقتدار کی بناء پر تعصب اور دشمنی کی رَو میں بہہ کر کیسی کیسی **دو عملی** کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب جمہوریت کے سب دعوے پرکھے جانے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب پس پردہ نفسیاتی محرکات کو بہرحال منظرِ عام پر آنا تھا۔ اگر یہ جنگ اصولی تھی تو انہیں طوعاً و کرہاً اصولِ جمہوریت کی خاطر اپنے جذبات کی عظیم قربانی دینی تھی اور جماعت کی کثرت کے سامنے سرِ اطاعت کو خم کر کے یہ ثابت کرنا تھا کہ ہماری جنگ اپنے نفسوں کی خاطر نہیں بلکہ اے جمہورِ احمدیت خود تمہاری ہی برتری اور فوقیت کو ثابت کرنے کی خاطر تھی پس آج ایک مرتبہ پھر سب اختیارات تمہارے ہی ہاتھوں میں ہیں۔ آج پھر تمہی نے فیصلہ کرنا ہے کہ نظامِ احمدیت کس طریق پر چلایا جائے گا اور انتظامی طاقتیں کس ہاتھ یا کن ہاتھوں کو سونپی جائیں گی۔ دیکھو اے جمہورِ احمدیت ہم وہی شیدائی تو ہیں جنہوں نے ایک مرتبہ پہلے بھی تمہاری

برتری اور عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے ماموروقت کے منشاء کو بھی پس پشت ڈال دیا تھا اور ایک شخص واحد کو واجب الاطاعت امام تسلیم کر لیا تھا۔ ہاں ایک ایسے شخص کو جو (نعوذ باللہ) اپنی خلافت کی رعونت" میں ہم پر طرح طرح کی بے جا سختیاں کرتا رہا اور ہماری عزت نفس کو تذلیل اور تحقیر کی ٹھوکریں مارتا رہا۔ ہاں اے لیلائے جمہوریت! ہم نے صرف تیرے ہی حسین چہرے کی خاطر یہ سب ذلتیں برداشت کیں۔ نظریں اٹھا اور اپنے عشاق کی غیر متزلزل وفا پر نظر کر کہ ایک مرتبہ پھر تیری ہی دہلیز پہ ہم کمال صدق و صفا کے ساتھ یہ جھگڑا لے کر آئے ہیں۔ اے خود مختار ملکۂ عالم! کہ جس کی محبت میں آج ایک زمانہ گرفتار ہے۔ بڑے بڑے خود سر بادشاہوں اور آمروں کے سر جس کی چوکھٹ پر اوندھے پڑے ہیں اُٹھ اور فیصلہ فرما۔ پھر اگر تو چاہے تو نظام جماعت کی باگ ڈور ہم عاجز ناچیز ممبران انجمن کے ہاتھ میں دیدے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ خود تیرے ہی حسن کی رونق اور فرمانروائی کی شان اس سے وابستہ ہے۔ مگر اگر تو اپنے اس مفاد کو دیکھنے کی بصارت سے محروم ہے تو اے اندھی ملکۂ حسن! اس حالت میں بھی تو اپنے اسیران عشق و وفا کو راضی برضا پائے گی کہ حکم تیرا ہے اور ہم تو محض بندگان حکم ہیں۔ ان آزمودگان وفا کو ایک مرتبہ پھر آزما کر دیکھ لے اور تا عمر ہماری گردنوں کو ایک ناتجربہ کار نوجوان کے ہاتھوں میں دیکر تماشہ کر۔ ہر حال میں تو ہمیں ثابت قدم اور صابر و شاکر پائے گی۔

اگر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے وصال پر ان منکرین خلافت اور فدایان جمہوریت کا مسلک مذکورہ بالا ہوتا تو ہمیشہ کے لئے تاریخ احمدیت میں سنہری حروف سے اُن کی نیتوں کی صفائی اور پاکیزگی پر گواہی لکھی جاتی لیکن افسوس! کہ ایسا نہیں ہوا۔ صد ہزار افسوس! کہ ایسا نہیں ہوا۔

جمہوریت ان کے نظریات کی **ملکہ نہیں بلکہ** حصول مقصد کے لئے ایک **لونڈی** کے طور پر تھی۔ پس جونہی یہ "لونڈی" ملکہ کا لبادہ اوڑھ فیصلے کی مسند پر جلوہ افروز ہو کر ایک ایسا فیصلہ صادر کرنے کے لئے لب کشا ہونے کو تھی جو اس گروہ کو کسی قیمت پر قبول نہ تھا تو یہ لوگ خود اپنے ہی پروردہ جمہوری اصولوں کو ٹھوکریں مارتے ہوئے مبایعین کی جماعت سے الگ ہو گئے اور ہمیشہ کے لئے اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر گئے کہ اس تمام جدوجہد کا پس منظر کوئی اصولی اختلاف نہ تھا بلکہ محض ان لوگوں کی ہوس اقتدار تھی جس میں رفتہ رفتہ ذاتی بغض و عناد کے مشتعل عناصر شامل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ یہ ایک ایسی بھٹی بن گئی جس نے سب اصولوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

آخری راہ

اس اعتزال کے بعد ان کے خیالات کی رو نے جو راہ اختیار کی وہ ماقبل حالات کا ایک لازمی نتیجہ تھا۔ بظاہر احمدیت سے الگ ہونے کے سراسر باطل اور غلط فعل کا رد عمل مزید وجوہ جواز کی تلاش کی صورت میں ظاہر ہوا اور ایک مرتبہ پھر نئے اصولی سہارے ڈھونڈے جانے لگے۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ سب کچھ شعوری طور پر کیا گیا ہو بلکہ ان حالات میں غیر شعوری رد عمل بھی لابدی طور پر اسی سمت میں ہونا تھا۔ نظام خلافت کے خلاف مزید قوی تر دلائل کی ضرورت تھی اور محض جمہوریت کا دعویٰ کافی نہ تھا۔ یہ نئی دلیل کیسے ہاتھ آئی؟ اس سوال کے جواب کے لئے ہمیں اس آخری اختلاف سے چند سال قبل کے حالات پر ایک مرتبہ پھر ایک

طائرانہ نگاہ ڈالنی پڑے گی۔ منکرینِ خلافت کے گروہ میں ایک خاصی تعداد ایسے افراد کی تھی جو احمدیت کی صداقت کے قائل ہونے کے باوجود اس صداقت کی خاطر اتنی قربانی کے لئے تیار نہ تھے کہ دوسرے مسلمانوں کی نظر میں مغضوب ہو جائیں۔ چنانچہ شروع سے ہی ایسے لوگوں کی پالیسی مداہنت کی رہی ہے۔ ان کی یہی کوشش تھی کہ قبولِ احمدیت کے باوجود یہ لوگ دیگر مسلمانوں کی نظر میں بھی زیادہ سے زیادہ مقبول رہیں۔ ان کی راہ میں سب سے بڑا روڑا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا **دعویٰ نبوت** تھا اور غیر احمدی مجالس میں یہ اس روڑے کو ہمیشہ روئی کے گالوں میں لپیٹ کر پیش کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ یہی وہ رجحان تھا جس نے نظامِ خلافت کے خلاف ۱۹۱۴ء کی بغاوت کے ساتھ مل کر کھلم کھلا انکارِ نبوت کی شکل اختیار کر لی۔ اس مسلک کے وقت میں جبکہ ایک نئی جماعت کی تشکیل کی جا رہی تھی اور اعتزال کی بھاری ذمہ داری کا ضمیر پر سخت بوجھ محسوس ہو رہی تھی اس مسلک کا اختیار کرنا گویا ایک نعمت غیر مترقبہ کا ہاتھ آجانا تھا اور غیر محدود سبز باغات کے راستے کھول دینے کے مترادف تھا۔ اس مسلک کے یہ دو پہلو کس قدر ان کے مفید مطلب تھے:۔

(۱) اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی ہی تسلیم نہ کیا جائے تو خلافت کیسی؟ خلافت تو نبوت کو مستلزم ہے۔ اور:۔

(۲) اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی ہی تسلیم نہ کیا جائے تو غیر احمدی مسلمانوں کا ہم سے دور بھاگنا کیا معنی؟ کیا ہوا اگر **احمدی اکثریت** ہاتھ سے جاتی رہی۔ حضرت اقدس کی نبوت کا انکار کرتے ہی جوق در جوق غیر احمدی مسلمان ہمارے جھنڈے تلے جمع ہونے شروع ہو جائیں گے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہم ان "قادیانی جنونیوں" کو یہ دکھلا دیں گے کہ احمدیت کی ترقی کی سوائے اس کے اور کوئی راہ نہیں کہ مرغِ باد نما کی پالیسی اختیار کی جائے۔ اگر زمانہ جمہوریت کا ہے تو نام نہاد جمہوریت ہی کے گیت گائے جائیں اور اگر مسلمان عوام حضرت اقدس کے نبوت کے دعویٰ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تو اس دعویٰ کو چھوڑ دیا جائے اور ان کی مرضی کے مطابق حضرت اقدس کا نبی کی بجائے کوئی اور اچھا سا نام رکھ دیا جائے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جو رُخ وہ پہلے سے اختیار کر چکے تھے اس کا اس راہ تک راہنمائی کرنا ایک لابدی امر تھا۔ حضرت اقدس کا دوسرا اچھا سا نام مجدد اعظم تجویز ہوا اور احمدیت کے لئے ایک ایسی جمہوریت اختیار کی گئی جس کا "رولنگ جنٹا" یہی باغیانِ خلافت تھے۔

حرفِ آخر

احمدیت میں ان اختلافات کے آغاز کی تاریخ پر نظر ڈال کر جو بالآخر پیغامیت کے ظہور پر منتج ہوئے کئی لحاظ سے تکلیف بھی ہوتی ہے مگر اس کا ایک خوشکن پہلو بھی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جدید زمانہ اس تجربہ کا محتاج تھا۔ ضرورت تھی اس امر کے عملی ثبوت کی کہ آج بھی مذہبی اقدار اور فتح و شکست کے موجبات

وہی ہیں جو آدم کے وقت میں تھے۔ اگر مذہب پہلے کبھی اس جمہوریت کا مرہونِ منت نہ ہوا تھا جسے پیغامی کسوٹی جمہوریت قرار دیتی ہے تو آج بھی یہ اپنی کامیابی میں اس جمہوریت کے سہاروں سے مستغنی ہے۔ اگر پہلے کبھی مداہنت کی پالیسی پر مذاہب کی فتح کا دارو مدار نہیں ہوا تو آج بھی یہ کامیابی کے ان گھٹیا ذرائع سے بے نیاز ہے۔ اس لحاظ سے پیغامیت کا مطالعہ دلچسپ بھی ہے اور عبرت انگیز بھی۔

قادیان کے نظامِ خلافت اور قولِ سدید کی کامیابی کا اگر کسی نے لاہور کی جمہوریت اور مداہنت کی ناکامی کے ساتھ موازنہ کرنا ہو تو کسی زیادہ مشقت کی ضرورت نہیں۔ اُسے چاہیئے کہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہونے والے غیر مبایعین کے جلسہ سالانہ کے مشاہدہ کے بعد مسجد "دار الذکر" میں ہونے والے صرف جماعت مبایعین شہر لاہور کے **جمعہ** کی حاضری کو دیکھے۔ اگر اُسے یہ معلوم نہ بھی ہو کہ جماعت مبایعین نمازِ جمعہ کی ادائیگی "دار الذکر" کے علاوہ اور بھی کئی مساجد میں کرتی ہے تو بھی احمدیہ بلڈنگس کے جلسہ سالانہ کی حاضری کا دار الذکر کے جمعہ کی حاضری سے موازنہ ہی اس کے لئے کافی نتیجہ خیز ہوگا۔

ہیک وقت پھوٹنے والی دو شاخوں میں سے یہ سُوکھتی ہوئی شاخ وہی ہے جس کے پنپنے کی راہ میں نبوت اور خلافت کی "ناساز گار فضا" حائل نہ تھی !!!

اپنی اولاد کے متعلق بشارت کا اعلان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ کلام

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تو نے یہ مجھکو بارہا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہُوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیّدہ ہے
یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

"خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن"

اور

غیر مبایعین

(جناب چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ و مغربی افریقہ)

غیر مبایعین کی کتب و رسائل کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مبایعین جماعت احمدیہ اور خلافتِ ثانیہ سے اپنے انشقاق و انحراف کا سبب اس بات کو قرار دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات کے بعد کسی فرد واحد کی خلافت کا ذکر اپنی "الوصیت" مجریہ دسمبر ۱۹۰۵ء و ضمیمہ الوصیت مشتہرہ ۱۹۰۶ء میں نہیں فرمایا تھا بلکہ اپنے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ہی (جس کے آپ نے چودہ ممبر مقرر فرمائے تھے) اپنا جانشین و خلیفہ قرار دیا تھا۔

اور ۱۹۰۷ء میں ایک بزرگ کے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ایک مفوضہ عمارتی کام کو انجمن کی رائے کے مطابق تعمیر نہ کروانے کی وجہ سے مندرجہ ذیل تحریر انجمن کو لکھ کر دی تھی:-

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اسی میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی۔ صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء"

(رسالہ تحریک احمدیت حصہ دوم ص مطبوعہ ۱۹۴۲ء شائع کردہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

ہم **فرض** کر لیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات کے بعد کسی فرد واحد کے خلیفہ ہونے کا ذکر نہیں فرمایا اور بقول غیر مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام جمہوریت قائم کرنے کے لئے تشریف لائے تھے، اور بصفت اقلیم کی مناسبت سے ہر اقلیم کی طرف سے دو دو ممبر انجمن میں مقرر کر دیئے تھے اور انجمن کو یہ اختیار دیا تھا کہ بجائے اس کے کہ جمہوریت کے اصول کے مطابق جب کوئی ممبران چودہ ممبروں میں سے فوت ہو جائے یا اپنی کسی بددیانتی، خیانت اور بدچلنی کی وجہ سے انجمن سے علیحدہ ہو جائے یا انجمن کے ممبر اسے کثرت رائے سے باہر نکال دیں تو جمہور کسی نئے ممبر کا انتخاب کر کے اس کو انجمن کا ممبر مقرر کر دیں۔ خود انجمن ہی جسے چاہے کثرت رائے سے اپنا ممبر مقرر کر لیا کرے!

ہم دیکھتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات پا گئے تو صدر انجمن احمدیہ نے کیا کام کیا؟ کیا جماعت احمدیہ کے لئے یہ اعلان کیا کہ اب صدر انجمن احمدیہ تمہاری **مطاع و خلیفہ** ہے، اور وہ استثنائی اختیار جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی زندگی میں حاصل تھا آج کی تاریخ سے وہ بھی ختم ہو گیا ہے اور اب صدر انجمن احمدیہ ہی سیاہ و سفید کی مالک ہے؟

اگر ۱۹۰۸ء کا صدر انجمن احمدیہ کا یہ اعلان موجود ہو تو غیر مبایعین کا مارچ ۱۹۱۴ء میں صدر انجمن احمدیہ قادیان اور خلافت ثانیہ سے انشقاق و انحراف حق پر مبنی ہوگا۔ لیکن اگر معاملہ برعکس ہو تو معلوم ہوگا کہ غیر مبایعین کے اکابر کا انشقاق کسی انفرادی اور شخصی جھگڑے کی پیداوار ہے خواہ وہ جھگڑا نفسانی ہو یا کسی مزعومہ ذاتی حق کا نہ ملنا ہو یا حصولِ اقتدار کی دوڑ اور **لائق مطاع و امیر قوم** بننے کی خواہش ہو!

سلسلہ احمدیہ کی تاریخ اور سلسلہ احمدیہ کے ۱۹۰۸ء کے اخبارات و رسائل کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے سب سے پہلا اعلان یہ تھا:-

"اطلاع از جانب صدر انجمن احمدیہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ※ کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود و بہ اجازت حضرت ام المومنین ※ کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی۔ والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہٗ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے احباب موجود تھے۔ مولانا حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب، صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔

※ اب یہ دعائیہ الفاظ غیر مبایعین استعمال نہیں کرتے۔ (محمد شریف)

جناب نواب محمد علی خان صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ خلیفہ رشید الدین صاحب۔ خاکسار (خواجہ کمال الدین۔ ناقل)

"موت اگرچہ بالکل اچانک تھی اور اطلاع دینے کا بہت ہی کم وقت ملا۔ تاہم انبالہ، جالندھر، کپورتھلہ، امرتسر، لاہور، گوجرانوالہ، وزیرآباد، جموں، گجرات، بٹالہ، گورداسپور وغیرہ مقامات سے معزز احباب آ گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ ایک کثیر جماعت نے قادیان اور لاہور میں پڑھا۔ حضرت قبلہ حکیم الامت سلمہ کو مندرجہ بالا جماعتوں کے احباب اور دیگر کل حاضرین نے جنکی تعداد اُوپر دی گئی ہے بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔

یہ خط بطور اطلاع کُل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذات خود یا بذریعہ تحریر بیعت کریں۔" (الحکم ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء وبدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

نے حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جن الفاظ میں آپ سے بیعت کی درخواست کی وہ درج ذیل ہیں۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین محمد ن المصطفیٰ وعلی المسیح الموعود خاتم الاولیاء۔

اما بعد۔ مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقیٰ ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوہ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

سے ظاہر ہے کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں۔ اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس

[illegible] قوم موجودہ قادیان

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

اب یہاں یہ سوال طبعاً پیدا ہوتا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان جس کے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرر کردہ پریذیڈنٹ حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحبؓ تھے اور سیکرٹری ماہر قانون مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی تھے۔ اور ان کے خضر طریقت جمہوریت کے شیدائی اور مشہور وکیل خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی پلیڈر تھے، اور ان دونوں کے خاص الخاص دوست ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کلانوری ثم لاہوری اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی موجود تھے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنی مکمل خلافت کا اعلان کرنے کی بجائے حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا کیوں اعلان کیا؟ اور سب نئے اور پرانے احمدیوں کو صدر انجمن کے چودہ ممبروں کی بیعت کرنے کی بجائے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کا کیوں حکم دیا؟ اور جب "خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین" صدر انجمن احمدیہ قادیان تھی تو ایک شخص کی خلافت کا ذکر کہاں سے نکل آیا؟ اور سب نئے اور پرانے احمدیوں کی بیعت کا وجوب کہاں سے پیدا ہوا؟ کیا اس وقت رسالہ الوصیت موجود نہیں تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ بالا تحریر کہیں غائب ہو گئی تھی؟ یا یہ ڈھکوسلے بعد میں بنائے گئے ہیں۔ اور اس وقت بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سب ممبروں اور جماعت احمدیہ کے سب افراد کا یہی مذہب تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد "بعض اور وجود ہوں گے جو قدرت ثانیہ کا مظہر ہوں گے" (رسالہ الوصیت ص۶) اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کی موجودگی کے باوجود حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح شخصی خلافت قائم ہوگی۔ اور وہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ذریعہ شروع ہوئی اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے چودہ ممبروں کو بھی آپ کی بیعت کرنی پڑی۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اس بحث کو اس طرح حل کر دیا اور عید الفطر کے خطبہ میں فرمایا کہ:-

> "لوگ مجھ سے بار بار سوال کرتے ہیں کہ الوصیۃ دیکھو۔ میں نے الوصیۃ کو دیکھا ہے۔ پس اگر تم معاہدہ کے خلاف کرتے ہو تو منافق مرو گے۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس کرتہ کو نہیں اُتار سکتا اور ہرگز نہیں اُتار سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ مجھ سے ہے میں تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا ...
> .... خدا سے ڈرو۔ ایسا نہ ہو پچھلی نسلیں تم پر لعنتیں کریں۔ میرے معاہدہ کا حق بجا لاؤ۔ میں کبھی شیخی نہیں کرتا۔ تم اپنے معاہدوں پر پکے رہو۔ اگر سچی بیعت نہیں کی تو چھوڑ دو۔ مبادا منافق ہو کر مرو۔ میں بڈھا ہوں اور تم سے نہیں سیکھتا۔ ......
> ..... میں تمہیں پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں

پھر کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر۔ پھر۔ پھر۔ تم بغض دُور کرو۔ مجتہد نہ بنو۔ مجھے نصیحت نہ کرو۔ خدا سے دعا کرو۔ تمہارے وعظوں کا کوئی اثر نہیں۔ وعظ کرو مگر ادب کو ملحوظ رکھ کر وعظ کرو۔ میں دوکاندار کی طرح صبح اُٹھ کر دکان کھولتا ہوں اور مریضوں کو محبت سے سودا دیتا ہوں۔ **موجودہ خلیفہ کو فضل اور کرم اور غریب نوازی اور رحمت الٰہی سمجھو کہ وہ تم سے ایسا حسن ظن رکھتا ہے۔ دوسرا آوےگا تو شاید مرزا سے بھی بڑا ہوگا۔"**

(الحکم ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

بہر حال صدر انجمن احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق و اجماع کر کے اور ساری جماعت میں اعلان کر کے اس امر کا ثبوت دیدیا کہ باوجود صدر انجمن احمدیہ کی موجودگی کے جماعت احمدیہ میں شخصی خلافت کا ذکر بھی ان **وصایا** میں موجود ہے جو رسالہ **الوصیت** میں درج ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کا دَور خدا تعالیٰ کے فضل سے چھ سال تک ممتد رہا۔ اس عرصہ میں بھی "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن" نے کبھی بھی نہ اتفاق رائے سے اور نہ کثرت رائے سے یہ ریزولیوشن پاس کر کے جماعت احمدیہ کو اطلاع دی کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کو غلطی یا غلط فہمی یا جلد بازی سے خلیفہ منتخب کر لیا تھا اور اب ہم بوجہ "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کے جانشین" ہونے کے حق کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپؓ کو خلافت سے معزول کرتے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اور جانشین ہے اور آئندہ صدر انجمن احمدیہ کے چودہ ممبروں کی ہی بیعت و اطاعت کی جایا کرے!!

یہ بات واضح ہے کہ اگر کوئی انجمن کوئی ریزولیوشن پاس کرے تو اس کو یہ بھی حق پہنچتا ہے کہ اسے جس وقت چاہے منسوخ کر دے مگر صدر انجمن احمدیہ نے نہ اتفاق رائے سے اور نہ کثرت رائے سے چھ سال کے لمبے عرصہ میں اپنے مذکورہ بالا فیصلہ کی تنسیخ یا اس میں کسی ترمیم کا اعلان کیا حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ علی رؤس الاشہاد فرما رہے تھے :-

"...... تم خوب یاد رکھو کہ معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں۔ تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کر دو مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو۔ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے ......"

"...... پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ اسلئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دیدیگا تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرو۔ تم

معزولی کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں تم میں سے کسی کا بھی شکر گزار نہیں ہوں جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔"

(الحکم ۲۱ر جنوری ۱۹۱۴ء)

پھر لاہور میں بڑے جلال سے فرماتے ہیں:۔

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے ۔۔۔۔ جس طرح پر آدم و داؤد اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہی مجھے خلیفہ بنایا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو!

پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے ۔۔۔۔۔

"میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے اس رقعہ کو دیکھ کر سمجھتا ہوں کہ خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں! تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔

"تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔

دیکھو! میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کر لو ۔۔۔۔۔

"تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر

"جو پیچھے آئیگا اللہ تعالیٰ جیسا چاہیگا وہ تم سے معاملہ کرے گا"

(الحکم مورخہ ۲۱، ۲۸ رجون ۱۹۱۴ء)

اور نہ صرف یہی بلکہ اپنی وفات سے تین دن پہلے بھی اپنے دست مبارک سے اپنی وصیت لکھ کر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی کو دی کہ آپ حاضرین مجلس کو سُنا دیں۔ اور اس وصیت میں تحریر فرمایا:۔

"میرا جانشین متقی، ہردلعزیز، عالم باعمل ہو۔
حضرت صاحبؑ کے پُرانے اور نئے احباب سے
سلوک چشم پوشی و درگذر کو کام میں لاوے۔ الخ"

اور مولوی محمد علی صاحب سے دریافت فرمایا کہ کیا جو کچھ مَیں نے لکھا ہے درست ہے؟ اور مولوی محمد علی صاحب نے اس کی تصدیق کی اور یہ وصیت بطور امانت حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خان صاحب کے سپرد کر دی گئی کہ وہ آپ کے بعد اسے جماعت تک پہنچا دیں۔

اگر واقعی مولوی محمد علی صاحب یہ یقین رکھتے تھے کہ خلافتِ شخصی کا وجود جماعتِ احمدیہ میں نہیں اور رسالہ الوصیت کے مندرجات کے خلاف ہے تو آپ نے اسوقت بھری مجلس میں یہ کیوں نہ کہا کہ حضور! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین تو صدر انجمن ہے آپ یہ کیا وصیت فرما رہے ہیں کہ "میرا جانشین متقی، ہردلعزیز عالم باعمل ہو"؟ اور یہ بھی عجیب اتفاق ہو کہ باوجودیکہ اس مجلس میں بھی صدر انجمن احمدیہ کے بعض دیگر معزز ممبران (مقرر کردہ حضرت مسیح موعودؑ) موجود ہوں اور وہ بھی اس وصیت کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہ کریں؟ اور صدر انجمن احمدیہ کا نام بھی زبان پر نہ لائیں؟ ؎

ایں چہ بوالعجبی است

بہرحال اگر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ہی حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کو اتفاقِ رائے یا کثرتِ رائے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ بنایا تھا اور صدر انجمن احمدیہ ہی "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین" تھی اور جس امر میں اسکی کثرتِ رائے ہو وہی صحیح اور قطعی ہے تو صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ہی کثرتِ رائے سے مع دیگر صدہا احباب کے جو قادیان میں جمع ہو گئے اور موجود تھے اور جنکی تعداد بارہ سَو سے اوپر تھی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو ۱۴ رمارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی وفات کے بعد آپؓ کا جنازہ پڑھا جانے سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ مندرجہ الوصیت نیز حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا خلیفہ منتخب کیا۔ لہٰذا ایسے اصحاب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ بالا تحریر متعلقہ صدر انجمن احمدیہ کو بدل و جان صحیح اور حَکَم و عدل کی تحریر سمجھتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہی خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ بلاتوقف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی بیعت کریں اور آپ کا فرمان اپنے لئے ایسا ہی یقین کریں جیسے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا! ہماری رائے میں ان کی سعادت اسی میں ہے!۔

اب بھی وقت ہے کہ خدا کے مسیح سے محبت رکھنے والے قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ فینا بقاءہ کی بیعت کر کے فائدہ اٹھائیں اور خدا تعالیٰ کی موعودہ برکات سے حصہ پائیں"۔ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمنؓ کا بھی کثرتِ رائے سے یہی فیصلہ ہے اور جماعت احمدیہ کی غالب اکثریت (۹۸-۹۹ فیصدی) کا بھی یہی مذہب ہے۔ ؎

چنیں زمانہ چنیں دَور ایں چنیں برکات
تو بے نصیب روی وہ چہ ایں شقا باشد ✦

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے چار سوالوں کا جواب

(جناب مولوی عبدالکریم صاحب پشاور کے قلم سے)

پہلا سوال

مصری صاحب کا پہلا سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے وہ وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے جو اولیاء اللہ کو زیر سایۂ نبوتِ محمدیہ باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم ملتی ہے۔ کیا کسی تحریر میں حضور نے فرمایا ہے کہ میری وحی وحیٔ نبوت ہے وحیٔ ولایت نہیں۔ صراحت درکار ہے، قیاس و اجتہاد درکار نہیں۔

الجواب الاوّل۔ یہ قول اس وقت کا ہے جس وقت حضرت اقدسؑ نبی صرف اسے قرار دیتے تھے جو مستقل ہو کسی نبی کا امتی نہ ہو نیز وہ شریعت لائے۔ گویا یہ الفاظ معروف تبدیلیٔ عقیدہ دربارہ تعریف نبوت سے پہلے کے ہیں۔ تبدیلیٔ عقیدہ بصراحت ثابت ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بارش کی طرح وحی نازل فرمائی اور صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا تو مجھے اس نے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا..... میں خدا تعالیٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں (یعنی وہ وحی جس میں مجھے نبی اور رسول متواتراً پکارا گیا ہے۔ ناقل) ..... میں خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس کی طرف سے علم نہ دیا گیا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا۔ اور جب اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں، مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے، جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

الجواب الثانی۔ حضرت اقدسؑ نے اپنی کتاب نزول المسیح میں تحریر فرمایا ہے کہ:-

(۱) "یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوتِ عالیہ کی کسرِ شان نہ ہو۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلی طور پر نبوتِ محمدیؐ اس میں رکھ دی تا ایک معنے سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے..." (صفحہ ۲ حاشیہ)

(۲) پھر دوسری جگہ تحریر فرمایا کہ:-

"اب محمدیؐ سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر۔ مثیلِ موسیٰ، موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیلِ ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۳)

پھر فرمایا کہ:۔

(۳) "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے ..... یعنے (پہلا) مسیح ..... اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمدؐ کے غلام سے بھی کمتر ہے۔"

(دافع البلاء صفحہ ۱۳)

کتاب ایام الصلح میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بطور اصول کے لکھا ہے کہ:۔

(۴) "کیونکہ جس میں شانِ نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔"

(ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

پس مذکورہ بالا عبارتوں سے بغیر کسی مزید اجتہاد اور قیاس کے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی وحیِ نبوت ہے۔ کیونکہ آپ میں نہ صرف معمولی شانِ نبوت پائی جاتی ہے بلکہ حضرت مسیح ناصری سے ہزارہا درجہ بڑھ کر آپ میں شانِ نبوت پائی جاتی ہے پس جب آپؑ میں شانِ نبوت پائی جاتی ہے تو ایام الصلح کے حوالہ سے بنصِ صریح آپ کی وحی وحیِ نبوت ہے۔ البتہ یہ بات حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے قول کے مخالف ہے مگر وہ قول آپؑ کا اپنے اجتہاد اور قیاس پر مبنی تھا اور یہ دوسرا قول خداؑ کی صریح وحی (جس میں آپ کو نبی کا خطاب دیا گیا) پر مبنی ہے۔

دوسرا سوال

مصری صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہے کہ "میں اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں ہوں بلکہ محض لغوی اصطلاح میں لفظ نبی و رسول میرے لئے استعمال (میرے الہامات میں بھی اور حدیث میں بھی) کئے گئے ہیں۔" اس کے خلاف اگر آپ حضورؑ کی کسی تحریر سے یہ دکھلا دیں کہ حضورؑ کے لئے لفظ نبی اور رسول اسلامی اصطلاح میں استعمال کیا گیا ہے تب بھی میں حضورؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد تسلیم کرونگا۔"

الجواب الاول - یہ بات سراسر غلط ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں لکھا ہے کہ میں محض لغوی اصطلاح میں نبی ہوں۔ کیونکہ آپؑ نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے سراج منیر صفحہ ۳ پر لکھا ہے کہ:۔

(۱) "یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں..... ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے۔"

پھر تحریر فرمایا ہے:۔

(۲) "نبوت و رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات و مخاطباتِ الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں..... ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے..... سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرتِ مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے یعنے ایسے مکالمات جن میں بکثرت غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵)

ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت اقدسؑ نے

اپنے لئے لفظ نبی اور رسول کو خدا تعالیٰ کی اصطلاح کے مطابق قرار دیا ہے محض اور صرف لغوی طور پر نہیں۔

الجواب الثانی - اسلام کی اصطلاح یا اسلامی اصطلاح سے آپ کی مراد کیا ہے اسے متعین فرمائیں؟ کیونکہ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ نبراس صفحہ ۴۴۲ میں لکھا ہے کہ "بعض کے نزدیک رسول کے لئے شرع جدید لانا (شرط) ہے" اور شرح المقاصد جلد اوّل صفحہ ۱۲۸ پر لکھا ہے کہ رسول وہ ہے جس کے پاس کوئی کتاب ہو یا وہ شریعتِ سابقہ کے بعض احکام منسوخ کرے" مگر بعض علماء نے اسکے خلاف بھی لکھا ہے۔ چنانچہ روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۹۸۶ پر لکھا ہے کہ اولاد ابراہیمؑ "ابراہیمؑ کی ہی شریعت پر تھی، رسول کے لئے صاحب شریعت جدیدہ ہونا ضروری نہیں۔"

الجواب الثالث - کیا اصطلاحات وضع کرنے کی اجارہ داری صرف علماء کے لئے مخصوص ہے؟ اگر ہے تو قرآن و حدیث سے ثبوت دیا جائے۔ علماء کے بیان کردہ رطب و یابس پر ایمان لانا مسلمان کے لئے ضروری نہیں۔ ہر ایک مصنف اپنے خیالات دوسروں کے ذہن نشین کرنے کے لئے کوئی اصطلاح وضع کر سکتا ہے۔ لکلٍّ ان یصطلح۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ **خدا تعالیٰ کی اصطلاح** اور جس بات پر تمام نبیوں کا **اتفاق** ہو (الوصیت صفحہ ۱۲) اور جو مفہوم نبوت کا قرآن مجید نے بیان کیا ہے (ایک غلطی کا ازالہ) اور خدا تعالیٰ نے جس شخص کو اس زمانہ کے اندرونی اور بیرونی نزاعوں کا فیصلہ کرنے کے لئے **مبعوث** فرمایا ہے اس کی بیان کردہ **تعریفِ نبوت** کو تسلیم کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند تحریرات

(۱) "میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں کہ جس پر خدا کا کلام یقینی اور بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔"
(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

(۲) "نبی کے (حقیقی) معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو اور شرف مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہو، شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" (ضمیمہ براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸)

(۳) "میری مراد نبوت سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہے... ... سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ نزاع لفظی ہوئی یعنی جس امر کا آپ لوگ مکالمہ مخاطبہ نام رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں ولکلٍّ ان یصطلح۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)، (چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۱)

(۴) "اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنے اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی نظیر نہ ہو اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں.... مگر ہمارے مخالف.... مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی)

(اور یہی دانی اب اکابرینِ لاہور کرتے ہیں۔ ناقل)

(۵) "ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے ...... ایسے لوگوں کو اصطلاحِ اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۰)

اِن عبارتوں سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک، حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک، نبیوں کے اتفاق سے اور اسلام کی اصطلاح کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں۔ ہاں البتہ بعض علماء کی اپنی تجویز کردہ تعریف (جو مستقل نبوت سے متعلق ہے) کے مطابق آپ نبی نہیں۔ اب مصری صاحب بتائیں کہ انہیں خدا، رسول، اسلام اور مسیح موعودؑ کی اصطلاح منظور ہے یا نہیں؟

جس حالت میں خدا کی بھی یہی اصطلاح ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو نبی و رسول سے خطاب فرماتا ہے جن پر اس کا کلام بکثرت نازل ہوتا ہے اور اس میں بکثرت امورِ غیبیہ کا اظہار ہوتا ہے۔ تمام انبیاء کے نزدیک بھی نبوت اسی امر کا نام ہے اور قرآن مجید کے نزدیک بھی نبوت کا یہی مفہوم ہے جو حَکَم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک نبوت کہلاتا ہے تو ایماندار کو یہی بات ماننی چاہیئے۔

تیسرا سوال مصری صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ نے اپنے لئے لفظ نبی کے استعمال کو جزوی معنوں میں قرار دیا ہے کُلّی معنوں میں انکار کیا ہے۔ آپ حضور کی کوئی تحریر ایسی دکھلا دیں جس میں حضورؑ نے اپنی نبوت کو نبوتِ تامّہ لکھا ہو یا کُلّی مفہوم میں اس لفظ کو اپنے لئے استعمال کیا ہو۔"

الجواب - کیا مصری صاحب نے کبھی ان شرائط پر پہلے انبیاء کی نبوت کو بھی پرکھا ہے؟ اگر پرکھا ہے تو پہلے انبیاء کے اقوال سے ثابت کریں کہ انہوں نے کہاں کہا ہے کہ ہماری نبوت جزوی نہیں بلکہ کُلّی ہے؟

ہمارے نزدیک تو نبوت کُلّی صرف سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات میں جلوہ گر ہوئی ہے کیونکہ حضرت اقدسؑ نے توضیح مرام میں لکھا ہے کہ کمالاتِ کاملہ تامّہ کا مظہر صرف سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں البتہ حضرت موسیٰؑ کی وحی کی نسبت تَمَامًا کا لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے، مگر یہ دعویٰ حضرت اقدسؑ کا بھی ہے فرمایا ؎

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

اور حضرت اقدسؑ نے خطبہ الہامیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:-

وانّی جُعِلْتُ فرداً اکمل
من الذین اُنْعِمَ علیھم فی
اٰخر الزمان ولا فخر ولا
ریاءً واللہ فَعَلَ کیف اراد
وشاء فھل انتم تحاربون

اللہ و تراحمون " (ص۱۱۲)

کیا آپ فنِ پہلوانی یا مصوری و شاعری میں فرد اکمل تھے یا انبیاء میں سے فرد اکمل؟

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلحاظ نفسِ نبوت باستثناء اپنے متبوع سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکمل ترین فرد ہیں۔ مصری صاحب عبث طور پر جزوی اور کلی کے خلجان میں بھٹک رہے ہیں۔

چوتھا سوال

"حضور نے بار بار لکھا ہے کہ امتی اور نبی میں تباین ہوتا ہے۔ یعنے کسی ایک شخص میں امتیت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں"۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ شرط صرف **مستقل** مدعی نبوت کے لئے ہے نہ کہ اس نبی کے لئے جس کا دعوٰی ہو کہ مجھے نبوت کے مقام تک سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان اور قوتِ قدسی کے ذریعہ پہنچایا گیا ہے۔ اگر یہ بات آپ تسلیم نہ کریں تو پھر حضرت اقدسؑ کی واضح عبارت پیش کریں جس میں ہمارے پیش کردہ مفہوم کے خلاف حضرت اقدس علیہ السلام نے کہا ہو۔

ظاہر ہے کہ نبوتِ مستقلہ اور امتیت جمع نہیں ہو سکتیں۔ مگر جسے اللہ تعالیٰ نے **امتی نبی** بنایا اس کی نبوت اور امتیت کا اجتماع لازمی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں "تباین" کا ذکر فرمایا ہے وہاں ایک مستقل نبی کے امتی قرار دینے کا رد کیا ہے۔ پس جواب واضح ہے +

والسلام خاکسار۔ عبدالکریم پشاور

حضرت مسیح موعودؑ زمرۂ انبیاء میں

جناب شیخ مصری صاحب کی تحریری مناظرہ کی دعوت منظور

۱۹۳۷ء میں جماعت احمدیہ سے علیحدگی کے بعد جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو مخاطب کر کے لکھا تھا کہ:۔

"دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو حضرت **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے **صحیح عقائد و تعلیم** پر قائم ہو بجز **اس جماعت** کے جس نے آپ کو **خلیفہ** تسلیم کیا ہوا ہے"۔ (اشتہار "جماعت کو خطاب" ص۲)

مگر ہوا یہ کہ شیخ صاحب جلد ہی غیر مبائعین کے ہم **عقیدہ** ہو گئے اور **صحیح عقائد و تعلیم** سے **دور** جا پڑے۔ چونکہ غیر مبائعین کے ہاں ایسے **عالم** کی ضرورت تھی اسلئے شیخ صاحب موصوف نے ان میں **معلم** کی حیثیت اختیار فرمالی۔ شیخ صاحب کی **تلقین** آجکل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو **نبی** تو سمجھا جائے مگر آپ کو **زمرۂ انبیاء کا فرد** قرار نہ دیا جائے۔

شیخ صاحب اس موضوع پر جماعت احمدیہ سے تحریری مناظرہ کیلئے بھی آمادگی کا اظہار فرما چکے ہیں۔ ہم شیخ صاحب سے اس موضوع پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام واقعی طور پر زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں تحریری مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ کُل سات پرچے ہوں گے چار مدعی کے اور تین معترض کے۔ اگر جناب شیخ صاحب اپنے بیان میں سنجیدہ ہیں اور مقررہ موضوع کے اندر رہ کر تحریری بحث کرنے کیلئے تیار ہیں تو ان کی اطلاع آنے پر ہم بطور مدعی اپنا پہلا پرچہ ایکماہ کے اندر اندر انہیں بھجوا دینگے انشاء اللہ۔ کیا شیخ صاحب اثبات میں جواب دینگے؟ (خاکسار ابوالعطاء جالندھری)

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا خُطبہ عید الفطر

اکابر غیر مبایعین کا اعلانِ اطاعتِ خلافت

(جناب شیخ عبد الحمید صاحب سابق ریلوے آڈیٹر لاہور)

بخدمت مکرم ایڈیٹر صاحب الفرقان - ربوہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے جو خطبہ عید الفطر ۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۹ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں دیا اور جو اخبار بدر قادیان جلد ۸ نمبر ۵۲ مورخہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا۔ خطبہ کے آخر میں حضورؓ نے جماعت کو جو نصیحت فرمائی اس کی نقل بغرض اشاعت ارسال خدمت ہے۔ اس میں حضورؓ نے کسی شخص کا نام نہیں لیا کہ خلیفہ کی کون مخالفت کرتا ہے مگر بعض ممبرانِ مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنی ریت میں ایک اعلان شائع کر دیا جو اخبار بدر کے اسی پرچہ میں یعنی نمبر ۵۲ میں شائع ہوا جس میں حضورؓ کا خطبہ عید الفطر شائع ہوا تھا اس اعلان کی نقل بھی بغرض اشاعت ارسال خدمت ہے۔ جس سے معلوم ہوگا کہ ممبرانِ مجلس معتمدین نے وحدتِ ارادی کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اور دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس عہد پر قائم رکھے۔ یہ اعلان جناب شیخ رحمت اللہ صاحب اور جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی طرف سے تھا۔ اس پر جناب مولوی محمد علی صاحب نے یہ الفاظ تحریر فرمائے:-

"اعلانِ بالا کے حرف حرف سے میرا اتفاق ہے اور میں خلافت خلیفۃ المسیح کی فرمانبرداری کو اپنا فخر سمجھتا ہوں۔"

مگر افسوس ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی وفات کے بعد یہ لوگ خلافت کے ہی منکر ہو گئے اور خلیفۂ وقت کی فرمانبرداری کو فخر سمجھنے کی بجائے اس کی مخالفت میں فخر محسوس کرنے لگے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

والسلام

خاکسار

عبد الحمید آڈیٹر۔ حال ربوہ ۲ ۴/۶۵

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے بروز عید الفطر ۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۹ء کو مسجد اقصےٰ قادیان میں خطبہ عید الفطر دیا جو اخبار

بدر جلد ۸ ۵۲ مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا۔ خطبہ کے آخر میں حضورؓ نے جو نصیحت فرمائی وہ حسب ذیل ہے:۔

نصیحت

"پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر پھر پھر کرتا ہوں کہ آپس کے تباغض و تحاسد کو دُور کردو۔ یہ مجتہدانہ رنگ چھوڑ دو۔ جو مجھے نصیحت کرنے میں وقت خرچ کرتا ہے وہ دُعا میں خرچ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل چاہو۔ تمہارے وعظوں کا اثر مجھ بڈھے پر نہیں ہوگا۔ ادب کو ملحوظ رکھ کر ہر ایک کام کو کرو۔ اور یہ اپنی بڑائی کیلئے نہیں کہتا بلکہ تمہارے ہی بھلے کے لئے کہتا ہوں۔ جس طرح دوکاندار صبح اپنی دوکان کھولتا ہے اسی طرح مَیں بھی اپنی دوکان کھولتا ہوں اور بیماروں کو دیکھتا ہوں۔ مَیں تمہارے ابتلاء سے بہت ڈرتا ہوں اس لئے مجھے کمانے کا زیادہ فکر ہوتا ہے۔ بم کے گولے اور زلزلے سے بھی زیادہ خوفناک بات یہ ہے کہ تم میں وحدت نہ ہو۔

جلد بازی سے کوئی فقرہ مُنہ سے نکالنا بہت آسان ہے مگر اس کا نگلنا بہت مشکل ہے بعض لوگ کہتے ہیں ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں۔ مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ ابوبکرؓ اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے۔ مَیں تم پر بڑا حسن ظن رکھتا ہوں مَیں نے لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کبھی تمہارے محرروں سے بھی دریافت نہیں کیا کہ تم لوگ کس طرح کام کرتے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تم تقویٰ سے کام کرتے ہو۔ باقی رہا مَیں سو میری نسبت تحقیق کرلو جس طرح چاہو نگرانی کرلو۔ مخفی در مخفی راہوں سے کرلو۔ مجھے ایک دفعہ شیخ صاحب نے کہا تھا اب میں نے یہاں سکونت اختیار کرلی ہے مَیں تمہاری نگرانی کروں گا۔ تو مَیں نے کہا بسم اللہ دو فرشتے میرے نگہبان پہلے ہی سے مقرر ہیں ایک تم آگئے۔ مَیں آج کے دن ایک اور کام کرنے والا تھا مگر خدا تعالیٰ نے مجھے روک دیا ہے اور مَیں اس کی مصلحتوں پر قربان ہوں۔ تم میں جو نقص ہیں ان کی اصلاح کرو۔ عورتوں سے جن کا سلوک اچھا نہیں قرآن کے خلاف ہے وہ خصوصیت سے توجہ کریں۔ مَیں ایسے لوگوں کو جماعت سے الگ نہیں کرتا شاید وہ سمجھ جائیں۔ پھر سمجھ جائیں۔ پھر سمجھ جائیں۔ ایسا نہ ہو مَیں ان کی ٹھوکر کا باعث بنوں۔

مَیں آخر میں پھر کہتا ہوں کہ آپس میں تباغض و تحاسد کا رنگ چھوڑ دو۔ کوئی امر امن یا خوف کا پیش آجاوے عوام کو نہ سُناؤ۔ ہاں جب کوئی امر طے ہوجائے تو پھر بے شک اشاعت کرو۔ اب مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ یہ باتیں تمہیں ماننی پڑیں گی۔ طوعاً و کرہاً۔ اور آخر کہنا پڑے گا آتینا

طمانیت۔ جو کچھ میں کہتا ہوں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں راہِ راست پر قائم رکھے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین " (اخبار بدر ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۹ء)

اب قارئین کرام مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب، مرزا یعقوب بیگ صاحب اور جناب مولوی محمد علی صاحب کا **مشترکہ اعلان** ملاحظہ فرمائیں۔ لکھا ہے:-

"اعلان

عیدالفطر کے مبارک موقعہ پر جب حسب معمول ہم قادیان دارالامان میں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بعض لوگوں نے ایسے خطوط لکھ کر بھیجے ہیں جن میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ بعض ممبران مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ گویا حضرت خلیفۃ المسیح کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان خطوط کو پڑھکر ہمیں بہت رنج ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی ہمارے خیال میں ضرور رنج ہوا ہوگا۔ ہم اپنے بھائیوں پر بھی کوئی بدظنی نہیں کرتے۔ ہم نے ان کے لئے دُعا بھی کی ہے اور ان کی خدمت میں ہم یہی عرض کرتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے متعلق حسنِ ظنی (اس کا حکم قرآن و حدیث میں بڑی تاکید سے ہے) سے کام لیا کریں۔ ہم اپنے دل پھاڑ کر کسی کو نہیں دکھا سکتے لیکن بذریعہ اعلان ہذا ہم سب احباب کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم نے جو بیعت حضرت خلیفۃ المسیح کی کی وہ کسی جبر اور اکراہ سے نہیں بلکہ شرح صدر سے کی اور ہم اس وقت تک اسی عہدِ بیعت پر قائم ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اس سلسلہ میں وحدتِ قہری کوئی نہیں بلکہ وحدت ارادی ہے اور اسی وحدتِ ارادی کے ماتحت ہی ہم سب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت کی ہے۔ آئندہ کے لئے ہم اللہ تعالیٰ سے بھی یہ توفیق طلب کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس عہد پر قائم رکھے جیسا کہ حضرت نوحؑ نے یہ دُعا کی تھی اِنّی اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم۔ کیونکہ سب توفیق اور طاقت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی ہے۔ والسلام

خاکساران:- رحمت اللہ بقلم خود۔ مرزا یعقوب بیگ بقلم خود

ممبران مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۰۹ء

اعلان بالا کے حرف حرف سے میرا اتفاق ہے اور میں حضرت خلیفۃ المسیح کی فرمانبرداری کو اپنا فخر سمجھتا ہوں۔ والسلام۔ خاکسار محمد علی از قادیان " (اخبار بدر قادیان ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۹ء)

غیر مبائع دوستوں کے لئے لمحۂ فکریہ!!!

کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حَکَم مانتے ہیں؟

(جناب مولانا محمد صادق صاحب فاضل سابق مبلغ سماٹرا)

روحانی سلسلے اپنے اندر ایک عجیب شان رکھتے ہیں ہر شخص جو ان میں داخل ہوتا ہے اس کے انجام کا کسی کو علم نہیں ہوتا کہ کیسا ہوگا اِلّا ماشاء اللہ۔ اس لئے کہ کئی لوگ جو ان سلسلوں میں داخل ہوتے ہیں کسی قدر محنت اور کوشش سے کام بھی کرتے ہیں۔ مگر چونکہ ان کی فطرت میں کوئی ناپاک مادہ مخفی ہوتا ہے اسلئے وہ مادہ آخر کسی موقع پر ظاہر ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ انہیں ایمان تک سے محروم کر دیتا ہے۔

بلعم باعور کا واقعہ

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ یعنی اے رسول! تو ان لوگوں کو اُس شخص کا حال سُنا جسے ہم نے بعض آیات دیں مگر اُس نے اُن سے فائدہ نہ اُٹھایا اسلئے شیطان اُس کے پیچھے پڑا اور وہ شخص گمراہ ہو گیا۔ اگر ہم چاہتے تو اُسے بلند مرتبہ بخشتے مگر وہ زمین کی طرف جھک گیا۔"

اس آیۂ قرآنی سے واضح ہو گیا کہ بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ انہیں شروع میں ایمان نصیب ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کی آیات سے بھی حصہ ملتا ہے۔ مگر چونکہ ان کے دل میں خدائے پاک کی حقیقی محبت جاگزیں نہیں ہوتی بلکہ وہ الٰہی مشیت پر اپنے خیالات و خواہشات کو ترجیح دیتے اور انہیں مقدم کرتے ہیں۔ اسلئے انہیں خدائے تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہوتا اور اس طرح وہ سعادتِ ابدی سے محروم رہ جاتے ہیں۔

شمعون پطرس کا نمونہ

اناجیل اربعہ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو شمعون پطرس پر کتنا اعتماد تھا حتیٰ کہ آپ نے ایک دفعہ اسے فرمایا کہ اے شمعون! تیرا نام پطرس ہے کیونکہ یہ پتھر میرے کلیسیا کی بنیاد ٹھہریگا۔ دوسری جگہ اسے بہشت کی چابیاں دینے کا بھی وعدہ کیا۔ پطرس خود بھی مسیح علیہ السلام سے کہتا ہے کہ میں

آپ پر اپنی جان اور مال قربان کرنے کو تیار ہوں

وہی پطرس ایک موقع پر حضرت مسیح علیہ السلام پر لعنت بھیجتا ہے اور منکرین مسیح کے سامنے کہتا ہے کہ میں اسے جانتا تک نہیں ہوں کہ وہ کون ہے۔

اس طرح اس کا قدم بھی پھسل گیا۔ گو وہ بعد میں پچھتایا بھی لیکن اس واقعہ سے یہ ضرور ثابت ہو جاتا ہے کہ بعض وقت اُن لوگوں کو بھی ابتلاء آجاتا ہے جو بڑے سمجھے جاتے ہیں۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا واقعہ

اسی طرح ایک شخص مسمی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ہمارے آقا سید الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معتمد صحابی تھا۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھنے پر مامور تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب تک کسی شخص پر کامل اعتماد نہ ہو ایسا اہم بالشان کام اس کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔

لکھا ہے کہ ایک دفعہ جب آپؐ نے اسے سورۃ مؤمنون کی ابتدائی آیات لکھنے کو کہا اور ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ پر پہنچے تو اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کلمات بھی لکھ دو کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحی کا حصہ ہے۔

اگر وہ سعید الفطرت اور سلیم الطبع انسان ہوتا تو حضرت عمرؓ کی طرح اس بات کو قابلِ فخر سمجھتا کہ اس کے اور اس کے ربّ کے کلام میں توافق ہو گیا۔ اور وہ بھی فخریہ حضرت عمرؓ کی طرح کہتا وَافَقْتُ رَبِّيْ لیکن وہ ایک جملہ جو اتفاقاً فیضانِ نبوت کے زیر اثر اس کے منہ سے نکل گیا الٹا اس کی شقاوت و بدقسمتی کا موجب ہو گیا حتیٰ کہ وہ کہنے لگ گیا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچا ہے تو مجھے بھی سچا تسلیم کرو کیونکہ میں بھی ویسا ہی کلام پیش کر سکتا ہوں جیسا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)۔ اسی ایک امر نے اسے تعلق باللہ بلکہ ایمان سے بھی محروم کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اعتماد جاتا رہا جو حضورؐ کو اس پر تھا۔

اللہ تعالیٰ کی سُنّت

انبیاء علیہم السلام کی تواریخ مقدسہ میں ایسے لوگوں کے حالات پڑھ کر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ ایک سُنّتِ قدیمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کے بعض بڑے بڑے صاحبوں اور بظاہر قابلِ اعتبار لوگوں کی جو اپنے اندرونہ کو ہر طرح کی کدورت سے صاف نہیں رکھتے اپنی درگاہِ عالی سے رد کر دیتا ہے تا یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے کہ ظاہری تعلق اسی وقت قابلِ قدر ہوتا ہے جب باطنی تعلق پختہ اور پاک ہو۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ کہ لوگوں میں سے میرا سب سے زیادہ قریبی وہ شخص ہے جسے اندرونی پاکیزگی اور تقویٰ حاصل ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا گیا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ کہ اے نوح! تیرا یہ نافرمان بیٹا درحقیقت تیرے اہل سے نہیں کیونکہ یہ عمل صالح نہیں رکھتا۔ پس اگر تو ظاہری اور باطنی دونوں تعلق ہوں تو پھر نورٌ علیٰ نور ہوتا ہے ورنہ باطنی تعلق کو روحانی سلسلوں میں ظاہری تعلق پر ترجیح ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب "النبوّت فی الاسلام" طبع دوم ص۳ پر لکھتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلئے نہیں بھیجا کہ جسمانی فرزند بھی اس کے ہوں اور آپؐ کا کوئی سلسلہ

نسب جسمانی بھی چلے بلکہ ہم نے تو آپ کو آخری نبی بنایا ہے تاکہ اس کی روحانی اولاد کا سلسلہ کبھی دنیا میں منقطع نہ ہو۔ اور چونکہ آپ کو ایک وسیع سلسلہ اولاد روحانی کا دیا گیا ہے۔ اسلئے اور اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کہ جسمانی اولاد اور جسمانی تعلقات کچھ چیز نہیں ہم نے اسکو تمہارے مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بنایا۔ گویا خدا کی نظر میں یہ تعلقات کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ ورنہ ایسا عظیم الشان انسان جس کو آخری نبی بنا کر اللہ نے اس کے روحانی فرزندوں کا سلسلہ قیامت تک وسیع کیا اور لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں روحانی فرزند عطا فرما دیئے تو اگر اس کی نظر میں جسمانی فرزندیت کی کچھ وقعت ہوتی تو یہ بھی دے دیتا۔"

اگر اس عجیب فلسفہ کو تسلیم کر لیا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی فرزندوں کا سلسلہ عطا فرما کر جسمانی فرزندوں سے محروم رکھنا ضروری تھا، کیونکہ جسمانی فرزندیت تو چیز ہی نہیں تو سوال ہوتا ہے کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چار یا پانچ فرزند نرینہ کیوں عطا فرمائے گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وفات سے کیوں صدمہ لاحق ہوا۔ کیا آپ کو علم نہیں تھا کہ جسمانی فرزندیت کوئی چیز ہی نہیں اور اس کے مقابل روحانی فرزندیت کا ایک غیر منقطع سلسلہ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے۔

پھر اگر جسمانی فرزند عطا نہ کیا جانے کا یہی فلسفہ ہے تو چاہیئے تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کا روحانی سلسلہ منقطع ہونے والا تھا جسمانی سلسلہ فرزندیت سے محروم نہ کئے جاتے۔ یہ ایک الگ مستقل بحث ہے معلوم نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کو اس جسمانی فرزندیت کی بے قدری کے اظہار کی اس موقعہ پر کیا ضرورت پیش آئی وہ تو واضح ہی ہے فی الحال میرا مدعا اس امر کو ثابت کرنا ہے کہ ظاہری تعلق روحانی تعلق کے بغیر اس قدر عزت و وقعت نہیں رکھتا جتنی کہ اسے باطنی تعلق کی موجودگی میں حاصل ہوتی ہے اور میری اس بات کی تائید مولوی صاحب کی مذکورہ تحریر سے ہوتی ہے اور یہ دراصل اس سوال کا جواب تھا جسے مولوی محمد علی صاحب نے اپنی کتاب "حقیقت اختلاف" ص۱۱ پر ان مختصر سے الفاظ میں پیش فرمایا تھا کہ "معتمد اور منافق" یعنی میں معتمد رہا ہوں پھر منافق کیسے کہلا سکتا ہوں؟ پس جیسے ظاہری خونی تعلق نوح علیہ السلام کے بیٹے کو اور ظاہری اعتماد پطرس اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو کفر و منافقت سے بچا نہ سکا تو غیر مبائعین کے صرف ظاہری تعلقات جو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھے ان کے اندرونی گناہوں کی صورت میں انہیں گرنے سے کیسے بچا سکتے تھے؟؟؟

موعود اولاد کی صلاحیت

ہاں جس اولاد یا جس شخص کے متعلق خدائے تعالیٰ کسی نبی یا ولی کو بشارت دے تو وہ اولاد اور وہ شخص یقیناً صالح اور متقی قرار پائیں گے اور جو شخص

ان پر کوئی گند اُچھالے گا وہ خود اپنے باطنی گند کا مظاہرہ کرنیوالا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود تحریر فرمایا ہے :-

اِنّ اللّٰہ لا یُبَشِّرُ الْانبیاء
والاولیاء بذرّیۃ اِلّا اذا قدّر
تولید الصالحین"

(آئینہ کمالاتِ اسلام ص۵۷۹)

کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء
کو کسی بچے کے پیدا ہونے کی بشارت
نہیں دیتا جب تک وہ یہ نہ مقدر فرمالے
کہ بچہ جو پیدا ہوگا وہ صالح ہوگا"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کے متعلق خاص طور پر فرمایا ؎

"خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیّدہ ہیں
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے"

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے دس صحابی ایسے تھے جن کے متعلق خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ جنّتی ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی صلاحیت اور تقویٰ کے بارے میں کسی مومن مخلص کو شک نہیں ہوسکتا لیکن دوسرے لوگوں کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان کا کیا انجام ہوگا پس ظاہری معتقد کے لئے ہمارے پاس جب تک کوئی الٰہی شہادت نہ ہو۔ صالح یا متقی ہونے کا قطعی فیصلہ دینا صحیح نہ ہوگا۔ اس کے برعکس جن لوگوں کی صلاحیت اور تقویٰ کی خود خدا تعالےٰ نے شہادت دی ہو اُن کے حق میں بدظنی، الزام تراشی اور زبان درازی سے کام لینا بھی انسان کے ایمان کو برباد کرکے رکھ دیتا ہے۔

مسیح موعودؑ کی حیثیت

ہمارے غیر مبائع دوستوں کی طرف سے مدت ہوئی ایک کتاب "النبوۃ فی الاسلام" شائع کی گئی تھی۔ اس میں ان کے امیر مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"مسیح موعود کی پیروی کا دعویٰ کرکے
مسیح موعود کے پیش کردہ معنوں کو قبول
کرنے سے انکار کرنا پیروی کے دعویٰ کو
باطل کرتا ہے" (ص۲۳۱)

یہ الفاظ بالکل واضح ہیں۔ مجھے امید ہے کہ غیر مبائع دوست اس معیار پر قائم ہوں گے۔ کیونکہ جب تک کوئی احمدی اس خیال سے متفق نہیں ہوتا وہ اس بات کا مستحق نہیں کہ وہ احمدی کہلائے لیکن قبل اس کے کہ میں اس کے متعلق کچھ مزید عرض کروں پہلے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیثیت اور مقام کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حَکَم قرار دیا ہے۔ اس میں ہمارے اور غیر مبایعین کے

درمیان اعتقاداً کوئی اختلاف نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود تحریر فرماتے ہیں :-

"میں خدا کا ظلّی اور بروزی طور پر
نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور
میں میری طاعت واجب ہے اور مسیح موعود
ماننا واجب ہے اور ہر ایک جسکو میری
تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر
مجھے اپنا حَکَمْ نہیں ٹھہراتا اور نہ
مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی
کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان
پر قابل مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اس
نے وقت پر قبول کرنا تھا اس کو رد کر دیا۔"
(تحفۃ الندوہ ص۴)

حَکَمْ کے عربی میں یہی معنے ہیں کہ جو وہ فیصلہ دے وہ قبول کیا جائے خواہ وہ کسی کی مرضی اور فہم کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ چنانچہ حضور پُرنور علیہ السلام خود فرماتے ہیں :-

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے
وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور
ہر ایک حال میں مجھے حَکَمْ
ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع
کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر
جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس
میں تم نخوت اور خود پسندی اور
خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ
وہ مجھ سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں
کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے
نہیں دیکھتا اسلئے آسمان پر اس کی
عزت نہیں۔" (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۴ حاشیہ)

اس میں واضح فرما دیا کہ جو شخص حضور پُرنور کو دل سے قبول کرتا ہے وہ ہر ایک تنازع میں حضور پُرنور کے فیصلہ کو بھی قبول کرتا ہے نہ کہ وہ خود حضور پُرنور سے تنازع کا سلسلہ شروع کر دیتا ہے۔ اگر کوئی آپ سے تنازع کرتا ہے تو خواہ وہ اس تنازع کے وقت ظاہری طور پر یہی کہتا ہے کہ اس تنازع میں قرآن مجید اور حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیئے وہ نخوت، خود پسندی اور خود اختیاری میں مبتلا قرار دیا جائے گا۔

کیا غیر مبایعین بھی ایسا تسلیم کرتے ہیں؟

میں نے اُوپر لکھا ہے کہ اعتقاداً ہم مبایعین و غیر مبایعین سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حَکَمْ تسلیم کرتے ہیں لیکن بعض غیر مبایعین کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے کہ دراصل وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حَکَمْ تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی کتاب مسیح موعودؑ کے ص۵ حاشیہ میں تحریر کیا ہے کہ :-

" ابن مریم (موعود) کی حیثیت اس
اُمت کے اولوالعزم کی ہوگی نہ نبی کی۔"

بالفاظ دیگر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام **اولوالامر میں سے ایک ہیں**۔ پھر اولوالامر کے متعلق لکھتے ہیں :-

"گو اولوالامر کی اطاعت کا حکم بھی اللہ

اور رسول کی اطاعت کے ساتھ دیا ہے
مگر جب تنازع واقع ہو تو اس
صورت میں رجوع صرف اللہ اور رسول
کی طرف ہے یعنی قال اللہ اور قال الرسول
کی طرف یا قرآن اور حدیث کی طرف۔
پس کتنا ہی کوئی عظیم الشان
اولوا الامر اس امت کے اندر
کیوں نہ ہو بصورت تنازع
آخری رجوع صرف قرآن وحدیث
کی طرف ہوگا۔" (مسیح موعود ص۲۱)

اس عبارت سے واضح ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے نزدیک خواہ کتنا ہی کوئی عظیم الشان اولوا الامر ہو تنازع کی صورت میں وہ حَکَم نہیں ہوگا بلکہ صرف قرآن مجید اور حدیث ہی حَکَم ہوں گے۔ کیا ان الفاظ میں اس بات کا اقرار نہیں کہ بصورت تنازع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف رجوع کی ضرورت ہی نہیں۔ کاش! مولوی صاحب یہ بھی سمجھتے کہ اگر ہر ایک شخص قرآن مجید اور حدیث شریف کو صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق پاتا تو آج اس قدر تنازعات پیدا ہی کیوں ہوتے؟ پھر قابل غور بات یہ ہے کہ وہ تنازعات جو اس زمانہ میں خود قرآن مجید اور حدیث شریف کے متعلق پیدا ہو چکے ہیں ان کے فیصلہ کا خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول نے کیا طریق بتایا ہے۔ اگر وہ دوبارہ قرآن وحدیث کو پیش کر دیتے ہیں تو یاد رکھیں کہ پھر ان تنازعات کا کوئی فیصلہ نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ تنازعات قرآن وحدیث کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی تو پیدا ہوئے ہیں۔

بات یہیں تک ہی ختم نہیں ہو جاتی امیر غیر مبایعین لکھتے ہیں:-

"اس امت میں اولوا الامر کی اطاعت
بھی ایک شرط کے ساتھ مشروط ہے۔
جیسا کہ فرمایا فان تنازعتم فی شیءٍ
فردوہ الی اللہ والرسول۔ اگر
اولوا الامر کے ساتھ تنازع ہو
تو پھر اس معاملہ کو اللہ اور اس کے
رسول کی طرف لوٹاؤ۔"

(النبوۃ فی الاسلام ص۲۲)

واضح ہو گیا کہ غیر مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تنازع کو جائز اور صحیح سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا اور رسول کا فیصلہ ناطق ہوگا نہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ بالفاظِ دیگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ غلط ہو اور ایک غیر مبایع کا فتویٰ جو مسیح موعودؑ کے خلاف ہے صحیح ہو۔

اہل پیغام اور مسیح موعودؑ

یہ میرا خیالی نتیجہ نہیں بلکہ غیر مبایع دوستوں کے آرگن "پیغام صلح" نے ایک دفعہ دھڑلے سے شائع کیا تھا کہ:-

"آپ (مسیح موعود علیہ السلام) کی
حیثیت ایک اولوا الامر کی تھی جس کے
متعلق قرآن کریم کا صاف فیصلہ ہے کہ
فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ

الی اللہ والرسول آپ کے بعد فہم قرآن بند نہیں ہو گیا۔ **اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے** اور جس بات میں آپ مامور نہیں تھے اس میں آپ کے خیال سے اگر کوئی شخص اختلاف کرتا ہے تو یہ ناجائز نہیں۔ حکم وعدل کے یہ معنے نہیں کہ ہر بات اور ہر اسلامی مسئلہ میں آپ حَکَم و عَدَل ہیں۔ اگر ایسا مانا جائے تو پھر تو امن ہی اُٹھ جاتا ہے۔" (پیغام صلح مورخہ ۱۲/۱۸ مئی ۱۹۱۸ء)

قارئین کرام! پیغام صلح کے ان الفاظ کو آپ ایک طرف رکھیں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کو ایک بار پھر پڑھیں کہ "جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور **ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔**"

کیا ان دونوں عبارتوں کا مطلب ایک ہے؟

ہرگز نہیں! مسیح موعود علیہ السلام تو فرماتے ہیں کہ میں حَکَم وعدل ہو کر آیا ہوں ہر ایک حال میں مجھے حَکَم مانو اور ہر ایک تنازع کا فیصلہ مجھ سے چاہو۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ قرآن مجید اور حدیث کیا کہتی ہے اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ خدا اور اس کے رسول کا سچا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن پیغام صلح والے کہتے ہیں کہ صرف مسیح موعود علیہ السلام ہی قرآن مجید اور حدیث کو نہیں سمجھتے تھے ہم بھی سمجھتے ہیں۔ اور صرف مسیح موعود علیہ السلام کو ہی فہم قرآن نہیں عطا کیا گیا تھا ہمیں بھی فہم قرآن حاصل ہے کیونکہ اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے پس ہم مسیح موعود علیہ السلام سے اختلاف کرنے کا حق رکھتے ہیں اور جہاں قرآن مجید کے متعلق ہمارا اجتہاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اجتہاد اور فیصلہ سے ٹکرائے گا ہم آپ کے اجتہاد کو قبول نہیں کریں گے ورنہ امن اُٹھ جائیگا۔

بتلائیے! کیا اس بات سے وہ "نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری" نمایاں طور پر نہیں ٹپکتی جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈرایا تھا؟؟

غیر مبایعین کی نظر اجتہاد کی چند مثالیں

یہ صرف ایک خیال ہی نہ تھا جس کا اسیر غیر مبایعین اور اہل پیغام نے اظہار کیا بلکہ اس پر انہوں نے عمل کر کے بھی دکھا دیا اور جہاں جہاں انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلہ سے اتفاق پسند نہ آیا انہوں نے بحیثیت مجتہد ہونے کے اس کی تردید میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا حتی کہ یہ بھی لحاظ نہ کیا کہ اس اجتہاد سے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری عمارت بنیاد سے اُکھڑ جاتی ہے۔ اس کے لئے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں اور پھر انصاف سے کام لیتے ہوئے سوچیں کہ ہمارے غیر مبایع دوست کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں۔

یہاں مجھے مولوی محمد علی صاحب کا ایک اور قول بھی یاد آگیا ہے جو درج کر دینا مناسب ہے۔ مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر بزرگوں کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"ان بزرگوں کے اقوال میں اگر کوئی امر

خلافِ قرآن و حدیث ہم کو نظر آئے تو
ہم نہ اپنی خواہش سے بلکہ قرآن و حدیث
کی اطاعت کے جوئے کے ماتحت اس کو
ترک کرنے پر مجبور ہیں۔" (مسیح موعود ص۱۲)

اس عبارت میں الفاظ "ہم کو نظر آئے" قابلِ غور ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی قول غیر مبایع دوستوں کی نظر میں قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو اس کو یہ ترک کر دیں گے۔ اب ان لوگوں سے یہ تو پوچھئے کہ کیا مسیح موعود علیہ السلام کی نظر نعوذ باللہ ایسی کمزور تھی کہ حضور کو تو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں یا لکھ رہا ہوں وہ خلافِ قرآن و حدیث ہے اور غیر مبایعین کی نظرِ اجتہاد کو جھٹ اس کا علم ہو جائے۔

ایسی باتیں بتاتی ہیں کہ غیر مبایعین کی نظر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک عام معمولی انسان سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنی نظر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر پر حاکم ٹھہراتے ہیں۔ ؏

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

(۱) آیت ماکنّا معذّبین حتّٰی نبعث رسولًا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ماکنّا معذّبین حتّٰی نبعث رسولًا۔ پس اس سے مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی کھلے کھلے طور پر قرآن کریم میں ثابت ہوتی ہے کیونکہ جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھے گا اس پر ظاہر ہوگا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصے زمین کے زیر و زبر کئے جائیں گے اور سخت طاعون پڑے گی اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا اس وقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا وما کنّا معذّبین حتّٰی نبعث رسولًا یعنے ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک کہ عذاب سے پہلے رسول نہ بھیج دیں۔ پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت رسول آئے جیسا کہ گزشتہ واقعات سے ظاہر ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونیوالا ہے جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے پس وہی رسول مسیح موعود ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۵)

حضور علیہ السلام کے اس کلام سے ظاہر ہے کہ جو شخص "غور اور ایمانداری" سے قرآن کریم کو پڑھے گا اس پر ظاہر ہوگا کہ ممکن نہیں کہ اس عظیم الشان عذاب کے

وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو ورنہ اس سے کلام اللہ کی صریح تکذیب لازم آئے گی۔

امیر غیر مبایعین کا استدلال

اب آئیے دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس آیت سے ایک رسول کی آخری زمانہ میں آمد کا استدلال فرمایا ہے اس کی مولوی محمد علی صاحب کی نظر میں کیا وقعت تھی۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں :-

"بعض وقت (سلسلہ نبوت ورسالت کے اجراء پر) ماکنّا معذّبین حتّٰی نبعث رسولاً کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے کہ چونکہ اس زمانہ میں عذاب آ رہے ہیں اس لئے ضرور ہے کہ رسول مبعوث ہوا ہو۔ تو سوال یہ ہے کہ اس وقت تو بہر حال کوئی رسول موجود نہیں حالانکہ عذاب آج بھی آ رہے ہیں۔ اگر یہ کسی گزشتہ رسول کی وجہ سے ہیں تو پھر آنحضرتؐ ہی وہ رسول کیوں نہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا زمانہ ختم ہو گیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے کوئی حد بندی کہیں لگائی ہے کہ تیرہ سو سال تک جو عذاب آئیگا وہ رسول اللہ کے انکار کی وجہ سے آئے گا۔ اور پھر اگر مسیح موعود رسول ہیں تو یہی معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کی وجہ سے کتنی مدت تک عذاب آئیں گے تاکہ اس کے بعد کسی اور نبی کی تلاش کی جائے۔"

(النبوت فی الاسلام ص۱۰۳)

پھر لکھتے ہیں :-

"جو لوگ ان الفاظ (ماکنّا معذّبین) سے یہ مراد لیتے ہیں کہ دنیا میں کبھی کوئی عذاب نہیں آتا جب تک کہ پہلے ایک رسول اس وقت مبعوث نہ کیا جائے وہ غلطی کرتے ہیں۔" (تفسیر بیان القرآن از مولوی محمد علی صاحب جلد ۲ ص۱۱۱۴)

دیکھا آپ نے! کہ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل کو جو آپ کی صداقت کا کھلا کھلا اور صریح نشان تھا کس طرح جرأت اور دلیری سے رد کر دیا۔ کاش کہ مولوی صاحب اور آپ کے پیرو اپنی ہی بات کو یاد کر لیتے کہ "مسیح موعود کی پیروی کا دعویٰ کر کے مسیح موعود کے پیش کردہ معنوں سے انکار کرنا پیروی کے دعویٰ کو باطل کرتا ہے"

(النبوت فی الاسلام ص۲۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے استدلال کو رد کر کے غیر مبایعین نے یہ ثابت کر دیا کہ انہوں نے خود اور ایمانداری سے کام نہیں لیا اور ان کی اس تردید سے بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام "صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے" اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

(۲) آیت هُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرماتے ہیں :-

"مجھے بتایا گیا ہے کہ تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ۔"

(اعجاز احمدی ص۷)

پھر فرماتے ہیں :-

"سو مقدر تھا کہ ایسا ہی مسیح موعود کے دنوں میں ہوگا جیسا کہ فرماتا ہے ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ۔ یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے۔" (اشتہار چندہ منارۃ المسیح ص۶)

مگر "امیر جماعت لاہور" اپنے رسالہ احمد مجتبیٰ میں لکھتے ہیں :-

"یہ کہنا کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اس کے صاف یہ معنے ہیں کہ جس رسول کا ہدیٰ اور دین حق کے ساتھ بھیجے جانے کا ذکر ہے وہ محمد رسول اللہ نہیں بلکہ مسیح موعود ہیں۔ اگر ایک بھی قول آپ کسی مفسر کا نہ دکھا سکیں تو شرم کا مقام ہے۔" (رسالہ احمد مجتبیٰ ص۴۳)

ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام استدلال کریں تو اسے مولوی صاحب قابل شرم قرار دیں اور اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں لیکن اگر کوئی دوسرا مفسر یہی بات بیان کر دے تو مولوی صاحب سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کیا یہی ایمان ہے جو غیر مبایع دوستوں کو مسیح موعود علیہ السلام پر ہے۔ کیا یہی وہ اطاعت ہے جس کا ان دوستوں کو دعویٰ ہے؟؟

تعجب تو یہ ہے کہ یہی مولانا (مرحوم) خود کسی زمانہ میں اپنے قلم سے تحریر کر چکے ہیں کہ :-

"اس غلبۂ اسلام کے متعلق جس کو مسیح کی آمد کی غرض ٹھہرایا گیا ہے قرآن کریم فرماتا ہے ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ ص۸)

(۴) آیت وآخرین منھم

اب ایک اور آیت کے متعلق ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں اور اس کے مقابل مولوی محمد علی صاحب (امیر غیر مبایعین) کیا لکھتے ہیں :-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"وآخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم و تربیت پائیں۔

پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے۔ بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۷)

عبارت بالکل واضح ہے اور اس پر مزید کچھ لکھنا فضول ہے۔ مگر دیکھئے کہ مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کس طرح تردید کرتے ہیں۔ اور کس طرح اپنے مزعومہ "اجتہاد" پر حضرت مسیح پاک کی تفسیر کو ترجیح دینا گوارا نہیں کرتے۔ لکھتے ہیں کہ:۔

"یہاں (آیت واخرین منھم میں) دو رسولوں کی بعثت کا ذکر ہے۔ ایک اُمّیین میں اور ایک واخرین منھم میں . . . . . اس آیت کے معنے صاف ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صرف ان اُمّیوں کے ہی معلّم اور مزکّی نہیں بلکہ ان پچھلے لوگوں کے بھی معلّم اور مزکّی ہیں جو ابھی ان سے نہیں ملے اور رسول اس میں کسی دوسرے رسول کے آنیکی تردید کی ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام ص۱۰۳-۱۰۴

اور کتاب مسیح موعود ص۱۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان تین مذکورہ بالا آیات کو اپنی سچائی کے لئے بطور دلیل پیش کر رہے ہیں لیکن مولوی محمد علی صاحب انہی آیات کی حضور کی پیش کردہ تفسیر کو بزور رد کر رہے ہیں۔ اس طور اور طریق کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا کوئی عقلمند گمان کر سکتا ہے کہ غیر مبایعین فی الحقیقت مسیح موعود علیہ السلام کو حَکَمٌ وعَدَل مانتے ہیں؟؟ اور لطف یہ ہے کہ زمانہ مسیح موعود علیہ السلام میں خود مولوی صاحب مرحوم نے اس آیت کا ترجمہ یوں لکھا ہے:۔

"اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی جو ابھی ان (صحابہ) میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی انہی لوگوں کے ہمرنگ ہوگی اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا جو انہیں خدا کی آیات سنائے گا اور انہیں پاک بنائے گا اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیگا اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد۶ ص۹۶)

مولوی صاحب کی یہ تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں لکھی گئی تھی اسلئے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ تفسیر کو اختیار کیا گیا لیکن جب

مولوی صاحب کا دل اکھڑ گیا اور ایمان متزلزل ہوگیا تو انہوں نے کھلے بندوں حضرت مسیح پاکؑ کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور یہ خیال نہ کیا کہ میں خود اپنی تحریروں کی بھی تردید کر رہا ہوں۔

ولادتِ مسیح ابن مریمؑ

یہ دو تین مثالیں تو تفسیرِ قرآن مجید کی تھیں۔ اب میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب نے عقائد میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت شروع کر دی تھی لیکن قبل اس کے کہ میں کچھ مزید عرض کروں میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب مرحوم نے ایک اصل مقرر کیا تھا جو یہ ہے۔ "اسلام عقائد کی بنیاد محکمات پر رکھتا ہے" (کتاب مسیح موعود ص۳۰) پھر اسی کتاب میں مُحْکَم کی تعریف آپ نے یوں بیان کی ہے:۔

"متضح المعنی واضح الدَّلالةِ قائمٌ بنفسه لا یحتاج ان یُرجَعَ فیه الی غیرہٖ یعنی ایسی عبارت جس کے معنی واضح ہوں اور صاف طور پر اپنے معنے پر دلالت کرے اپنے آپ میں قائم یا مضبوط ہو اور اس بات کی محتاج نہ ہو کہ اس کے معنے کرنے کے لئے دوسرے موقعہ کی طرف رجوع کیا جائے۔" (ص۱۱)

اگر یہ اصل صحیح ہے کہ اسلام عقائد کی بنا محکمات پر رکھتا ہے تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی پیدائش بن باپ کی صراحت ہے اور کہ کوئی ایسی محکم آیت پائی جاتی ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیحؑ بے باپ تھے اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں۔"

(اخبار الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۱ء)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس ارشاد سے واضح ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے تھے اور یہ اسلامی عقیدہ ہے۔

مگر اس کے بالمقابل مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر میں (جس پر غیر مبائعین کو بڑا ناز ہے) تحریر کیا ہے کہ:۔

"اگر فی الواقع حضرت مسیح بن باپ پیدا نہیں ہوئے تو اس سے مسلمانوں کے عقیدہ میں ذرہ بھر فرق نہیں آتا کیونکہ انکو بن باپ پیدا شدہ ماننا ان کے عقائد میں داخل نہیں۔" (تفسیر بیان القرآن جلد ۱ ص۳۱۲)

غیر مبائع دوستو! مسیح ناصری علیہ السلام کو بن باپ ماننا گو بقول آپ کے مسلمانوں کے عقائد میں داخل نہیں لیکن مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد اور ایمانیات میں تو داخل ہے۔ کیا آپ کے نزدیک مسیح پاکؑ کے عقائد مسلمانوں کے عقائد کے مخالف ہیں؟

مولوی صاحب مرحوم صرف یہیں تک نہیں رُکتے بلکہ آگے بڑھتے ہیں اور اس پر جو سوال پیدا ہوتا تھا کہ اگر مسیح کا بن باپ ہونا مسلمانوں کا عقیدہ نہیں تو کس کا عقیدہ ہے؟۔ اس کا جواب دیتے ہوئے اسی تفسیر کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"حضرت مسیح کی بن باپ پیدائش
اسلامی عقائد میں داخل نہیں عیسائیت
کا اصول ہے۔"

مدعا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ کو عیسائیت کا اصول قرار دیدیا اور آپ کو مسلمانوں کے گروہ سے نکال کر عیسائیوں کے گروہ میں لا کھڑا کیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)۔ آہ! وہ خدا کا پاک مسیح جس کی آمد کی غرض ہی کسر صلیب مقرر کی گئی اور جس کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد ہی اسلام کو دنیا کے سب ادیانِ باطلہ پر غالب کرنا ٹھہرایا گیا، آج اس کے متعلق غیر مبایعین "احمدی" کہلاتے ہوئے یہ لکھ رہے ہیں کہ وہ اسلامی عقائد کے خلاف عیسائیت کا معتقد تھا۔

سنو! میرے دوستو! غور سے سنو! کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن مجید کے پڑھنے سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بن باپ تھے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ نے کمثل آدم جو فرمایا اس سے بھی ظاہر ہے کہ اس میں ایک اعجوبہ قدرت ہے جس کے واسطے آدم کی مثال کا ذکر کرنا پڑا۔" (اخبار بدر ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

اور خود مولوی صاحب مرحوم نے لکھا تھا کہ:۔

"مسیح کی پیدائش ایک ایسے اعجازی رنگ میں ظاہر ہوئی تھی کہ جس میں باپ کا دخل نہ ہوا اور اسی لئے اس کو کلمہ کہا گیا۔ کیونکہ وہ معمولی طرز پر باپ کے نطفہ سے ماں کے شکم میں نہ آیا تھا اور وہ اس معمولی طریق سے حاملہ نہ ہوئی بلکہ خدا کے کلمہ کُن سے حاملہ ہوئی اسلئے اُسے کلمہ کہا گیا۔" (ریویو جلد ۵ صفحہ ۱۲۱)

دیکھئے! مولوی صاحب مرحوم خود قرآن کریم کے لفظ کلمہ سے جو مسیح علیہ السلام کے حق میں کہا گیا ہے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کے الفاظ کمثل آدم کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

ان حالات میں بھی ہمارے غیر مبایع دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلہ کو رد کرنے کی جرأت کریں گے؟۔ دوستو! مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلے کو تو رد کرنے کے لئے تیار ہو، کیا مولوی محمد علی صاحب کے فیصلے یا اجتہاد کو رد کرنے کی بھی تم میں جرأت ہے؟؟۔

عبرتناک انجام

یہ چند مثالیں ہیں جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہمارے امام ہمام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مخالفت کی وجہ سے غیر مبایعین کی حالت بڑی عبرتناک حد تک پہنچ گئی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس قدر بعض مسلمانوں نے بعض یہودیوں پر اعتماد کیا تھا اہل پیغام کو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اتنا بھی اعتماد نہیں ہے۔ چنانچہ ذیل میں میں ایک واقعہ درج کرتا ہوں جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الفتوحات المکیۃ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

اُخبرنی موسیٰ بن محمد القرطبی القباب المؤذن بالمسجد الحرام المکّی بالمنارة التی عند باب الحزورة وباب اجیاد سنة تسع وتسعین وخمسمائة قال کان رجل بالقیروان اراد الحجّ فتردّد خاطره فی سفره بین البرّ والبحر فوقتاً یترجح له البرّ ووقتاً یترجح له البحر فقال اذا کان صبیحة غدٍ اوّل رجل القاه اُشاوره فحیث یرجّح لی احکم به فاوّل من لقی یهودیاً فتألّم ثمّ عزم وقال یا یهودی! اُشاورك فی سفری هذا اهل امشی فی البرّ او فی البحر فقال له الیهودی یا سبحان الله! او فی مثل هذا یسأل مثلك ألم تر ان الله یقول لکم فی کتابکم هو الذی یسیّرکم فی البرّ والبحر، فقدّم البرّ علی البحر فلولا انّ لله سرّاً فیه وهو اولیٰ بکم ما قدّمه وما أخّر البحر إلّا اذا لم یجد المسافر سبیلاً إلی البرّ قال فتعجّب من کلامه۔ الخ"

یعنی مجھے ۵۹۹ھ میں موسیٰ بن محمد القرطبی مؤذن مسجد حرام نے ایک عجیب واقعہ بتایا۔ اس نے کہا کہ قیروان شہر کے ایک آدمی نے حج کا ارادہ کیا مگر اسے تردّد لاحق ہوا کہ اس کے لئے خشکی کا سفر اچھا رہے گا یا سمندر کا۔ کبھی اسے خشکی پر سفر کرنا مناسب معلوم ہوتا اور کبھی سمندر کے ذریعہ۔ آخر اس نے کہا کہ کل صبح جس شخص سے مَیں سب سے پہلے ملوں گا اس کے متعلق اُس سے مشورہ طلب کروں گا اور جس امر کو وہ میرے لئے مناسب خیال کرے گا مَیں اُسے ہی اختیار کروں گا۔ پس صبح سب سے پہلا آدمی جو اُسے ملا وہ ایک یہودی تھا۔ اُسے یہ دیکھ کر رنج ہوا۔ مگر اس نے کہا کہ مَیں اس سے ضرور پوچھوں گا۔ پس اس نے یہودی سے مخاطب ہو کر کہا کہ مَیں تجھ سے اپنے سفر کے متعلق مشورہ طلب کرنا چاہتا ہوں مجھے بتا کہ مَیں خشکی پر سفر کروں یا سمندر میں؟ یہودی نے اسے جواب دیا کہ سبحان اللہ! تیرے جیسا آدمی اس امر کے متعلق مجھ سے دریافت کرتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری کتاب (قرآن مجید) میں

فرماتا ہے ھو الذی یسیرکم فی البر و البحر کہ وہی خدا ہے جو تمہیں خشکی اور سمندر میں چلاتا ہے۔ پس آیۂ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے خشکی کو سمندر سے پہلے رکھا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص بھید نہ ہوتا جو تمہارے لئے مفید ہے تو وہ ہرگز خشکی کا ذکر سمندر سے پہلے نہ کرتا پس خشکی کا سفر بہتر ہے سوائے اس کے کہ مسافر کو سمندر کے علاوہ کوئی اور راستہ ہی نہ ملے۔ پس اس مسلمان نے اس سے تعجب کیا۔"

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک یہودی نے اس مسلمان کے سامنے قرآن مجید کی آیۂ مبارکہ سے استدلال کرکے خشکی کے سفر کو اس کے لئے مفید بتایا تو اس نے سرِ تسلیم خم کیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اس نے خشکی پر سفر کیا اور وہ اس کے لئے بڑا بابرکت ثابت ہوا۔

غیر مبایع دوستوں سے درخواست

اس واقعہ کو ذہن میں رکھیئے اور پھر سوچئے کہ کیا واقعی آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہ حیثیت دیتے ہیں جو ایک مسلمان نے اس یہودی کو دی تھی؟ میرا خیال ہے ہرگز نہیں!!! اگر آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صرف اتنی قدر و عزت کرتے تو یقیناً آپ ان دلائل کو ردّ نہ کرتے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی آیات کو پیش کرکے اپنی سچائی پر قائم کئے تھے۔

اب میں مولوی محمد علی صاحب مرحوم کے الفاظ کو ہی پیش کرکے عرض کرتا ہوں کہ:-

"مسیح موعود کی پیروی کا دعویٰ کرکے مسیح موعود کے پیش کردہ معنوں کو قبول کرنے سے انکار کرنا پیروی کے دعویٰ کو باطل کرتا ہے۔"

(النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۲۲۱)

اور درخواست کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حَکَم یقین کریں اور حضور پُرنور کے اس ارشاد کو ہر بحث کے وقت یاد رکھیں کہ:-

"ہر مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے۔"

(تحفۃ الندوہ صفحہ ۴)

اگر آپ میری اس درخواست پر دھیان دیں گے اور اس پر عمل کریں گے تو دنیا اور آخرت میں آپ کا بھلا ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جملہ حقوق محفوظ

"دوائے ذیابیطس"

پیشاب کثرت سے آتا ہو، پیشاب میں شکر پائی جاتی ہو، پیاس شدید ہو، بھوک زیادہ لگتی ہو، جسم دن بدن لاغر اور کمزور ہوتا جارہا ہو، تو ان حالات میں آپ یہ دوا منگوا کر استعمال کریں۔

قیمت فی شیشی -/۹ روپے

حکیم مخدوم الطاف احمد۔ اکمل الطب والجراحت

دواخانہ فضل۔ میانی (ضلع سرگودھا)

زندگی بندۂ مُسلم کی بس الہام میں ہے

(حضرت قاضی محمد ظہور الدّین صاحب اکمل)

النبوّۃ جسے کہتے ہیں وہ اسلام میں ہے
عِلم سب عَلَّمَ الاَسماء کا اک لام میں ہے

جس کے مشتاق ہیں عُشّاقِ خداوندِ زمن
وہ مئے کہنہ اگر ہے تو اسی جام میں ہے

وہ نبوّت سے تو منکر ہیں مگر کہتے ہیں
زندگی بندۂ مُسلم کی بس الہام میں ہے

شانِ نبیوں کی مسیحا سے بھی افضل درجہ
حُسن واحسانِ محمّد مرے گلفام میں ہے

سمِّ قاتل جو سمجھتے ہیں انہیں کیا معلوم
بَرکت دین کی دنیا کی اسی نام میں ہے

احمدی ہو تو مری بات نہ بھولو کہ نجات
قادیاں والے کی اولاد کے اکرام میں ہے

یہ معمّا نہیں کُھلتا۔ کوئی سمجھائے مجھے
اِس قدر کبر و اِبا کیوں بُتِ خود کام میں ہے

جس کو محمود خداوندِ جہاں کہتا ہو
زندگی تیری اسی پاک کے دشنام میں ہے

تم خدا کے لئے تکلیف اٹھاؤ یارو
صبحِ امّید کا نظّارہ اسی شام میں ہے

خونِ دل پینے جگر کھانے سے ہے کام مجھے
کہ ہمیشہ کی خوشی دین کے آلام میں ہے

یہ رہِ عشق ہے چلئے تو سنبھل کر چلئے
خطرہ ٹھوکر کا مسافر کو ہر اک گام میں ہے

مَیں وہی ہوں وہی دعویٰ ہے محبّت کا مجھے
تو ہی کچھ اور بنا بیٹھا ان اصنام میں ہے

یاد آتی ہے تو گھنٹوں مجھے رُلواتی ہے
ہائے وہ بزم، نشاں جس کا اسی بام میں ہے

وہ دل مضطرِ اکملؔ کہ تڑپتا تھا مدام
شکر الحمد کئی دن سے اب آرام میں ہے

جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے نام آخری درمندانہ کھلا مکتوب

"محمود مسیح موعود کا بیٹا ہے اس پر جو زبان تیز کریگا وہ یاد رکھے کہ محمد حسین نے ایسا کیا اور اسکی اولاد گندہ ہوگئی۔"

———— (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض)

جناب شیخ صاحب! ربع صدی سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ آپ جماعت احمدیہ اور ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہ کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ وہ دن قریب ہیں جب ہم سب اپنے اپنے وقت پر اس دنیا سے کوچ کر کے خداوند علام الغیوب کے سامنے پیش ہونیوالے ہیں۔ نیز آپ پر واضح رہے کہ کل کا ہر منصف مزاج مؤرخ آپکے اس کردار پر نہایت کڑی تنقید کریگا جو آپنے اس طویل عرصہ میں جماعت کے خلاف ادا کیا ہے۔

آپ ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام قبول کرنے اور احمدیت کی آغوش میں آنے کی توفیق دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے گھرانے نے آپ کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں آپ پر بے انتہا احسان کئے۔ جماعت احمدیہ نے آپ کی بے حد دلداری اور عزت افزائی کی۔ مگر آئیے ذرا دیکھیں کہ آپ نے اس سلوک کا کیا بدلہ دیا؟

آپ نے ۱۹۲۵ء میں حسب ذیل تحریری شہادت دی تھی جو محفوظ ہے اور بار بار شائع ہو چکی ہے کہ:-

"میں حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ میں نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کا نبی یقین کرتا تھا جس طرح خدا کے دیگر نبیوں اور رسولوں کو یقین کرتا ہوں۔ نفس نبوت میں نہ اسوقت کوئی فرق کرتا تھا اور نہ اب کرتا ہوں۔ لفظ استعارہ و مجاز اسوقت میرے کانوں میں کبھی نہ پڑے تھے۔ بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں یہ الفاظ جن معنوں میں استعمال ہوتے ہوئے دیکھے ہیں وہ میرے عقیدہ کے منافی نہیں۔ ان معنوں میں میں اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علی سبیل المجاز ہی نبی سمجھتا ہوں یعنی شریعت جدیدہ کے بغیر نبی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت اور حضور کی اطاعت میں فنا ہو کر، حضور کا کامل بروز ہو کر مقام نبوت کو حاصل کرنیوالا نبی۔ میرے اس عقیدہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقاریر و تحریرات اور جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا۔ عبدالرحمٰن مصری۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ ۲۴ راگست ۱۹۲۵ء"

پھر جب ۱۹۳۷ء میں آپنے بعض ذاتی امور کی وجہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے علیحدگی اختیار کر لی اس وقت بھی آپنے اپنے اشتہار بعنوان "جماعت کو خطاب" میں اعتراف کیا کہ:-

"دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے صحیح عقائد و تعلیم پر قائم ہو بجز اس جماعت کے جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے۔" (ص۳)

اس کے بعد آپ اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر دیا اور آپنے غیر مبایعین کے جملہ غلط عقائد اپنا لئے بلکہ بعض عقائد میں ان سے بھی غلط تر رویہ اختیار کیا۔ جناب شیخ صاحب! یہ تو آپ کا رویہ اس زمانہ کے اپنے سب سے بڑے

محسنِ انسانیت یعنی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان اور مقام کے بارے میں ہے۔ آگے چلئے آپ نے اپنے ان محسنِ اعظم کی الٰہی بشارتوں کے ماتحت پیدا ہونیوالی اولاد، اس برگزیدہ کے جگر گوشوں، اسکے مقدس خاندان کے بارے میں آپ نے جو طوفانِ بے تمیزی برپا کیا ہے، جس قسم کے گندے اور پلید الزام مسیح پاک کی اولاد پر لگائے ہیں ان کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ہے۔ عدالتوں میں، اشتہاروں میں، خطوط میں اور اپنے بیانات میں آپ نے سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود پر جو گند اچھالا ہے اور جس طرح جماعت کے لاکھوں دلوں کو چھلنی کیا ہے کیا وہ احمدیت کی تاریخ میں آپ کا بدترین کردار نہیں؟ شیخ صاحب! آپ آج تک بھی جبکہ ہمارے امام (عافاہ اللہ وشفاہ) بشری تقاضوں کے ماتحت صاحبِ فراش ہیں اپنے تیر چلانے سے باز نہیں آئے۔ علمی بحثیں علیحدہ چیز ہیں مگر محض دلآزاری کی خاطر گند اچھالنا امرِ دیگر ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہر شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے۔ اسوقت کسی کی لفاظی اسکے کام نہ آسکے گی اسلئے آپ کی ہر بات کی طرف توجہ کرنا ضروری نہیں اور نہ آپ کی پیچ در پیچ تاویلات اور ژولیدہ بیانی پر نوٹس لینا لازمی ہے مگر آج میں درد بھرے دل کے ساتھ آپ کے اس **شدید ترین ظلم** کے خلاف **احتجاج** کرتے ہوئے جو آپ سالہا سال سے خدا کے **محمود**، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **فرزندِ اکبر** اور جماعت احمدیہ کے مقدس **امام** ایدہ اللہ بنصرہ پر کر رہے ہیں یہ ایک **آخری کھلا خط** لکھ رہا ہوں۔

جنابِ شیخ صاحب! حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ:۔

"محمود مسیح موعود کا بیٹا ہے، اس پر جو زبان تیز کرے گا وہ یاد رکھے کہ محمد حسین نے ایسا کیا اور اسکی **اولاد گندہ ہو گئی**"　　(الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۱۴ء)

میں عرض پرداز ہوں کہ ہم بے شک گنہگار ہیں اور ہمیں کسی کے خاندانی حالات پر طعن کرنے کی ضرورت نہیں۔ مگر شیخ صاحب! آپ خود خدارا غور فرماویں کہ آپ نے "مسیح موعود کے بیٹے محمود" پر گند اچھال کر کیا حاصل کیا ہے؟ دیکھئے آپ کے اپنے رشتہ دار محترم چودھری عنایت اللہ فاضل مشرقی افریقہ نے آپکے خاندان کے بارے میں مندرجہ ذیل حقائق اخبار بدر قادیان میں شائع کرائے ہیں جن کی تردید کی آپ جرأت نہیں کر سکے۔ چودھری صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

(الف) "مصری صاحب کے لڑکوں میں سے ایک بشیر مصری اروشہ آغاخان سکول میں ہیڈ ماسٹر ہوا کرتا تھا۔ اروشہ موشی سے صرف پچاس میل کے فاصلہ پر ہے اور احمدیوں کا کثرت سے وہاں آنا جانا تھا۔ سکول میں لڑکے اور لڑکیاں سب پڑھتے ہیں۔ سکول والوں نے انہیں بدچلنی کے الزام میں **برطرف** کر دیا۔"

(ب) "**دوسرے لڑکے** نے کمپالہ ٹیچر ٹریننگ کالج میں پڑھنا شروع کیا اور کمپالہ میں ان کی **بعض ناقابلِ بیان حرکات** کے باعث ان کے والد صاحب کی بھی جو کہ ان دنوں یوگنڈا میں ہی تھے **ذلت و رسوائی** ہوئی۔"

(ج) "عزیزم صلاح الدین صاحب ولد ڈاکٹر فضل دین صاحب مرحوم کو بھی مصری صاحب کی لڑکی سے **رشتہ** ہو جانے کے بعد **دماغی توازن** قائم نہ رہنے کے باعث کمپالہ گورنمنٹ ہسپتال میں الیکٹرک shocks دیئے گئے تھے۔"

(د) "مصری صاحب کے بڑے لڑکے نے اخبار ایزر ورنیروبی میں اپنے **سُنّی** ہو جانے کا (باقی صفحہ ا پر)

انبیاءؑ کے خلفاء کا انتخاب عمر بھر کیلئے ہوتا ہے

(محترم جناب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے کے قلم سے)

از روئے لغت لفظ خلیفہ ایسے شخص پر بولا جاتا ہے جو دوسرے کا قائم مقام ہو کر اُسی کے کام کو کرنیوالا ہو۔ اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے "خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ امام جو اُس کے نبی کا قائم مقام ہو کر نبی ہی کے کام کو کرنے والا ہو۔ جس کا فیصلہ دینی معاملات میں آخری فیصلہ سمجھا جائے۔ جو شریعت کو قائم کرنے والا، احکام شریعت کا اجراء کرنے والا، مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنیوالا اور اس بات کی نگہداشت رکھنے والا ہو کہ مسلمان اسلامی صراطِ مستقیم سے نہ بھٹکیں"۔

قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب نظام خلافت پر تفصیلی روشنی ڈالتی ہیں۔ اس تفصیل میں جانا اس وقت میرا مقصود نہیں۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خلیفہ کا تقرر کسی محدود زمانہ کے لئے نہیں ہوتا۔ یہ تقرر زندگی بھر کے لئے ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل دلائل سے اِس نظریے کی تائید ہوتی ہے۔

منصبِ خلافت کے لئے موزون ترین ہستی کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ یہ امر آیت استخلاف کے جملہ لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (سورہ نور آیت ۵۵) سے عیاں ہے کیونکہ لیستخلفنّھم کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور وہ خود اس بات کا ذمہ وار ہے کہ جب تک مومنوں کی جماعت بحیثیت مجموعی اپنے ایمان پر قائم رہے گی اور اسی کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالے گی اللہ تعالیٰ ان میں نبی کا خلیفہ بناتا رہے گا اور اس انتخاب کو اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں رکھے گا جس طرح اس سے قبل اس نے بنی اسرائیل میں انبیاء کے انتخاب کو اپنے ہاتھ میں رکھا تھا۔

مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا "ان اللہ عزّ وجلّ مقمصک قمیصاً فلا تخلعہ" (جلد ۶ ص۷۵) حضرت نبی کریمؐ نے اس حدیث میں حضرت عثمانؓ کو نصیحت فرمائی تھی کہ جب تیرے زمانہ خلافت میں ایک فتنہ برپا ہوگا۔ اور بعض بیوقوف تجھ سے مطالبہ کریں گے کہ تو اپنے خلعتِ خلافت کو کسی اور کے حق میں اُتار دے تو اُس وقت یاد رکھنا کہ خلیفہ کا انتخاب خدا کے ہاتھ میں ہے اور جو خلعت خدا نے تجھے دیا ہے لوگوں کے کہنے سے اُتارنا ٹھیک نہیں۔ اِس حدیث نبوی میں بھی مذکورہ بالا قرآنی اصل کی تفسیر بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اسی اصول کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں فرماتے ہیں:-

"آنحضرت صلعم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر

نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؑ کو خوب معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دیگا۔ کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں"۔ (الحکم ۱۲ر اپریل ۱۹۰۸ء)

پس اگر یہ صحیح ہے کہ خلیفۃ النبی کا انتخاب خود خدا فرماتا ہے جیسا کہ قرآن کریم کی ایک آیت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس سے ثابت کیا گیا ہے تو پھر یہ بھی عیاں ہے کہ جو قمیص خدا پہنائے اُسے بندے نہیں اُتار سکتے۔ اگر ہم یہ تسلیم نہ کریں تو پھر یا تو ہمیں یہ ماننا پڑیگا کہ اللہ تعالیٰ نے وقتِ انتخاب غلطی سے کسی نااہل کو اپنے نبی کا خلیفہ بنا دیا اور اب ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی غلطی کی تصحیح کریں (والعیاذ باللہ) اور یا ہمیں تسلیم کرنا پڑیگا کہ گو وقتِ انتخاب منتخب خلیفہ اس عہدہ کا اہل تھا مگر ایک عرصہ گذر جانیکے بعد اب وہ اس کا اہل نہیں رہا اسلئے اسے اس کے منصبِ خلافت سے اُتار کر اب کوئی نیا انتخاب ہونا چاہیئے۔ اندریں صورت یہ لازم آتا ہے کہ ہم یا تو وقتِ انتخاب اللہ تعالیٰ کو صفتِ علیم وخبیر سے عاری مانیں کہ وہ جانتا ہی نہ تھا کہ یہ شخص کسی وقت منصبِ خلافت کا اہل نہیں رہے گا، یا ہم اس وقت جب خلیفۂ وقت ہماری نظروں میں منصبِ خلافت کا اہل نہیں رہا، اللہ تعالیٰ کو صفتِ قدرت سے خالی سمجھیں کہ اس کا منتخب کردہ خلیفہ اپنے منصب کا اہل نہیں رہا۔ تاہم وہ اُسے عہدۂ خلافت سے علیحدہ نہیں کر سکتا اور اپنے مومن بندوں کے گروہ کو فتنہ میں ڈال رہا ہے (والعیاذ باللہ)

جب یہ ساری صورتیں کسی نہ کسی خرابی کو مستلزم ہیں تو ماننا پڑیگا کہ یہ صورتیں غلط ہیں اور درست مسئلہ یہی ہے کہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ساری زندگی تک اس منصب پر سرفراز رہتا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ جو شخص خلیفۂ الٰہی کے انتخاب کو اپنا انتخاب سمجھتا ہے وہ تعلیمِ قرآنی و احکامِ اسلامی سے بے بہرہ ہے۔ اور جو یہ خیال کرتا ہے کہ جب بھی کوئی گروہ کھڑا ہو کر خلیفۂ وقت کو معزول کرنا چاہے ہمیں اس کی آواز پر لبیک کہنی چاہیئے اس میں صرف ایمان ہی کی کمی نہیں عقل کی بھی کمی ہے کہ اسلام میں ایسے فتنہ کا دروازہ کھولتا ہے جسے ہماری عقل بھی صحیح تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ✦

اعلان کرایا اور دوسرے احمدیوں کو بھی گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی"۔

(اخبار بدر قادیان ۹ر اگست ۱۹۶۷ء)

جناب شیخ صاحب! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ اپنے معاندانہ بلکہ انتہائی ظالمانہ رویّہ پر نظرِ ثانی کریں؟ کیا ہی اچھی ابتدا تھی جب آپ حضرت مسیحِ پاکؑ کے سامنے مسلمان ہوئے تھے اور کیا ہی بُرا انجام ہے کہ آپ عقائدِ صحیحہ سے منحرف اور مسیحِ پاکؑ کے خاندان کے بدترین دشمن ہیں۔ سوچیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیا مُنہ دکھائینگے؟ یہ خط محض ایک دردمندانہ التجا ہے۔ اے کاش آپ توجہ فرمائیں۔

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

غیر مبائع حضرات سے ایک مخلصانہ اپیل

(محترم جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس کے قلم سے)

اگر ہمارے غیر مبائع احمدی بھائی مسئلہ نبوت اور مسئلہ خلافتِ مسیح موعود کی حقیقت سمجھنا چاہیں تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی تحریرات سے جو قبل از اختلاف سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہوئی تھیں بہ آسانی سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً :-

۱- مسئلہ ختمِ نبوت کے متعلق خود مولوی محمد علی صاحب مرحوم سابق امیر غیر مبایعین نے یہ لکھ کر کہ "میں جو کچھ اس رسالہ (یعنی ریویو آف ریلیجنز انگریزی شمس) میں لکھوں گا اس میں اپنے عقائد کا پابند ہوں گا اور یہ منافقانہ کارروائی مجھ سے نہ ہوسکیگی کہ اپنے عقائد کو میں چھپاؤں۔"

اپنے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے لکھا :-

"نیز میں اس عقیدہ پر قائم ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا ایسا نہیں آسکتا کہ اس کو بدوں وساطت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نبوت ملی ہو۔" (الحکم ۱۰ر مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۶ کالم ۳ مکتوب بنام ایڈیٹر وطن لاہور)

اور مولوی کرم دین سکنہ بھیں نے اپنے مقدمہ میں مولوی محمد علی صاحب کو بطور گواہ طلب کیا تو انہوں نے اپنی شہادت میں یہ لکھوایا کہ "میں مرزا صاحب ملزم کا مرید ہوں اور نیز وکیل" حلفیہ بیان دیتے ہوئے ۱۳ر مئی ۱۹۰۴ء کو جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے استفسار پر کہا :-

"مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے۔"

اور اس کے ایک ماہ بعد ۱۶ر جون ۱۹۰۴ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں بجواب تنقیح حلفاً بیان کیا کہ :-

"مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ نبوت اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔" (دیکھو مسل مقدمہ کرم دین بنام مرزا غلام احمد)

۲- اور اس امر کا فیصلہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی خلافت ہوگی یا کوئی انجمن، اکابر غیر مبایعین کے اس اعلان سے ہو جاتا ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض کی بیعت کرنے کے بعد تمام جماعت کے نام شائع کیا تھا اور وہ یہ ہے :-

"مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے

دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب .... کے ہاتھ پر احمدؑ کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔"

اس اعلان کے نیچے شیخ رحمت اللہ صاحب، خواجہ کمال الدین، مولوی محمد علی، مولوی غلام حسن، مرزا یعقوب بیگ اور ڈاکٹر بشارت احمد وغیرہ کے دستخط ثبت ہیں۔ (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

اور ان کے ساتھ اگر اختلاف کے چھ ماہ قبل کا جملہ اہل پیغام صلح کی طرف سے حلفیہ بیان مندرجہ پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء پڑھ لیا جائے تو ہمارے درمیان اور ہمارے غیر مبایع دوستوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں رہنا چاہیئے۔

اس اعلان کے الفاظ یہ ہیں:-

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ہم اس کے خلیفہ برحق سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کو بھی پیشوا سمجھتے ہیں۔"

اگر ان تصریحات کے بعد بھی کوئی غیر مبایع بھائی اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا کہ درحقیقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مبایعین ہی وہ عقائد رکھتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والے حضور کے زمانہ میں اور آپ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رکھتے تھے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ہمہ تن اخلاص اور ابتہال کر کے چالیس دن تک دُعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اس معاملہ میں رہنمائی فرمائے تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ایسے مخلص شخص کو اللہ تعالیٰ ضرور حق کی طرف رہنمائی فرمائے گا +

غیر مبائع دوستوں کی خدمت میں ایک درد مندانہ گذارش

(محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ صدر نگران بورڈ جماعتہائے احمدیہ کے قلم سے)

سرورِ کونین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی بعثت کی غرض احیاءِ اسلام بتائی تھی جس سے عقائد کی اصلاح اور اعمال کی اصلاح مقصود تھی۔ پھر الہام الٰہی میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ یعنی اوّل یہ کہ وہ دین کو زندہ کرے گا اور دوسرے یہ کہ وہ شریعت کو قائم کریگا۔ دین کو زندہ کرنے سے مراد عقائد کی اصلاح تھی اور شریعت کو قائم کرنے سے مراد اعمال کی اصلاح تھی۔

بھائیو! خدا کا مسیح یہی دو غرضیں لے کر آیا۔ اس نے اسلام کے ہر پہلو کو اجاگر کیا اور جو زوائد اور حواشی اس پر چڑھائے گئے تھے ان سب سے اس کو پاک کر کے دکھایا۔ قرآن کریم کے صحیح مفہوم کو ظاہر کیا اور اسے انسانی قلوب میں از سرِ نو اُتارا۔ قرآن کریم بے انتہا انوار رکھتا تھا جنہیں چھپا دیا گیا تھا۔ آپ نے ان انوار کو پھر سے ظاہر کیا۔ آپ نے تمام ادیان کے مقابل پر اسلام کی اکملیت اور تمام نبیوں پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کو بے شمار دلائل کے ساتھ ثابت کیا۔ ایسے دلائل کہ جن سے مخالفین کے منہ بند ہو گئے اور وہ حیرت میں پڑ گئے۔ اس طرح سے آپ کے ذریعے دین کو زندہ کیا گیا اور وہ اپنے شیریں پھل دینے لگا۔

آپ کی بعثت کی دوسری غرض یعنی اقامتِ شریعت بھی خوب پوری ہوئی۔ آپ نے تاریک دلوں کو روشنی بخشی، گناہوں سے نجات دلائی، نیکی کو قلوب میں راسخ کیا اور ایک حیرت انگیز تبدیلی انسانوں میں پیدا کی۔

ان دو غرضوں کو پورا کرنے کے لئے آپ نے ایک جماعت بھی قائم فرمائی جس کا مقصد یہی دو باتیں ٹھہرائیں۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہی ہوتا ہے کہ جو عمدہ چیز انسانوں کی بہتری کے لئے بھیجی جائے اسے قائم کرنے کا سامان بھی کیا جائے اور وہ ہمیشہ ایک جماعت کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

> "اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس کی
> پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ
> اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دیگا
> اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر ان کو

غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالیگا اور ہر ایک کو جو اسکے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھیگا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائیگی"۔

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۲)

بھائیو! اگر آپ اپنی جماعت پر غور کریں تو کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ یہی وہ جماعت ہے جو اس پیشگوئی کی مصداق ہے؟ احمدیت یا حقیقی اسلام کی تعلیم کے لئے ضروری تھا کہ وہ دلوں میں راسخ کی جاتی، جو امتیاز اس نے پیدا کیا تھا اُسے قائم رکھا جاتا، زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالا جاتا، اور دنیا میں اس کے نور کو پھیلایا جاتا۔ افسوس آپ نے ان امتیازات کو قائم نہ رکھا جو جماعت بنانے کا موجب ہوتی ہیں۔ آپ نے نمازوں میں دوسروں کی امامت کو قبول کر لیا۔ ان میں بیاہ شادیاں کر کے اپنی اولادوں کو احمدی تربیت کے لحاظ سے بے سہارا چھوڑ دیا۔ مامور الٰہی کو محض ایک مجدد کا مقام دے کر اس پر ایمان لانا ضروری نہ رہنے دیا اور ہر وقت اس "غلط فہمی" کے دور کرنے کے پیچھے پڑ گئے کہ خدا کے مامور پر ایمان لانے سے کوئی کسی قسم کی علیحدگی دوسروں سے نہیں ہوتی۔

اس کا سب سے پہلا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی اولادیں اس سلسلہ سے منقطع ہوگئیں۔ ان میں اس کی کوئی اہمیت نہ رہی کہ احمدیت بھی کوئی ایسی چیز ہے جسے اختیار کیا جائے اور اس کی خاطر مخالفتیں برداشت کی جائیں۔ مجھے ایک مرتبہ گجرات میں آپ کے ایک سرکردہ دوست سے ملنے کا اتفاق ہوا تو ان سے ذکر کیا کہ آپ صاحبان نے اپنی اولادوں کا فکر نہیں کیا اور آپ میں بہت کم ایسے خاندان ہیں جن کی آئندہ نسل احمدیت کے ساتھ وابستہ رہی ہے۔ انہوں نے اس کا اقرار کیا اور فرمایا کہ صرف دو ایسے خاندان ہیں جن میں احمدیت قائم رہی ہے۔ کیا یہ عبرت کا مقام نہیں؟ وہ نہایت درجہ پیاری چیز جسے ہم نے تمام دنیا میں قائم کرنا تھا اور اس کے نور سے دنیا کو منور کرنا تھا اُسے آپ اپنے گھروں میں ہی ضائع کر بیٹھے۔

مسائل کی بحث کو الگ رہنے دیجئے صرف اسی ایک بات پر غور کیجئے تو یہ سمجھنا مشکل نہ رہے گا کہ آپ کسی جگہ غلطی کر بیٹھے ہیں جس کا یہ خمیازہ ہے۔ مسائل کی صحیح شکل کے بعد ہی درست نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ سو اس غلطی کو دُور کریں اور ہمارے پاس آ جائیں کہ آپ ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم ٭

قدرت ثانیہ خلافت ہی کا دوسرا نام ہے

(جناب پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے)

گزشتہ پچاس سالوں میں مبایعین وغیر مبایعین میں اختلافی امور پر خوب بحثیں ہوتی رہی ہیں۔ ان سطور میں کسی امر کے متعلق کوئی تحقیق پیش کرنا مطلوب نہیں بلکہ صرف غیر مبایع دوستوں کی خدمت میں بعض گزارشات پیش کی جاتی ہیں اور اُن سے درد مندانہ اپیل ہے کہ وہ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں اور اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے بھی راہنمائی طلب کریں کیونکہ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَا کَانَتْ نُبُوَّۃٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا خِلَافَۃٌ۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۹ و خصائص کبریٰ للسیوطی)

یعنی جب بھی دنیا میں نبوت قائم ہوئی ہے اس کے پیچھے خلافت آئی ہے۔"

گویا یہ اللہ تعالیٰ کی دائمی سنت ہے کہ نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ سلسلہ خلافت کو قائم کرتا ہے۔ میں اس وقت ظلّی اور بروزی نبوت کے جھگڑے میں نہیں پڑتا بلکہ صرف یہ ایک گزارش کرتا ہوں کہ جس مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا ہے اُسی کی زبانِ فیض ترجمان نے مسلم کی حدیث میں آنے والے مسیح کو "نبی اللہ" کے لقب سے پکارا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ:۔

"میں وہی ہوں جس کا نام سرورِ انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔"

گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعودؑ کی بعثت کو بھی قیام امرِ نبوت قرار دیا ہے۔ پس یہ امر جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ارشادات میں نبوت کا تذکرہ ہو اور ایک میں ہم نبوت سے مراد نبوت ہی لیں اور دوسرے ارشاد میں نبوت کے معنی ولایت قرار دیں سوائے اس کے کہ اس امر پر کوئی واضح اور روشن قرینہ ظاہر و باہر طور پر قائم ہو۔

مندرجہ بالا ارشاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ سے نبوت کے بعد خلافت قائم ہوتی رہی ہے اور آنے والے مسیح کو آپؐ نے "نبی اللہ" کے لقب سے پکارا ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ مسیح موعود نبی اللہ کے بعد امرِ خلافت قائم ہو۔ اور چونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی دائمی سُنّت ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اب اللہ اپنی اِس دائمی سنّت کو ترک کردے۔

اِسی امر کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے رسالہ الوصیت میں قدرتِ اولیٰ اور قدرتِ ثانیہ کے مضمون کے ذریعہ سے واضح کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے دو قدرتیں دکھلاتا چلا آیا ہے۔ ایک قدرت نبی کے ہاتھ سے ظاہر کرتا ہے اور پھر نبی کو بظاہر بے وقت وفات دے کر اپنی دوسری قدرت کا زبردست ہاتھ ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی قوم کو سنبھال لیتا ہے اور دشمنوں کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کر دیتا ہے جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات کو جو رسالہ الوصیت میں مذکور ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشادات سے ملایا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مامور اس کی قدرتِ اولیٰ ہوتے ہیں اور **قدرتِ ثانیہ سے مراد سلسلۂ خلافت ہے** کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ نبوت کے بعد خلافت کو لاتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ نبوت کے بعد قدرتِ ثانیہ کو لاتا ہے۔ اب ان دونوں باتوں کو ملا کر دیکھیں تو صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ قدرت ثانیہ سے مراد سلسلۂ خلافت ہے۔

یہ خلافت یا قدرتِ ثانیہ شخصی خلافت ہی ہوتی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے" اور یہ بھی فرمایا کہ "وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا۔" اگر خلافت ثانیہ سے مراد انجمن ہے تو یاد رکھنا چاہیئے کہ انجمن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قائم نہیں ہوئی بلکہ حضورؑ کی زندگی میں ہی قائم ہو چکی تھی اور قدرتِ ثانیہ کے متعلق حضورؑ کا ارشاد واضح ہے کہ اُس کا مظہر بعض وجود ہیں جو حضورؑ کے بعد ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا "میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد کہ "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے" بھی بالکل واضح ہے آپؑ نے "ہے" فرمایا ہے "ہوگی" نہیں فرمایا۔ چنانچہ انجمن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی بعض امور آپؑ کی نیابت اور قائم مقامی میں سرانجام دیا کرتی تھی اور آج تک بھی یہی طریق جاری ہے۔

پس کس طرح ہو سکتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بعد کوئی ایسا نظام قائم کر جائیں جو اللہ تعالیٰ کی دائمی سنت کے صریح طور پر مخالف ہو۔ اور وہ سنت یہی ہے جو رسول اکرم صلی اللہ کے اس ارشاد میں بیان ہوئی ہے

ما كانت نبوة قط الا تبعتها خلافة

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہم و گمان میں بھی یہ امر نہ تھا کہ آپ کے بعد خلافت قائم نہ ہوگی اور آپؑ نے اپنی تحریرات میں صریح طور پر ذکر فرمایا ہے کہ آپؑ کے بعد خلفاء ہوں گے اور اُن خلفاء میں سے کوئی ایک خلیفہ منارہ

دمشق والی حدیث کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے دمشق کا سفر اختیار کرے گا۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں فرماتے ہیں :۔

ثمّ یُسافرُ المسیحُ الموعودُ
اوخلیفۃٌ من خلفائہٖ الیٰ
ارضِ دِمَشقَ۔

کہ اس کے بعد مسیح موعود خود یا اُس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کا سفر کرے گا۔ یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے۔

پس یہ امر ایک ابدی صداقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ماموروں کے بعد سلسلۂ خلافت قائم ہوا کرتا ہے اور اس زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ :۔

اِنّ اللّٰہَ لایجمع اُمّتی علیٰ
ضلالۃٍ۔

کہ اللہ تعالیٰ میری اُمّت کو گمراہی پر جمع نہیں کریگا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور کی جماعت اسکی وفات کے فوراً بعد ایک ضلالت پر اجماع کرلے۔ اللہ تعالیٰ کی عملی گواہی بھی خلافت کی تائید میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی جماعت کو ترقی اور توسیع بخشی ہے جو خلافت کی متبع ہے یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور کی جماعت کا پھیلتے چلے جانا یہاں تک کہ ایمان اپنے کمال کو پہنچے مامور من اللہ کی صداقت کی نشانی ہوتا ہے ۱۸۹۱ء میں جو پہلا جلسہ سالانہ ہوا اُس میں صرف پچھتر (۷۵) نفوس شامل ہوئے تھے ۱۹۶۴ء

۷۵۰۰۰
کے جلسہ سالانہ ربوہ میں پچھتر ہزار سے بھی زائد نفوس اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے مرکز احمدیت میں جمع ہوئے۔

پس ہم اپنے غیر مبائع دوستوں کو پُرخلوص دل کے ساتھ دعوت دیتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کی انگلی کو دیکھیں کہ وہ کس طرف اشارہ کر رہی ہے۔

یہ امر بالکل واضح ہو چکا ہے کہ ہر نبوت کے بعد خلافت لازم ہے۔ اس لئے وہی جماعت حق پر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت سے نوازا ہوا ہے اور وہ لوگ ایک **واجب الاطاعت امام** کے ہاتھ پر جمع ہیں۔ اس کی انگلی کی حرکت سے حرکت میں آتے ہیں اور اس کے ادنیٰ اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ فافہم وتدبّر ولا تکن من المنکرین

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین ✦

احباب لاہور کیلئے خوشخبری

جماعت احمدیہ کی ہر قسم کی مطبوعات اب آپ کو ربوہ کے نرخوں پر لاہور میں ہی مل سکتی ہیں مکتبہ اصلاح و ارشاد دربار جیوت سائیکل ورکس نیلا گنبد میں کھولا گیا ہے تبلیغی اغراض کے لئے مزید رعایت بھی کی جاتی ہے۔

خاکسار ملک عبد اللطیف ستکوہی فون گھر ۶۲۵۱۶
سیکرٹری اصلاح و ارشاد
جماعت احمدیہ لاہور

"انجمن"

(جناب مَلاث محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر کہ اُن کی وفات کا وقت قریب آ رہا ہے دسمبر ۱۹۰۵ء میں ایک رسالہ الوصیت تصنیف فرمایا اور اس میں اپنی قبر اور جماعت کے برگزیدہ لوگوں کی قبروں کی جگہ کا نام "بہشتی مقبرہ" رکھا اور فرمایا کہ چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اس لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ **کامل راستباز** ہی اس میں داخل ہو سکیں۔ مختصراً شرائط یہ تھیں کہ ایسا شخص **ابتدائی مصارف مقبرہ** اور **$\frac{1}{10}$ حصہ بعد موت تمام ترکہ کی وصیت** کرے اور وہ **متقی مسلمان** ہو۔ فرمایا :-

"اس صورت میں ایک **انجمن** چاہیئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعتِ توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔ ...... اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہلِ علم انجمن کے سپرد رہے گی۔"

اس کے بعد ضمیمہ رسالہ الوصیت میں آپؑ نے رقم فرمایا کہ :-

"انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں۔ پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں یا کہ وہ دیانتدار نہیں یا یہ کہ وہ چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ اور مقرر کرے۔"

مزید لکھا :- "**چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے** اسلئے انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اسکے تمام معاملات صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔"

چنانچہ یہ سلسلہ وصیت شروع ہو گیا اور حضرت اقدسؑ کی زندگی میں اور آپؑ کے سامنے اس انجمن کی تشکیل ہوئی جس کا پہلا اجلاس ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو منعقد ہوا۔ اسمیں مندرجہ ذیل احباب نے شمولیت کی :-

۱۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب پریذیڈنٹ

۲۔ خان صاحب محمد علی خان صاحب

۳۔ صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب

۴۔ مولوی سید محمد احسن صاحب

۵۔ خواجہ کمال الدین صاحب

۶۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب

۷۔ سیکرٹری مجلس (مولوی محمد علی صاحب)

اور کارروائی کے اختتام پر مندرجہ ذیل دستخط ثبت ہوئے :-

۱۔ محمد علی سیکرٹری ۔ ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء

۲- نورالدین - یکم جولائی ۱۹۰۶ء

۳- میرزا غلام احمد

یہ انجمن حضرت اقدسؑ کی نگرانی میں سلسلہ کے کام سرانجام دیتی رہی اور جب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضورؑ کا وصال ہو گیا تو اسی انجمن کے اتفاق سے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ خلیفۃ المسیح اول منتخب ہوئے اور یہ انجمن ۱۹۱۴ء تک یعنی حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات تک ان کے تحت کام کرتی رہی۔ لیکن جب خلافتِ ثانیہ کا وقت آیا تو انجمن کے بعض اراکین نے جن میں سیکرٹری (مولوی محمد علی صاحب) پیش پیش تھے حضرت اقدسؑ کی تحریر "چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے..." سے یہ استنباط پیش کیا کہ خلافت کی اب ضرورت نہیں یعنی جس طرح خلیفۃ المسیح اولؓ جماعتِ احمدیہ کی پاسبانی اور رہنمائی کیلئے خلیفہ منتخب ہوئے تھے اب خلیفہ ثانی کی حاجت نہیں بلکہ اس کام کی اہل "انجمن" ہے۔ اور مندرجہ بالا اقتباس رسالہ الوصیت سے تمسک کر کے عام زبانی اور تحریری اشاعت شروع کر دی۔ اس مسئلہ کی اہمیت خاص طور پر اسلئے زیر بحث لائی گئی کہ کہیں ردائے خلافت حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد (جو ان دنوں نوجوان اور "میاں محمود" تھے) کو نہ پہنا دی جائے اور انجمن پھر تیسرے دور میں بھی آزادی سے جماعت پر حکومت نہ کر سکے۔ خدشہ یہ تھا کہ چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ بھی اس انجمن کے انہیں ارکان کی بیباکی کے شاکی تھے اور "میاں محمود" نے تو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی گود میں پرورش پائی تھی اسلئے مرزا بشیرالدین محمود احمد کے برسر اقتدار آنے پر ان کے ارادوں پر اوس پڑتی نظر آ رہی تھی اسلئے نہایت سوچ بچار کے بعد یہ تجویز پیش کی گئی کہ فی الحال خلافت کو معرض التوا میں ڈال دیا جائے اور زمانے کی نئی روشنی میں انجمن کا تصور اپنانے کی کوشش ہو اور دیرینہ نظامِ اسلام "خلافت" کو متروک اور بیکار ثابت کیا جائے حالانکہ ایسی انجمن کا وجود حضرت اقدسؑ کی حیات میں رہا حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی زندگی میں موجود رہا اور خلافتِ ثانیہ کے دور میں بھی ہے۔ اور جماعت احمدیہ لاہور نے امارت کو اختیار ضرور کیا مگر انجمن کی تشکیل ثانی بھی کرنا پڑی۔

غرض انجمن ایک امدادی اور تائیدی ادارہ ضرور تھا مگر یہ کہ وہ خلیفہ کا قائم مقام تھا یہ تصور کسی وقت بھی جماعت احمدیہ یا امتِ مسلمہ کا نہیں رہا حتی کہ آج کی حکومتیں بھی باوجود اسمبلیوں اور کونسلوں کے ایک آمر کے وجود کو تسلیم کرتی ہیں اور اس کے بغیر چارہ نہیں، خواہ وہ صدر ہو، بادشاہ ہو، پریذیڈنٹ یا ڈکٹیٹر ہو۔ بہرحال ایک نمایاں و اعلیٰ شخصیت علیحدہ وجود میں نظر آتی ہے، اس کے بغیر تمام مشینری بیکار ہو کر رہ جاتی ہے۔

غرض ۱۹۱۴ء کا سال جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک اہم باب تھا جس میں "انجمن" یا "خلافت" کی برتری کی جنگ لڑی گئی اور میدان کس کے ہاتھ رہا اس کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان نے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو اپنا خلیفہ چن لیا اور انجمن کے ناخوش اراکین نقل مکانی کر کے لاہور میں فروکش ہو گئے اور امارت کے زیر سایہ ایک نئی انجمن کی بنیاد رکھی۔ یہ انجمن اس امیر کو ایسی مہنگی پڑی کہ مولوی محمد علی صاحب کو مرض الموت میں بھی اس انجمن سے چین نہ ملا اور انہوں نے ایسی حالت میں دنیا کو الوداع کہا کہ ان کی نظروں میں اس انجمن کی صف لپیٹ چکی تھی اور اس کا سرمایہ لٹ چکا تھا۔ واپسی کا وقت گزر چکا تھا ورنہ وہ اپنی اولین فرصت میں

انجمن کا وہی حل فرماتے جو جماعت احمدیہ قادیان نے سوچا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب کے بار بار کے تاکیدی الفاظ یعنی "**واجب الاطاعت امیر**" اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ اُن کو حسرت تھی اور شکوہ تھا کہ انجمن اُنہیں قابلِ اطاعت امیر نہیں جانتی اور یہ وہی انجمن تھی جو انہیں دارِ مسیح سے لاہور دو سیع میں لے آئی تھی۔

خلافت خواہ اللہ کی ہو یا رسول کی اسکے سامنے انجمن کا مقام مشاورت محض طوعی ہے اصل تاکید "فاذا عزمت" یعنی جب تو ارادہ کر لے یعنی قوم کے مشورہ کو خواہ وہ غلط ہو یا نقصان دہ ہو اگر تو تسلیم کرے کہ اس پر عمل کیا جائے یا اس کو رد کر دے کہ اس پر عمل نہ کیا جائے پھر فتوکل علی اللہ، تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر وہ تجھے اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ "شاورھم" سے حقوق کا استدلال۔ یعنی ہر معاملہ میں مشاورت قوم کا حق ہے ہمیشہ ہی فتنہ و فساد کا موجب بنا رہا ہے۔ یہ تو رہنما کے لئے مزید علم کے حصول کا طریق کار ہے نہ کہ ایسی سخت پابندی کہ خواہ قوم کا شیرازہ ٹوٹ جائے۔ مگر اس مسئلہ سے سرِ مو گریز نہ کیا جائے۔ "فتوکل علی اللہ" کی صورت میں گارنٹی ہے کہ نتیجہ ضرور قوم کے لئے مفید نکلے گا اسلئے خلیفہ کے لئے مشورہ بہم پہنچانا قوم کا ضرورت کے وقت فرض ہے لیکن اس مشورہ پر اصرار **تعمیل** قطعاً درست نہیں۔ اس نقطۂ نگاہ سے انجمن کا وجود مفید کام کر سکتا ہے۔ "انجمن" تو ایک ذہنی، غیر مرئی، کاغذی شے ہے جس کے علمبردار یا شوریٰ تحریر کے حامل ہمیشہ ہی نقشِ فریادی بن کر بسر کرتے ہیں اور کر سکتے ہیں۔

پس "انجمن" کی وہ وقتی مشکل حل ہو چکی ہے نصف صدی سے اوپر زمانہ گزر گیا۔ وقت کا تقاضا ہے کہ اس "حبل اللہ" کو مضبوطی سے پکڑا جائے اور مل کر آنے والے طوفان کا مقابلہ کیا جائے۔ اسلام پر ابھی پورا دن نہیں چڑھا۔ صبحِ صادق کی شفق بچھڑنے والوں کو پکار رہی ہے کہ کارواں رواں دواں ہے، منزل دور نہیں، اب رُکنے اور ٹھہرنے کا دستور نہیں ٭

شمع حجاز صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا محبت بھرا کلام

سمندر سے ہوائیں آ رہی ہیں
مرے دل کو بہت گرما رہی ہیں
عرب جو ہے مرے دلبر کا مسکن
بوئے خوش اسکی لیکر آ رہی ہیں
بشارت دینے سب خورد و کلاں کو
اچھلتی کودتی وہ آ رہی ہیں

نظر آ رہی ہے چمک وہ حُسنِ ازل کی شمعِ حجاز میں
کہ کوئی بھی اب تو مزا نہیں رہا قیس عشقِ مجاز میں

خلافتِ احمدیہ کا ثبوت اکابر غیر مبائعین کی تحریرات سے

(جناب سیّد احمد علی صاحب مولوی فاضل مربی سلسلہ احمدیہ سیالکوٹ)

مَیں جماعت احمدیہ میں سلسلہ خلافت کیلئے غیر مبائعین کے چند مسلّم بزرگوں کی تحریرات پیش کرتا ہوں۔

اوّل سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جناب مولا بخش صاحب سکنہ ڈنگہ نے ۲۷ اپریل ۱۹۰۰ء کو "وفات المسیح" کے عنوان کے ماتحت ایک مضمون میں تحریر فرمایا کہ:-

"مسیح موعود کی وفات سے پہلے کسرِ صلیب ہو جائے گا۔ اس طرح سے صحیح ہوئے کہ حضرت کے بعد صاحبزادہ موعود جس کی بابت حدیث میں یُولَدُ لَہٗ کا لفظ بطور پیشگوئی ہے اور مسیح موعود علیہ السلام کا الہام بھی ہے کہ کأنّ اللّٰہ نزل من السماء کسرِ صلیب کی کارروائی کا متمم اور مکمل ہوگا کیونکہ حضرت کی وفات کے بعد صاحبزادہ موعود کا وجود گویا حضرت کا وجود اور اس کا کام گویا حضرت کا کام ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت کا کوئی خلیفہ بھی اس کام کو سر انجام دے۔" (از اخبار الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۰ء جلد ۴ نمبر ۱۷ صفحہ ۱ کالم ۱)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ (الف) جماعت کے بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور سابقہ پیشگوئیوں کی رُو سے ہی سمجھتے اور مانتے تھے کہ مصلح موعود اور پسر موعود حضرت کی موجودہ نسل و اولاد سے ہی ہونا تھا۔ (ب) نیز یہ کہ آپ کے کاموں کی تکمیل آپ کے موعود فرزند اور آپ کے بعد ہونے والے خلفاء کے ذریعہ ہوگی۔ گویا جماعت احمدیہ میں بھی خلافت کا نظام قائم ہوگیا۔

دوم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی بطور "خلیفہ" اور "مطاع" اور "واجب الاطاعت امام" بیعت کی گئی تھی مگر آپؓ کے بعد بھی سلسلۂ خلافت کے قیام کا یقین کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء کو جو وصیت "صدر انجمن احمدیہ قادیان" کو لکھ کر دی تھی اس میں یہ بھی تحریر کیا گیا کہ:-

"اگر میرے مرنے کے بعد میری اولاد ذکور و اناث نابالغ رہ جائیں تو ان کی تعلیم و تربیت و تزویج وغیرہ کا انتظام بطور گارڈین خلیفۂ وقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سرپرستی میں کیا جائے۔

المرقوم ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء۔ العبد بشارت احمد عفی اللہ عنہ بقلم خود اسسٹنٹ سرجن بھیرہ"

سوم۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے ۱۹ دسمبر ۱۹۱۶ء کو یعنی اختلاف کے بعد بھی اس امر کو تسلیم کیا اور لکھا کہ:-

"دسمبر ۱۹۱۰ء یا جنوری ۱۹۱۱ء کا ذکر ہے جب حضرت مولانا مرحوم کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی تو ہم نے میاں صاحب سے خود صاف کہہ دیا تھا کہ ہم میں سے کسی کو کوئی خواہش نہیں کہ خلیفہ یا امیر بنے ہم آپ کی خلافت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں" (رسالہ "تکفیر اہلِ قبلہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی بیزاری" ص۳)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ (۱) حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے بعد بھی کوئی فردِ واحد ہی بطور خلیفہ جانشین ہوگا نہ کہ انجمن۔ (۲) یہ کہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ منصبِ خلافت کے خلافت کے اہل نہیں۔

غیر مبایع حضرات کو یہ تو حق تھا کہ اگر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۹۱۴ء میں ان کی نگاہ میں اس منصب کے اہل نہ رہے تھے (معاذ اللہ) تو وہ مولوی محمد علی صاحب یا کسی اور کو خلیفہ منتخب کر لیتے مگر اُن کا مولوی محمد علی صاحب کو "پریذیڈنٹ" تجویز کرنا فاش غلطی تھی حالانکہ اُن کی صدارت بھی عمر بھر کیلئے رہی۔ گویا عملاً خلافت تھی مگر نام صدارت کا تھا۔ جس پر ان کی کونسل کے ایک معزز رکن نے اعتراض بھی کیا کہ :-

"اب انجمن (لاہوری) تو برائے نام رہ گئی ہے اور مولوی (محمد علی) صاحب کو امیرِ جماعت یا امیر المومنین لکھا جاتا ہے معلوم نہیں یہ القاب کس نے تجویز کئے ہیں...... اس میں شک نہیں کہ جو کچھ میاں صاحب قادیان میں کر رہے ہیں وہی مولوی صاحب لاہور میں کر رہے ہیں۔ کیا حضرتؑ کی بنائی ہوئی انجمن کا پریذیڈنٹ امیر المومنین کہا جاتا تھا؟" (حضرت امیر مرحوم کے دکھوں کی داستان خود نوشت ص۶)

چہارم: جناب مولوی محمد علی صاحب سیدنا حضرت خلیفہ اوّل کی "وصیّت" کا اِن الفاظ میں اظہار کرتے ہیں کہ :-

"اپنی پہلی بیماری میں یعنی ۱۹۱۱ء میں جو وصیّت آپ نے لکھوائی تھی اور جو بند کر کے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی اس کے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں صاحب کا نام لکھا تھا۔" (رسالہ حقیقتِ اختلاف ص۶۹)

مختصر یہ کہ مسئلہ خلافتِ احمدیہ کو قبول کرنے کے بعد غیر مبایع حضرات نے اس بارہ میں بھی تبدیلی فرمائی اور صحیح مسلک کو ترک کر دیا +

احباب فریق لاہور سے ایک ایک بات

ہم نے اپنے بعض بزرگوں اور دوستوں سے خواہش کی تھی کہ وہ الفرقان کے خاص نمبر کے عنوان "احباب فریق لاہور سے ایک ایک بات" کے لئے کوئی چھوٹی سی تحریر ارسال فرماویں۔ مندرجہ ذیل موصولہ شذرات درج ہیں ——— (ایڈیٹر)

۱۔ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری

مَیں نے ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں تحریر کیا کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ سورج پردۂ مغرب میں چھپ گیا مجھے اندھیرے کا خوف ہوا۔ آسمان پر دیکھا تو چاند تھا مجھے کچھ اطمینان سا ہوا مگر فوراً پردۂ مغرب سے روشن سورج چڑھ آیا۔ مَیں نے حضورؑ کی خدمت میں لکھ کر تعبیر پوچھی۔ حضورؑ نے اسکے جواب میں تحریر فرمایا کہ آپ میری ذریت سے دوسرے امام کا زمانہ پاویں گے۔

۲۔ جناب مسعود احمد خان صاحب دہلوی مدیر انصار اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "تریاق القلوب" میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایتِ اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس کے بالمقابل آپ لوگ ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود بغض و عناد اور حسد کی پرانی بیماری کے زیرِ اثر آئے دن یہی ڈھنڈورہ پیٹتے رہتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کی مبشر اولاد اور نسل میں سے ایک بڑی بنیاد فساد کی قائم ہوئی ہے۔ خدارا غور کریں کہ آپ لوگ بیک وقت خدا کے وعدہ کو بھی جھوٹا قرار دیتے ہیں اور حضور علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو بھی۔ اور سچا صرف اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔ کیا سچے متبعین کی یہی نشانی ہے کہ وہ اپنے امام متبوع کو جھٹلائیں گے؟

۳۔ جناب چودھری احمد مختار صاحب کراچی

وہ کونسی غلطی تھی جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "ایک غلطی کا ازالہ" میں ازالہ فرمایا؟

۴۔ جناب محمد شفیع صاحب نجیب آبادی کراچی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" پڑھ کر آپ اور ہم حلفیہ اس پر لکھ دیں کہ ہمارا اس پر ایمان ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی

تاویل یا اپنی طرف سے تشریح نہ کی جاوے۔ اس طریق سے ہمارا آپ کا نزاع بالکل باقی نہ رہے گا۔

۵۔ جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی لاہور

اگر آپ سنجیدگی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو راستباز یقین کرتے ہیں اور یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں غلبۂ اسلام آپؑ اور آپ کی جماعت سے وابستہ ہے تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے تھوڑا ہی عرصہ بعد جماعت کی ایک کثیر تعداد آپ کے خیال میں (نعوذ باللہ) حضورؑ کے مسلک کو چھوڑ گئی کیا ایک راستباز مامور من اللہ کی قوتِ قدسیہ کی یہی تاثیر ہے؟ اور پھر یہ کہ وہ کام جس کے لئے حضورؑ مبعوث ہوئے تھے وہ بھی اسی جماعت کے ہاتھوں ہو رہا ہے، اس کے ذریعہ سے تمام ممالک میں تبلیغ اسلام کے مراکز کھولے گئے ہیں، اسی جماعت کے ذریعہ سے بُت پرست، مشرک اور غیر مسلم اقوام دینِ اسلام میں داخل ہو رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی واقعاتی شہادت اس دعویٰ کو روزِ روشن کی طرح صحیح ثابت کر رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بے شک خدا تعالیٰ کے سچے مامور تھے اور خلافت سے وابستہ جماعت ہی وہ جماعت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک پر چل رہی ہے اور یہی جماعت ہے جس کے ذریعہ بہت جلد غلبۂ اسلام ہوگا۔ امید ہے آپ سنجیدگی میں غور کریں گے تو آپ پر حقیقت کھل جائے گی۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ماموروں کی جماعتوں کے ذریعہ ہی ان کے مقاصد کی تکمیل فرمایا کرتا ہے۔ سوچیں کہ وہ مقاصد کس

۶۔ جناب شیخ خورشید احمد صاحب ایڈیٹر تشحیذ الاذہان ربوہ

میں غیر مبایعین سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آیا ان کے سابق امیر جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم کا واقعی یہ عقیدہ اور خیال تھا کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے بلکہ محض توحید کا اقرار ہی کافی ہے؟

یہ دریافت کرنے کی ضرورت اسلئے محسوس ہوئی ہے کہ جناب مولوی صاحب مرحوم ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اسلام کی بڑی اور آخری حد بندی توحید الٰہی ہے پس جو شخص توحید الٰہی کا قائل ہوتا ہے وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔"

(پیغام صلح ۱۰ رمارچ ۱۹۱۴ء)

۷۔ جناب مولوی دین محمد صاحب شاہد ایم۔ اے کراچی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں بھی سخت تفرقہ پڑے گا۔ اور فتنہ انداز اور ہوا و ہوس کے بندے جدا ہو جائیں گے۔ پھر خدا تعالیٰ اس تفرقہ کو مٹا دیگا۔ باقی جو کٹنے کے لائق اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے اور فتنہ پرداز ہیں وہ کٹ جائیں گے۔"

(تذکرہ صفحہ ۷۹۵)

اس الٰہی خبر کے مطابق جماعت احمدیہ کا باہمی تفرقہ مٹ کر

یقیناً اتحاد کی صورت پیدا ہونے والی ہے۔ اس سلسلہ میں خاکسار غیر مبایع بھائیوں سے درخواست کرتا ہے کہ لفظی اور فروعی اختلافات کو چھوڑ کر اتحاد کی رسّی "سلسلۂ خلافت" سے وابستہ ہو جائیں۔

۸۔ جناب ملک ولایت خان صاحب اڈیٹر تحریک جدید

میں مئی ۱۹۳۲ء سے جولائی ۱۹۳۹ء تک کولوتارڑ میں محکمہ کوآپریٹو کا سب انسپکٹر رہا ہوں۔ وہاں کے مشہور غیر احمدی مولوی محمد حسین صاحب کے ساتھ مجھے اکثر مذہبی گفتگو کا موقع ملا کرتا تھا۔ ایک دن مولوی صاحب نے بھری مجلس میں فرمایا کہ "میں نے احمدی مسلک کے دونوں گروہوں کے مبلغین سے بحثیں کی ہیں اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ لاہوری صاحبان محض اقتدار کے خواہاں تھے ورنہ مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی تعلیم کی حامل جماعت قادیان ہی ہے۔"

۹۔ جناب مولوی احمد خان صاحب فاضل نسیم ربوہ

میں اپنے ان بھائیوں سے جو حضرت مسیح موعودؑ کو اس زمانے کا مسیح و مجدد تسلیم کرتے ہیں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جس مشن کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تھے کیوں نہ ہم سب صرف اسی مشن کے پورا کرنے کی طرف مکمل دھیان دیں اور اس بات پر سمجھوتہ کر لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا جو مقام اپنے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں اپنے لئے تجویز فرمایا ہے ہم دونوں جماعتیں اس پر قائم ہیں اور جو توضیح و تشریح دونوں جماعتیں کرتی ہیں وہ چھوڑ دیں۔ یہ رسالہ اردو زبان میں ہے ہر کوئی اس کو پڑھ کر مطلب سمجھ سکتا ہے۔ دونوں جماعتیں اسے شائع کرتی ہوئی اعلان کر دیں کہ نہ اس سے زیادہ اور نہ اس سے کم، ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ پھر خاموشی سے پیاسی روحوں تک آبِ حیات پہنچانے کی سعی کریں۔

۱۰۔ جناب چودھری محمد صدیق صاحب فاضل ایم۔ اے

شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری جب مدرسہ احمدیہ قادیان کے ہیڈ ماسٹر تھے تو اس وقت سورۂ کہف کی آیت "ما کنتُ متخذ المضلّین عضُدًا" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اس آیت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت اور اہلِ پیغام کے مقابلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافتِ حقّہ کے ثبوت میں بطور معیار پیش کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعویٰ میں صادق نہ ہوتے اور آپ کے بعد سلسلۂ خلافت کی ضرورت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کبھی ایسا نہ کرتا کہ غیر مبایعین کے مقابلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور آپ کے مبایعین کو کامیابی عطا فرماتا۔

مصری صاحب فرماویں کہ کیا اب بھی ان کا یہی مسلک ہے یا اسے ترک کر چکے ہیں؟

۱۱۔ جناب شیخ خلیل الرحمٰن صاحب کپورتھلوی کراچی

یہ عاجز آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہے کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ مکرمی مولوی محمد علی صاحب حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آپ کے تمام دعووں
پر ایمان رکھتے تھے اور آپ نے کبھی نبوت یا مجددیت کا
سوال نہیں اُٹھایا تھا مگر بعد میں اپنے عقائد میں تبدیلی
کی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

۱۲۔ جناب سید علی احمد صاحب طارق طالب علم سیالکوٹ

کتاب "آثارِ مبارکہ" یعنی حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی "روزانہ ڈائری از ابتداء
۱۸۹۸ء لغایت مئی ۱۹۰۸ء الموسومہ بہ کلماتِ طیبات"
جو بابو محمد منظور الٰہی صاحب نے (جو غیر مبایعین میں شامل تھے)
۱۹۱۳ء میں شائع کی تھی اس کے ٹائیٹل پیج پر "کلمات
طیبات" کے نیچے لکھا ہے "پاک نبی کی پاک باتیں"
اس سے ظاہر ہے کہ غیر مبایع صاحبان بھی پہلے حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانا کرتے تھے۔

۱۳۔ جناب میاں اللہ دتا صاحب سیالکوٹی پنشنر

ایک دفعہ کا ذکر ہے جب حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ
حضرت خلیفہ اوّلؓ سے قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ اس وقت
اکثر دوست قادیان اس درس میں شامل ہونے کے لئے آئے
ہوئے تھے۔ بندہ بھی اس میں شامل تھا۔ دوستوں نے
مشورہ کر کے مجھے مسجد مبارک میں اذان دینے کے لئے
مقرر کر دیا۔ مَیں پانچوں وقت مسجد میں اذان دیا کرتا تھا۔
مَیں حضرت خلیفہ اوّل کی خدمت میں نماز کے لئے اطلاع
بھی دیا کرتا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جمعہ کے دن مَیں حضور
کی خدمت میں عصر کی نماز کی اطلاع دینے کے لئے حاضر
ہوا۔ حضور کو مَیں اطلاع دے ہی رہا تھا کہ اُدھر سے
ڈاکٹر محمد حسین صاحب اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب
حضور کو ملنے کے لئے تشریف لائے۔ حضور کی خدمت
میں السلام علیکم عرض کرنے کے بعد کہنے لگے کہ حضور ہمارے
لئے دعا کریں۔ حضور نے بڑے جذبہ کے ساتھ فرمایا کہ
ہم تمہارے لئے کبھی دعا نہیں کریں گے جب تک کہ تم ہمارا
دل راضی نہیں کرو گے۔ یہ کہہ کر حضور اندر تشریف
لے گئے اور وضو کر کے جلدی واپس آگئے۔ پھر ہم سب
حضور کے ساتھ ہی مسجد مبارک میں چلے گئے۔ اس وقت
میری جو کیفیت تھی مَیں عرض نہیں کر سکتا۔ واپس آکر مَیں نے
اپنے دوست منشی غلام نبی صاحب سے اس کا ذکر کیا
انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ حضرت میاں محمود احمد صاحب
کی مخالفت کرتے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ
ان کو روکتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ ناراضگی ہے۔

۱۴۔ جناب مولوی تاج الدین صاحب لائلپوری ناظم دارالقضاء ربوہ

چند دن ہوئے مَیں نے خواب میں دیکھا کہ
گویا ماہِ رمضان ہے ایک دن مسجد میں درس قرآن شریف
دینے کے لئے مجھے مقرر کیا گیا ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں
کہ مَیں مسجد میں تقریر کر رہا ہوں اور یہ مضمون بیان
کر رہا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی
اب یہ کہہ رہے ہیں کہ رسالہ الوصیت مصنفہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام میں کسی شخصی خلافت کا ذکر نہیں ہے بلکہ صدر انجمن احمدیہ

ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلیفہ اور جانشین ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے موقع پر جب وصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق عمل کرنے کا وقت آیا تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے بالاتفاق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور خلیفہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تجویز کیا اور ان کی بیعت کی اور بعد میں سلسلہ کے اخبار میں یہ اعلان کیا کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم کے مطابق جو کہ رسالہ الوصیت میں درج ہے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کا **خلیفہ** اور **جانشین** قبول کیا ہے اور ہم سب نے ان کی بیعت کر لی ہے۔ تمام احباب جماعت فی الفور قادیان پہنچ کر حضرت مولوی صاحب کی بیعت کریں اور اگر جلدی پہنچنے میں کوئی دشواری ہو تو بذریعہ خط ہی بیعت کریں۔ پس اگر رسالہ الوصیت میں کسی شخصی خلافت کا ذکر تک نہیں ہے تو ان بزرگوں نے یہ کیوں کہا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی بیعت ہم نے اسلئے کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہی فرمان مندرجہ رسالہ الوصیت ہے۔

اصل الفاظ تو مجھے یاد نہیں مگر مفہوم اور مضمون یہی تھا جو میں نے اوپر درج کر دیا ہے۔

۵۔ جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب گوگا نوی ۔ آباد

اپنے غیر مبایع عزیزان کے نام ایک بات کے طور پر اپنا ایک خواب پیش خدمت ہے۔ عرصہ ہوا میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے خاندان کے بزرگ جناب شیخ محمد جان صاحب مرحوم و مغفور جو اغلباً پرانے صحابہ کے مقدس گروہ میں تھے اور بعد میں جناب مولانا محمد علی صاحب کے ساتھ ہی مرکز سے الگ ہو گئے تھے میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ ہماری مسجد احمدیہ میں کھڑے ہیں اور بڑے پُر جلال الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ زمین کو بیدار کرنے والی پیشگوئی کے مصداق بموجب بیان مولانا جلال الدین صاحب شمس واقعی حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں اور اُن کی تقریر میں بیان کردہ تصریحات بالکل درست ہیں جس پر میں نے بڑے تعجب سے اُن سے پوچھا کہ ابا جی آپ زندگی میں تو ہمارے مخالف تھے اور اب تائید فرما رہے ہیں جس پر انہوں نے فرمایا کہ ہاں مجھے مرنے کے بعد پتہ لگ گیا ہے کہ آپ لوگ ہی حق پر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ اُن کی طرف سے اپنی اولاد کے نام اگلے جہان سے ایک پیغام ہے۔ اے کاش اِس پیغام پر میرے عزیز کان دھریں۔ وما توفیقی الّا باللہ ؁

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لاہور

یہ کمپنی آپ کی خدمت کے لئے مخصوص ہے۔ اعلیٰ درجہ کی بسیں اور عمدہ خدمت ہے

ان بسوں میں سفر کیا کریں !

مینیجر

میری خلافتِ ثانیہ سے وابستگی کی داستان!

(از قلم جناب چودھری رحمت علی صاحب مسلم ایم۔ اے سرگودھا)

عاجز ایک لمبے غور و فکر اور بڑی تحقیق و جستجو کے بعد ۱۹۳۲ء میں سلسلۂ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوا تھا۔ وفاتِ مسیحؑ، اجرائے نبوتِ غیر تشریعی اور صداقتِ مسیح موعود علیہ السلام وغیرہ اختلافی مسائل پر تو مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت جلد انشراحِ صدر حاصل ہو گیا تھا لیکن اہلِ پیغام کا مسئلہ ایک لمبے عرصے تک موجبِ خلجان و باعثِ کشمکش بنا رہا تھا۔ میں بار بار سوچا کرتا تھا کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے فوراً بعد (بلکہ شاید حضورؑ کی زندگی میں ہی) مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہما کے دلوں میں حضورؑ کے اصل مقام (نبوتِ غیر تشریعی) کے متعلق شکوک و شبہات پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ پہلے یہ کھچڑی اندر ہی اندر پکتی رہی آخر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان لوگوں کا اندرونہ ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ شاید یہ بزرگ نام نہاد "جمہوریت" کے دلدادہ تھے اور سلسلۂ عالیہ احمدیہ کو بھی انجمن حمایتِ اسلام لاہور کی طرز کی کوئی انجمن سمجھتے تھے یا شاید کوئی اور وجہ تھی لیکن ایک بات جو میں نے ان لوگوں میں ذاتی طور پر مشاہدہ کی اور جس نے میرے دل کے خلجان کو یکسر زائل کر دیا اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سارے دعاوی پر دل و جان سے ایمان لاتے ہوئے اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو آپؑ کا سچا جانشین اور خلیفۂ ثانی تسلیم کرتے ہوئے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو گیا وہ "اہلِ پیغام" کا "بغضِ محمود" تھا۔

میں ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۶ء تک لاہور میں قیام پذیر تھا۔ میں نے بچشمِ خود دیکھا کہ مولوی محمد علی صاحب سے لے کر ایک چھوٹے سے "لاہوری احمدی" کا دل بھی "بغضِ محمود" سے پُر ہے۔

۱۹۳۲ء میں میں ابھی احمدی نہیں ہوا تھا کہ ایک دن بڑے زور سے میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اِس سوال کا جواب خود مولوی محمد علی صاحب سے پوچھنا چاہیئے کہ اہلِ قادیان اور اہلِ لاہور میں سے سچا احمدی کون ہے اور کیوں مولوی صاحب موصوف اور ان کے ساتھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "غیر نبی" کہتے ہیں اور محض ایک "ولی" اور "مجدد" سمجھتے ہیں حالانکہ حضور نے بار بار اپنی کتابوں میں اپنے تئیں "غیر تشریعی اُمتی نبی" کہا ہے۔ چنانچہ میں بوقتِ عصر احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں جا پہنچا۔ نماز ہو چکی تھی لیکن مولوی محمد علی صاحب مصلّے پر بیٹھے ایک صاحب سے مصروفِ گفتگو تھے۔ میں نے عصر کی نماز

پڑھی اور مولوی صاحب موصوف کے قریب ہو کر اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ گفتگو کرنے والے صاحب جائیں تو میں مولوی صاحب کی خدمت میں اپنے آنے کا مقصد عرض کروں۔ مولوی صاحب کو تو میں بخوبی "جانتا" تھا لیکن دوسرے صاحب سے میں واقف نہ تھا۔ میں ان دونوں صاحبوں کے اس قدر قریب بیٹھا تھا کہ ان کی باتوں کو بخوبی سُن رہا تھا اور ان دونوں بزرگوں کو بھی اس سے کوئی حجاب نہ تھا کہ ان کی اس "پرائیویٹ" گفتگو کو ایک تیسرا آدمی بھی بڑے غور اور پوری توجہ سے سُن رہا ہے۔ ان کی گفتگو کا موضوع "میاں محمود" تھا۔ باتیں زیادہ تر دوسرے صاحب ہی کر رہے تھے مولوی صاحب بس چسکے لے لے کر سُنتے جاتے تھے بیچ میں کہیں کہیں البتہ لقمہ دے دیتے تھے۔ تقریباً بیس منٹ تک میں بیٹھا ان دو آدمیوں کی گفتگو سُنتا رہا۔ اس تمام عرصے میں کہنے والے نے سوائے "میاں محمود" ان کی اولاد کی بُرائیاں، چغلیاں اور بدگوئیاں کرنے کے اور کوئی بات نہ کی اور مولوی محمد علی صاحب نے ایک دفعہ بھی اُسے نہ ٹوکا کہ یہ غیبت ہے جو اسلام میں منع ہے۔ بلکہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ مولوی صاحب اس تمام گفتگو سے ایک خاص قسم کی لذت حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن اس تمام عرصے میں جو مجھے بہت لمبا لگ رہا تھا میرے خیالات کی چکی نہایت تیزی سے چلتی رہی اور اس نے موضوع مدنظر کے بارے میں میرے تمام شکوک و شبہات کو پیس کر غبار بنا دیا اور یہ غبار میرے دل و دماغ سے نکل کر احمدیہ بلڈنگس کی فضا میں اُڑ گیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اور ہو یہ ایم۔ اے، ایل ایل بی، مترجم و مفسر قرآن اور اُردو و انگریزی کی درجن بھر کتابوں کا مصنف تو ایک معمولی نفسیاتی مریض ہے۔ اس کا خیال تھا کہ میں بہت بڑا عالم، بہت بڑا مصنف اور مرزا صاحب کا بہت بڑا مرید ہوں۔ میں نے ہی انگریزی جاننے والی دنیا تک آپ کا نام پہنچایا ہے۔ "یہ میاں محمود" تو بس ایک چھوٹا سا "میاں" یعنی بچہ ہے۔ یہ مرزا صاحب کا جانشین اور خلیفۃ المسیح اور امیر المومنین کیسے بن سکتا ہے۔ نہیں، نہیں یہ امیر المومنین نہیں ہو سکتا۔ اس کا باپ نبی نہیں تھا کہ یہ اس کا خلیفہ بن سکے۔ مرزا تو خود ایک نبی کا خلیفہ تھا اور خلیفہ کا خلیفہ کیسے ہو سکتا ہے .... میں مولوی محمد علی صاحب کے متعلق انہی خیالات میں کھویا ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر سینما کی فلم کی طرح میری نظروں کے سامنے سے گزر گئی۔ حضور فرماتے ہیں:۔

> "اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ ..... بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کُتا مُردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ

ان کو مطلع کر دوں۔ کئی چھوٹے ہیں جو
بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے
ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس
مقامِ خوف ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

مَیں نے چشمِ تصور سے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی محمد علی صاحب کے پیچھے کھڑے ہیں اور ان کی طرف اشارہ کرکے کہہ رہے ہیں "سلسلہ (قبولِ الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا۔"

پھر مَیں نے دیکھا کہ حضور نہایت شان و شوکت اور جاہ و جلال کے ساتھ ایک نہایت خوبصورت کرسی پر رونق افروز ہیں اور مولوی محمد علی صاحب ذرا فاصلے پر ایک رُوٹھے ہوئے بچے کی طرح حضور کی طرف پیٹھ کئے کھڑے ریں ریں کر رہے ہیں۔ حضور ان کی طرف دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں:۔

"مولوی صاحب! آؤ ہمارے
پاس بیٹھ جاؤ۔ آپ بھی صالح تھے
اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔"

اب میرے دل و دماغ پر سے سب گرد و غبار دُھل چکا تھا۔ مجھے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی کی مزید گفتگو سننے کی ضرورت نہ تھی۔ نہ مولوی صاحب سے ملاقات کی حاجت و خواہش نہ کتابیں ان کی میں پہلے ہی مطالعہ کر چکا تھا۔ حضرت اقدس سیدنا مسیحِ زمان و مہدیٔ دوران علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا مسئلہ صاف تھا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

روزنامہ الفضل ربوہ

الفضل جماعت احمدیہ کا ترجمان ہے

جماعت احمدیہ ایک تبلیغی اور علمی جماعت ہے۔ اس کی اشاعت اسلام کے متعلق کوششیں دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہی ہیں۔ روزنامہ الفضل کے ذریعہ علمی اور تربیتی عالمانہ مقالات کے علاوہ اسلام کی ترقی کے متعلق جملہ خبریں بھی اشاعت پذیر ہوتی ہیں اور دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کے مجاہدین کی کامیابیوں کا ذکر ہوتا ہے۔ مخالفینِ اسلام کے غلط اعتراضات کی تردید کی جاتی ہے۔ اس روزنامہ کے ذریعہ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے خطبات جمعہ اور دیگر لیکچر پورے انتظام کے ساتھ شائع ہوتے ہیں۔ ملکی تحریکات اور دنیا بھر کی اہم خبریں بھی اشاعت پذیر ہوتی ہیں۔ بنابریں اس اخبار کی خریداری میں سراسر نفع ہے۔ سالانہ چندہ ۲۶ روپے ہے۔

(مینجر روزنامہ الفضل ربوہ۔ پاکستان)

داستانِ عہدِ گُل را بشنوید از عندلیب

(حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکملؔ)

اک پیامی وعظ کرتا تھا ہمارا میرزا
اُمتی تھا یا مجدّد اس سے بڑھ کر کچھ نہ تھا

ماننا اس کا نہیں ہے جزوِ ایماں زینہار
ہم بھی مسلم تم بھی مسلم فرق ہو سکتا ہے کیا

قادیانی احمدی سب مشرک و ضالین ہیں
اور کلمہ گو سبھی مسلم ہیں سچّے پارسا

مَیں نے لوگوں سے کہا تم ہی کہو انصاف سے
کوئی ایسا بھی مجدّد ہے کہ جس نے یہ کہا

ساری دُنیا کے لئے مَیں ہو کے آیا ہوں رسول
اور نبی امّت میں کوئی بھی نہیں میرے سوا

وہ مسیح و مہدیٔ موعود ہوں جس کے لئے
ہے نبی اللہ فرمانِ محمدؐ مصطفےٰ

صدق دل سے جو مجھے مانے وہی ہے احمدی
غیر کے پیچھے نمازیں ہیں تمہاری ناروا

نام پر احمد کے بیعت لے مگر احمد نہیں
یہ مریدوں کے لئے ہے ایک طرفہ ماجرا

سب مہاجر اہلِ بیت اصحاب تو گمراہ ہیں
دُور والوں نے مگر اسلام سے حصّہ لیا

آیتِ قرآں غلط ٹھہری عجب ثم العجب
صادقوں سے دُور رہنا اب تو اچھا ہو گیا

قادیاں والوں سے پُوچھو قادیاں والے کی شان
ہم سے بڑھ کر کون ہے ہادی کو اپنے جانتا

اکملِ مشتاق کی آنکھوں سے دیکھو دوستو
جلوۂ حُسنِ غلام احمدِ جمیل و مہ لقا

داستانِ عہدِ گُل را بشنوید از عندلیب
زاغ و بوم آشفتہ تر گویند ایں افسانہ را

تحریک غیر مبائعین کا ایک عبرت انگیز ورق

انجمن اشاعت اسلام لاہور کی موجودہ امارت کی نسبت ڈاکٹر غلام محمد مرحوم کا خفیہ سرکلر

(جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد کے قلم سے)

ڈاکٹر غلام محمد مرحوم کا شمار احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے قدیم، مخلص، ایثار پیشہ اور بلند پایہ "بزرگوں" میں ہوتا ہے۔ چنانچہ مولوی محمد یعقوب خان صاحب نے ان کے انتقال کی خبر پر ووکنگ (انگلستان) سے ایک مفصل مضمون بھجوایا جس میں اُن کے تقویٰ کا بایں الفاظ ذکر کیا ہے:۔

"ڈاکٹر غلام محمد کو خدا نے تقویٰ اور دیانت کے اسی بلند مقام پر قائم کیا تھا جو مامور کے دل کی تڑپ تھی اور یہ کہنا خلافِ حق نہیں کہ اُن کی ذات تقویٰ، دیانت اور اخلاقی جرأت کا ایک نمونہ تھی"

(پیغام صلح ۸ راکتوبر ۱۹۵۹ء)

جناب مولوی محمد علی صاحب کی وفات کے بعد ڈاکٹر غلام محمد صاحب عرصہ تک صدر انجمن اشاعت اسلام کے منصب پر بھی فائز رہے اور نومبر ۱۹۵۵ء میں جب غیر مبائعین کے ہاں منتظمہ کی بجائے ایک مجلسِ عمل قائم کی گئی تو اس کے پانچ ارکان میں آپ بھی شامل تھے۔ علاوہ ازیں آپ کو انجمن کا افسر نظم و نسق بھی بنا دیا گیا۔ مجلسِ عمل کے بقیہ ممبروں کے نام یہ تھے۔

(۱) جناب مولوی صدر الدین صاحب امیر انجمن اشاعت اسلام لاہور (۲) جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب (۳) جناب مولوی محمد یعقوب خان صاحب (۴) جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔

ڈاکٹر غلام محمد صاحب کا مختصر تعارف کرانے کے بعد اب میں ذیل میں اُن کے قلم سے لکھے ہوئے ایک خفیہ سرکلر کا مکمل متن درج کرتا ہوں جو انہوں نے مجلسِ عمل کے زمانہ میں اپنے خاص رفقاء کے نام ارسال کیا اور جس سے مولوی صدر الدین صاحب کی امارت کے اندرونی حالات پر روشنی پڑتی ہے:۔

خفیہ سرکلر کا متن

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم جناب .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ۔

۲۴ر مارچ کو اخویم مکرم حافظ محمد بخش صاحب میرے پاس اپنے ایک بچے کے لئے مشورہ کرنے آئے۔

دورانِ گفتگو میں انہوں نے فرمایا کہ مولوی صدرالدین صاحب نے انہیں ایک چھپا ہوا پمفلٹ دیا ہے جو میری استدعا پر انہوں نے اندرونِ جیب سے نکال کر مجھے دیا۔ اس کو پڑھ کر جس کا ایک ایک حرف خلافِ واقعہ، غلط بیانی اور مغالطہ انگیزی پر مبنی ہے افسوس ہوا۔ مکرم مولوی صاحب کی راست گوئی سے متعلق احباب اکابرینِ جماعت کی آراء سے واقف ہیں سوائے اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون کے کیا کہہ سکتا ہوں۔ جو کچھ میرے متعلق مولوی صاحب مکرم نے لکھا ہے اس کے متعلق صرف اتنا عرض کروں گا کہ میں ان سے بری ہوں اور یہ مجھ پر ظلم کیا گیا ہے۔ اپنی صفائی کے لئے معتبر گواہ بھی پیش کر سکتا ہوں اور خدائی فیصلہ کے لئے بھی تیار ہوں جو پسند ہو کر لیں۔ ہر ایک الزام کا مفصل جواب خوفِ طوالت سے نظر انداز کرتا ہوں۔ مختصراً احباب کی آگاہی کے لئے کچھ عرض کرتا ہوں۔ یہ غلط ہے کہ:-

۱۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کو استعفاء دینے پر مجبور کیا گیا۔ انہوں نے چند غلط فہمیوں کے باعث جن کا انہوں نے خود اقرار کیا اور بعض مجبوریوں کی وجہ سے سیکرٹری کے فرائض کو ادا کرنے سے معذوری کا اظہار کیا اور خود استعفاء پیش کیا۔

۲۔ ۱۰ر نومبر کو جو قرارداد پیش کی گئی وہ مولوی صاحب کی موجودگی میں اور میری غیر حاضری میں بغیر میری خواہش اور علم کے پاس کی گئی۔ میں ہیں منٹ دیر سے پہنچا تھا۔

مولوی صاحب نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ صدر مجلسِ عمل کو بے دست و پا کر دیا گیا ہے۔ اس مغالطہ کو دور کرنے کے لئے میں احباب کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب کو ممبرانِ مجلس نے صرف اجلاس کی صدارت کے لئے تجویز کیا۔ (اگلے الفاظ پڑھے نہیں جاتے۔ ناقل) ....

۳۔ مجلسِ عمل کے تقرر پر سجدات شکر بجا لانے کے بعد دوسری ہی مجلس میں مولوی صاحب مکرم نے ساڑھے تین صفحات فلسکیپ پر ایک احتجاج لکھی جس کو سن کر ممبرانِ مجلس نے عرض کیا کہ مولوی صاحب ایسی ناقابلِ قبول اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہ الجھیں اور اس مجلس کو Sabotage نہ کریں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اپنی تحریر واپس لے لی۔ دراصل مولوی صاحب کی ناراضگی اور غم و غصہ کی وجہ یہ تھی کہ مجلسِ عمل نے نظم و نسق میرے حوالے کیوں کیا۔

۴۔ اگر قوم کا مقصدِ عظیم مولوی صاحب کو مدِ نظر ہوتا تو وہ ہرگز اختیارات کی بحث میں نہ پڑتے اور ان کو اس امر کی ضرورت نہ ہوتی کہ وہ فرماتے کہ ممبرانِ مجلسِ عمل "بھوکے کو ٹکڑہ ڈالنے پر کیوں راضی نہیں ہوتے"۔ اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے صبر سے ہرگز کام نہیں لیا اور اوّل دن سے ہی

مجلسِ عمل کی مخالفت شروع کر دی۔

۵۔ چوہدری غفور احمد صاحب کو مولوی صاحب مکرم کے مشورہ ہی سے مَری جانے سے روکا گیا تھا۔ خستہ جان کے متعلق یہ عرض ہے کہ چار آدمیوں کو مہنگائی الاؤنس کے علاوہ بیس بیس سیر گندم بھی ماہوار دی جاتی تھی میں نے اس کو بند کر دیا۔

مولوی صاحب مکرم نے صرف خستہ جان کا معاملہ پیش کیا کہ اس کو صرف ۲۱/۰ روپے تنخواہ ملتی ہے اور اس پر ظلم کیا گیا ہے۔ حالانکہ باقی تین آدمیوں میں سے دُو اکیس اکیس روپے لیتے تھے اور تیسرا پچیس روپے۔ اوّل تو مہنگائی الاؤنس کی موجودگی میں یہ ناجائز تھا اور دوسرے دیگر ملازمین کے مقابل اس کا کوئی حق نہ تھا۔ اور اگر سب سے یکساں سلوک کیا جاتا تو قوم کا نقصان ہوتا۔

۶۔ حکیم عبدالعزیز صاحب کو مولوی صاحب کے سپرد کرنے کا معاملہ مجلسِ عمل کے وجود میں آنے سے قبل مولوی صاحب مکرم نے مجلسِ منتظمہ میں پیش کیا تھا جس نے اس بنا پر کہ وہ دفتر میں زیادہ مفید کام کر رہا ہے۔ اس کو تبدیل کرنا مناسب نہ سمجھا۔

۷۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اپنی خاص ضرورت کے لئے افریقہ تشریف لے گئے ہیں مجلسِ عمل کے محاسب مقرر کرنے تک مولوی احمد یار صاحب کو عارضی طور پر محاسب مقرر کیا گیا ہے۔

۸۔ شیخ محمد حسین صاحب بیمار ہو گئے۔ پہلے انہوں نے دو دن کی رخصت طلب کی پھر سات یوم کی اور پھر سات یوم کی۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی کارکن بیمار ہو جائے یا چھٹی پر جائے تو کام چلانے کے لئے عارضی انتظام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ملک عبدالغنی صاحب کو ان کا کام سپرد کیا گیا اور ہدایت کی گئی کہ انجمن کے سیف میں صرف پانچصد روپیہ رہے اور باقی بنک میں داخل کر دیا جاوے ....

مجھے افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے مندرجہ بالا امور کو ایسا رنگ دینے کی کوشش کی ہے کہ جس سے لوگ بھڑکیں اور مجھے ایک جابر اور سخت گیر انسان خیال کریں۔ چنانچہ اپنے خط میں انہوں نے مجھے ہی موردِ الزام ٹھہرایا ہے کہ میں ان سے اچھا برتاؤ نہیں کرتا۔ اس کے مقابل اس رائے کو ملاحظہ کیجئے جو میری بابت انہوں نے میاں غلام حیدر صاحب کو تحریر کی۔ جو یہ ہے "پیشتر اس کے کہ اس کے متعلق کچھ عرض کروں میں اس امر کا اعتراف اور اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے اس ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں میرے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا ہے۔ وہ نہایت مہربانی سے پیش آتے ہیں۔ ان کی جانب سے یہ بہت خوشگوار رویّہ ہے میں ان کا دل سے ممنون اور مشکور ہوں۔ ۲۱ر جنوری ۵۹ء"

میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا۔ مولوی صاحب مکرم کے ظاہر و باطن کا آپ

خود فیصلہ کرلیں۔ ان کے جوف میں دو دل معلوم ہوتے ہیں۔

در اصل مولوی صاحب مکرم کو حکومت کا شوق ہے۔ وہ سوائے اس کے کسی بات پر رضامند نہیں ہوسکتے کہ تمام اختیارات ان کو دے دیئے جاویں اور شاید یہی وجہ ہے کہ وہ زندگی بھر ہر ایک سے برسرِ پیکار رہے ہیں جو ذیل کے نقشہ سے ظاہر ہے۔

۱۔ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور	مولوی صدر الدین صاحب
۲۔ حضرت خواجہ کمال دین صاحب مرحوم و مغفور	مولوی صدر الدین صاحب
۳۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور	مولوی صدر الدین صاحب
۴۔ الحاج شیخ میاں محمد صاحب	مولوی صدر الدین صاحب
۵۔ ڈاکٹر غلام محمد	مولوی صدر الدین صاحب

اب آپ خود اندازہ کرلیں کہ کیا یہ سب اصحاب جھگڑالو تھے یا مولوی صاحب مکرم کا ہی یہ خاصہ ہے۔ درحقیقت جماعت قوم کی بہبود کے لئے کوئی بھی انتظام کرے وہ کامیاب نہیں ہوسکتا جبتک مولوی صاحب مکرم سیاہ و سپید کے مالک نہ بنا دیئے جائیں۔ خود اُن کے قول کے مطابق وہ اقتدار کے بھوکے ہیں جب تک وہ اسے حاصل نہ کرلیں گے جماعت میں فتنہ و فساد ختم نہیں ہوسکتا مگر جس روز جماعت نے یہ قدم اُٹھایا تو وہ دن جماعت اور تحریکِ احمدیت (تحریک غیر مبایعین کہیئے۔ ناقل) کے خاتمہ کا دن ہوگا۔ حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور اور حضرت خواجہ کمال دین صاحب مرحوم و مغفور نے مولوی صدر دین صاحب کے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہوا ہے اس کا ایک ایک لفظ اب صحیح اور درست ثابت ہوا ہے۔ مولانا صاحب مکرم کا ایسے وقت میں مجلسِ معتمدین کا غیر آئینی اجلاس بُلانا قوم میں انتشار پھیلانے کے مترادف ہے۔ اب احباب کو چاہیئے

کہ مولوی صاحب کو تخریبی کارروائیوں سے پرہیز کرنے کی تلقین فرماویں۔ مجلس عمل کے صرف سات آٹھ ماہ باقی ہیں اور بالآخر کار اس کا معاملہ مجلسِ معتمدین منعقدہ دسمبر سالِ رواں میں پیش ہونا ہی ہے وہاں مجلسِ معتمدین مناسب فیصلہ کرے گی۔ اس وقت غیر آئینی طور پر خلافِ شوریٰ قوم و فیصلہ معتمدین اجلاس بلانا مولوی صاحب کے لئے ہرگز مناسب نہ تھا۔ اور نہ ہی ان کے لئے خفیہ ایجنڈا شائع کرنا اور درپردہ خط و کتابت کرنا موزوں تھا۔ اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم۔

خاکسار

غلام محمد

احمدیہ بلڈنگس لاہور

۲۵—۳—۵۹

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے

نورِ کاجل

• آنکھوں کو جملہ بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
• نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
• آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
• آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
• خارش، پانی بہنا، پھینی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقتِ ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔
قیمت فی شیشی ۱۲ علاوہ محصولڈاک و پیکنگ

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

گورنمنٹ سے منظور شدہ　لائسنس نمبر ۲/۶۲/۴۲　ٹیلیفون نمبر ۴۲۰۵

میسرز محمد اسماعیل اینڈ سنز

موٹر باڈی بلڈنگ کنٹریکٹر

۱۱۶ کشمیر روڈ۔ راولپنڈی کینٹ

• بہترین اسٹیل بس باڈی، • عام بسیں،
• اسٹیشن ویگن • ٹرک باڈی

بنانے والا ادارہ

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، چیل، کافی تعداد میں موجود ہے!

ضرورت مند احباب

ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں

★ گلوب ٹمبر کارپوریشن، ۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون نمبر ۶۲۶۱۸

★ سٹار ٹمبر سٹور، ۹۰۔ فیروز پور روڈ لاہور

★ لائلپور ٹمبر سٹور، راجباہ روڈ لائلپور۔ فون نمبر ۳۸۰۸

سرزمین قادیان کا اوّلین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

۱۹۱۱ء سے آپ کی جماعتی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے!

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا طبی علاج کیا جاتا ہے۔

زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے

قدیمی ۔۔۔ اوّلین ۔۔۔ شہرۂ آفاق

حبّ اطہر (رجسٹرڈ)

مکمل کورس پونے چودہ روپے

حکیم نظام جان اینڈ سنز

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ

دوائی خاص

زنانہ امراض کا واحد علاج

قیمت فی شیشی ۳ روپے

حبّ مفید النساء

عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا

قیمت خوراک ایکماہ ۳ روپے

زد جام عشق

طاقت کی لاثانی دوا

قیمت ۶۰ گولی ۴ روپے

نرینہ اولاد گولیاں

سونیصدی مجرب دوا

قیمت فی کورس ۹ روپے

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

"الفردوس"

۸۵- انارکلی لاہور

احمدیوں کی کپڑے کی مشہور دکان

دنیا بھر کے مشہور پارچات کے لئے

میسرز ملتان کلاتھ ہاؤس رجسٹرڈ

چوک بازار ملتان شہر کو یاد رکھیں!

پروپرائیٹر

چوہدری عبدالرحمٰن عبدالرحیم احمد

ٹیلیفون نمبر ۲۵۱۰ رہائش گاہ 2510-A

خدمت کا موقع

ہر قسم کا کاغذ و گتہ بازار سے بارعایت خریدنے کے لئے پیپر کارنر گنپت روڈ لاہور کو

خدمت کا موقع دیں

ملک عبداللطیف ستکوہی - ملک محمد حنیف ستکوہی

فون نمبر:- دکان ۶۴۵۲۳

گھر عبداللطیف ستکوہی ۶۲۵۱۲

گھر محمد حنیف ستکوہی ۶۲۵۱۸

تار کا پتہ:- "Pepcorn"

(طابع و ناشر:- ابوالعطاء جالندھری ۔ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت:- دفتر الفرقان ربوہ)

وصــــــایا

ضروری نوٹ :۔ (۱) مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ پرشل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے (۳) وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتا رہے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے۔ وصیت کنندگان، سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مثل ۱۶۶۹۵ میں مشتاق احمد ولد سید عطا حسین شاہ قوم ہاشمی پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{3}{65}$-۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۲۰۲ روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اسکے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت $\frac{3}{65}$-۱ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مشتاق احمد ہاشمی کوارٹر نمبر $\frac{17}{2}$ گیمبال کالونی لائلپور $\frac{3}{65}$-۲۔ گواہ شد راجہ ناصر احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ ملز کالونی لائلپور۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور حال لائلپور $\frac{3}{65}$-۲۔

مثل ۱۶۶۹۶ میں مرزا عبدالباسط ولد مرزا غلام قادر صاحب قوم مغل پیشہ طالبعلمی عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن بھنگا لوڈا لکا نہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{3}{65}$-۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ والد صاحب کی طرف سے مجھے -/۱۰ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتا ہے میں تا زیست ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مرزا عبدالباسط بقلم خود حال محلہ دارالبرکات ربوہ۔ گواہ شد اللہ بخش بقلم خود زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالبرکات ربوہ۔ گواہ شد محمد امین چیمہ ولد محمد طفیل چیمہ ساکن چک $\frac{58}{\text{ج ب}}$ لیلاں ضلع لائلپور۔

مثل ۱۶۶۹۷ میں میاں محمد اسمٰعیل جالندھری ولد مولا بخش صاحب قوم بافندہ پیشہ بیکاری عمر تقریباً ۷۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن مسجد نور مری روڈ راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{65}$-۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت ایک ہزار روپیہ نقد ہے جس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بعد [illegible]

یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ مہیا کردی جائیگی اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی لیکن میرا گذارہ جائداد پر ہی نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کم از کم -/۱۰ روپے ماہوار ہے اسکی کمی بیشی کی اطلاع بھی دیتا رہونگا میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ العبد نشان انگوٹھا محمد اسمٰعیل جالندھری $\frac{1}{65}$-۲۲۔ گواہ شد رحیم بخش موصی نمبر ۵۱۱۲ سیکرٹری مال مرکزی راولپنڈی $\frac{1}{65}$-۲۲۔ گواہ شد فیروز الدین انسپکٹر تحریک جدید راولپنڈی۔

مثل ۱۶۶۹۹ میں خورشید احمد ولد عزیز احمد قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{65}$-۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میں اسوقت والد صاحب کے ساتھ دکان میں کام کرتا ہوں مجھے والد صاحب کی طرف سے -/۳۰ روپے ماہوار ملتے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد خورشید احمد آرسی۔ کوٹھی نمبر ۲ گول مسانی والا لائلپور۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا حال لائلپور۔ گواہ شد غلام احمد بقلم خود نائب قائد لائلپور $\frac{2}{65}$-۲۰۔

مثل ۱۶۷۰۱ میں محمد اکرم ولد عبدالرحمٰن صاحب قوم کاشمیری پیشہ طالبعلم عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ $\frac{2}{65}$-۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ مجھے اسوقت والد صاحب کی طرف سے مبلغ -/۱۰ روپے جیب خرچ ملتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اور اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی [illegible]

لائلپور۔ گواہ شد عبدالرحمٰن بقلم خود الادویہ۔ گواہ شد غلام احمد بقلم خود نائب ناظر لائلپور $\frac{2}{65}$-۲۰۔

مثال نمبر ۱۷۷۰۲ میں عبدالغنی ولد چوہدری علی بخش صاحب مرحوم قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{65}$-۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے ایک مکان پختہ واقع پیپلز کالونی نمبر مکان $\frac{703}{B}$ مالیتی پانچ ہزار (یہ مکان قرض لیکر بنایا گیا ہے) جسکی اقساط ابھی ادا کر رہا ہوں۔ میں اس جائداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو متروکہ ثابت ہو اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسکے علاوہ میں ملازمت کرتا ہوں میری تنخواہ اسوقت -/۲۲۵ روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری وصیت تاریخ منظوری کے بعد منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالغنی بی-۲ $\frac{703}{B}$ پیپلز کالونی لائلپور گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد سلیم احمد اکاؤنٹنٹ پی۔ ٹی۔ ایس لائلپور۔

مثال نمبر ۱۷۷۰۳ میں خدا بخش ولد حسن محمد قوم کمہار احمدی پیشہ تجارت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{4}{64}$-۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد پانچ مرلہ اراضی سکنی واقع دارالیمن جو میں نے مبلغ -/۲۰۰ روپے میں خرید کیا ہے میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۴۰ روپے ماہوار بذریعہ تجارت ہے میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ العبد خدا بخش۔ گواہ شد عبدالعزیز مہتمم مقامی ربوہ۔ گواہ شد سید بشیر احمد شاہ گولبازار ربوہ $\frac{4}{64}$-۱۴۔

مثال نمبر ۱۷۷۰۹ میں ناصر خلیل احمد رشید ولد عبدالرشید صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{65}$-۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۷۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ناصر خلیل احمد رشید۔ گواہ شد [illegible]

گواہ شد منظور احمد جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ لائلپور۔

مثال نمبر ۱۷۷۱۰ میں دبیر احمد ولد بشیر احمد قوم شیخ قانونگو پیشہ طالبعلم عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{65}$-۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے اسوقت والد صاحب کی طرف سے بطور جیب خرچ مبلغ دس روپے ماہوار ملتے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد شیخ دبیر احمد گوہر گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد ظفر اللہ خان ولد چوہدری محمد حسین صاحب سیکرٹری مال حلقہ جناح کالونی لائلپور۔

مثال نمبر ۱۷۷۱۱ میں محمد عبداللہ ولد میاں شیر علی صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک $\frac{245}{E.B}$ ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{65}$-۲۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد غیر منقولہ ایک مکان خام واقع چک $\frac{245}{E.B}$ رقبہ اندازاً سات مرلہ جسکی موجودہ مالیت اندازاً آٹھ صد روپیہ ہے اور ایک ایکڑ دو کنال اراضی زرعی مع نہری واقع چک $\frac{170}{10-R}$ تحصیل خانیوال ضلع ملتان ہے جسکی موجودہ قیمت قریباً -/۱۸۰۰ روپے ہے میں مندرجہ بالا جائداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو متروکہ ثابت ہو اسکے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میرا گزارہ ماہوار آمد بصورت ملازمت مبلغ -/۱۹۲ روپے ماہوار پر ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری وصیت بعد اجراء سرٹیفکیٹ جاری کی ہوگی۔ العبد محمد عبداللہ ٹیچر ڈی سی ہائی سکول چک $\frac{249}{E.B}$ ضلع منٹگمری۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا ربوہ حال چک $\frac{245}{E.B}$۔ گواہ شد عبدالعزیز پریذیڈنٹ چک $\frac{245}{E.B}$ ضلع منٹگمری۔

مثال نمبر ۱۷۷۱۳ میں ڈاکٹر چوہدری غلام اللہ خان ولد چوہدری غلام محمد خان صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{65}$-۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو کہ میری ملکیت ہے: ایک کنال اراضی ۱۹۶۲ء جس پر کچی کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں اور جو کہ مجھے شہری متروکہ جائداد میں سے [illegible] آباد [illegible] اسکی موجودہ قیمت مبلغ [illegible]

ادا کی گئی ہے اسکی تاحال رجسٹری نہیں ہوئی میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بعد جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں ملکہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰۰/- روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کراتا رہونگا۔ العبد غلام اللہ خان ولد غلام اللہ خان صاحب مرحوم۔ گواہ شد مولا بخش ولد چوہدری محمد دین صاحب مرحوم پشاور صدر ۲ ۱/۶۵۔ گواہ شد محمد حسین ولد نبی بخش صاحب مرحوم پشاور صدر ۲ ۱/۶۵۔

نمبر وصیت ۱۵۸۷۷ میں شریف احمد ولد بشیر محمد مرحوم قوم پٹھان پیشہ تجارت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن نوابشاہ ڈاکخانہ نوابشاہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴ ۹/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد غیر منقولہ والد صاحب مکرم کی وفات کے بعد سے ابھی انکے ترکہ کی تقسیم نہ ہونیکی وجہ سے مشترکہ ہے۔ جدہ اطلاع کرونگا کہ میری موجودہ جائداد یہ ہے۔ میرا گزارہ میری ماہوار آمد بصورت تجارت کاروبار وغیرہ کے ملکفہ روپے ماہوار پر ہے۔ مندرجہ آمد وجائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں میں تا زیست اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کو داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کراتا رہونگا۔ اگر میں زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد جو بھی جائداد ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد شریف احمد دکاندار تمباکو فروش مارکیٹ روڈ نوابشاہ سندھ ۴ ۹/۶ا۔ گواہ شد محمد ابراہیم ولد چوہدری کرم الدین جٹ ومن انسپکٹر وصایا حال نوابشاہ۔ گواہ شد ڈاکٹر عبدالقدوس مارکیٹ روڈ نوابشاہ ۴ ۹/۶ا۔

مثل ۱۹۴۳۳ میں محمد دین ولد چوہدری مولا بخش صاحب پیشہ تجارت عمر ۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن چک ۲/۳۶ تحصیل ننکانہ ڈاکخانہ بچیکی ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۲/۶۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت بذریعہ فروخت کپڑا پھیری تقریباً ۱۲۵/- روپے ماہوار کے قریب ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائداد بعد میں پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جس قدر میرا ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ مالک ہوگی۔ میری وصیت تاریخ منظوری سے جاری کی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا محمد دین۔ گواہ شد چوہدری سید محمد ولد کرم الٰہی۔ گواہ شد سید ولایت شاہ صاحب مرحوم انسپکٹر وصایا۔

مثل ۱۷۷۱۷ میں چوہدری غلام غوث ولد چوہدری ملک محمد صاحب قوم جٹ سندھو پیشہ

ملتان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۱/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اسوقت جائداد حسب ذیل ہے زمین واقع موضع لودھی پور تحصیل کبیر والا ضلع ملتان ۱۲ ایکڑ مالیتی ساڑھے دس ہزار روپیہ ہے۔ اسکے علاوہ نمبرداری کا ایک پیش آدمی سربراہ یا ہوا ہے جسکا میں نصف بچوں کے سربراہی پر وصول کرتا ہوں جو کہ ہر سال کم وبیش ہوتا ہے میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں نیز میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میں اپنی جائداد کا حصہ وصیت اپنی زندگی میں ادا کردونگا ورنہ میرے ورثاء اس وصیت کے حصہ کی ادائیگی کے پابند ہونگے۔ العبد چوہدری غلام غوث نمبردار۔ گواہ شد ڈاکٹر محمد خان سیکرٹری مال۔ گواہ شد رحمت علی زعیم مجلس انصار اللہ۔

مثل ۱۷۷۲۰ میں محمد قاسم خان ولد نذر احمد خان صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴ ۲/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۹۰/- روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے جاری فرمائی جائے۔ العبد محمد قاسم خان ابن مولوی نذر احمد خان صاحب دارالصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد قاضی محمد نذیر لائلپوری محلہ دارالصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا ربوہ۔

مثل ۱۷۷۲۱ میں قاضی منیر احمد ولد قاضی محمد نذیر صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲ ۲/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۶۰/- روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے جاری فرمائی جائے۔ العبد قاضی منیر احمد ولد قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری دارالصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد قاضی محمد نذیر لائلپوری دارالصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا ربوہ۔

مثل ۱۶۶۶۸ میں محمد ہاشم ولد فتح محمد صاحب قوم شیخ پیشہ پھیرہ عمر ۱ سال تاریخ

وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میں ربانی وغیرہ بیکا کر پھیری کا کام کرتا
ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار آمد اوسطاً -/۱۰۰ روپے ہوتی ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو
بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد
کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جسقدر جائداد
ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی
میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ
کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد حصہ وصیت کردہ مُجرا کر دی جائیگی۔
العبد محمد ہاشم بقلم خود۔ گواہ شد محمد یعقوب قیس سپاہی کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد
سیکرٹری وصایا کراچی۔

مثل نمبر ۱۷۷۲۳ میں سرفراز خان ولد چوہدری عبدالحی صاحب قوم جنجوعہ پیشہ تعلیم
عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن گولیکی ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات حال فضل عمر ہوسٹل ربوہ
بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۶/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد
اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ماہوار مبلغ -/۱۰۰ روپے بطور
جیب خرچ اپنے والد صاحب محترم کی طرف سے ملتے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی
۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد
پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی
نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے جاری فرمائی جائے۔ العبد سرفراز خان شاہد۔
گواہ شد غلام رسول اسسٹنٹ بیت المال ربوہ۔ گواہ شد محمد اسلم باجوہ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ فضل عمر ہوسٹل ربوہ۔

مثل نمبر ۱۷۷۲۵ میں صابرہ رحمن بنت چوہدری عبدالرحمن صاحب قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر
۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج
بتاریخ ۳/۵/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کوئی نہیں۔ میرا
صرف ذاتی آمد ہے جس پر میرا گزارہ ہے جو اسوقت -/۱۹۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست
اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہونگی اور اگر کوئی
جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی
ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری انجمن سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ
صابرہ رحمن پرنسپل صنعتی سکول دفتر لجنہ اماء اللہ ربوہ۔ گواہ شد بشیر الدین عبید اللہ
صدر محلہ دار الصدر ج ربوہ۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا ربوہ۔

مثل نمبر ۱۷۷۲۶ میں عبدالقیوم ولد حشمت علی صاحب قوم آرائیں پیشہ ملازمت
عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت [illegible]

ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد
اسوقت کوئی نہیں۔ میرے والد صاحب خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت
-/۱۵۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت
ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے
منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالقیوم بقلم خود۔ گواہ شد محمد حسین سیکرٹری مال جماعت احمدیہ
چک نمبر ۱۲۱ ج ب۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔

مثل نمبر ۱۷۷۲۴ میں کریم بی بی بیوہ غلام علی صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۶۵
سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن گلی ٹوبہ والی لکڑ والی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس
بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اراضی زرعی
۱۳ بیگھہ کا ۱/۲ حصہ میری ملکیت ہے جس کی موجودہ بازاری قیمت مبلغ -/۳۰۰۰ روپے ہے۔ میرے پاس
طلائی دو کڑے وزنی ۴ تولے طلائی دو کانٹے وزنی ایک تولہ اور طلائی دو انگوٹھیاں وزنی
ایک تولہ موجود ہیں جنکی کل قیمت -/۳۰۰ روپے ہے۔ میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت
بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں یا بوقت
وفات میرا کوئی ترکہ ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ مالک ہوگی
میرا گزارہ مذکورہ بالا جائداد کی آمد پر ہے جو اسوقت -/۲۰۰ روپے ہے میں اپنی اس آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ
صدر انجمن پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہونگی۔ اسکے علاوہ اگر کوئی اور آمد ہوئی تو اس پر بھی وصیت
حاوی ہوگی۔ میرا حق مہر -/۲۲۱ روپے تھا جو وصول کر لیا تھا۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے
جاری کی جائے۔ الامۃ کریم بی بی۔ گواہ شد اسد محمود گوندل۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل منیر واقف زندگی۔

مثل نمبر ۱۷۷۲۸ میں سلیمہ طاہرہ زوجہ چوہدری محمد اسلم صاحب قوم وڑائچ پیشہ خانہ داری
عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن حال فیکٹری ایریا ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ
آج بتاریخ ۱/۶/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میری جائداد درج ذیل ہے۔ گلوبند
طلائی ۳ تولے قیمت -/۳۵۰ روپے۔ کڑے طلائی ۳ تولے قیمتی -/۳۷۵ روپے۔ کانٹے طلائی ۲ تولے
قیمتی -/۲۵۰ روپے۔ ٹیکا ایک تولہ قیمتی -/۱۲۵ روپے۔ انگوٹھی پلاٹینم ۱۱ ماشہ قیمتی ۰۰-۱۴۲ روپے
حق مہر غیر وصول -/۲۰۰۰ روپے نقد رقم -/۲۷۵ روپے۔ گھڑی -/۱۰۰ روپے کل رقم ۵۰-۳۶۶۴ روپے
ہے۔ میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اسکے
علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں اور نہ ہی کوئی ذریعہ آمد ہے البتہ مجھے خاوند کی طرف سے -/۱۰ روپے
ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں اسکے اور مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ کرتی ہوں۔ میری وفات کے بعد جسقدر میرا ترکہ ہوگا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ سلیمہ طاہرہ
گواہ شد محمد اسلم صابر خاوند موصیہ۔ گواہ شد محمد علی خان سیکرٹری اصلاح و ارشاد فیکٹری ایریا ربوہ۔

مثل نمبر ۱۷۷۲۹ [illegible]

تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۶۲-۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ مبلغ تین ہزار روپے جو ایک کاروبار میں لگائے ہوئے ہیں مجھے اس سے تقریباً -/۳۰۰ روپے سالانہ آمد ہو جاتی ہے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں لیکن میرا گزارہ صرف اس آمد پر ہی نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ایک ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ ہے میں انشورنس کمپنی میں ملازم ہوں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری وفات کے بعد جو متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت آج سے ہی منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد شریف بقلم خود 81-A گلگشت ملتان۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد رفیق احمد ابن میاں گل محمد ساکن کرٹ مومن ضلع سرگودھا۔

مثل ۱۷۷۳۰ میں محمد صدیق ولد عبدالواحد خان قوم راجپوت پیشہ زمیندارہ عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک 2/T.D.A ڈاکخانہ چک 4/T.D.A ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گزارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے اور میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ۵۰ ایکڑ زرعی اراضی جو میری ملکیت ہے جو چک 2/T.D.A میں موجود ہے۔ موجودہ قیمت -/۲۲۰۰۰ روپے ہے۔ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد محمد صدیق بقلم خود۔ گواہ شد عبدالحمید خان کاٹھگڑھی۔ گواہ شد عبدالکریم خان سیکرٹری مال چک 2/T.D.A

مثل ۱۷۷۳۱ میں مجید احمد ولد نواب دین قوم کشمیری بٹ پیشہ ملازمت عمر ۴۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن گورنمنٹ مینٹل ہسپتال لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶۲-۲۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد ایک کنال رقبہ واقع کوٹ لکھپت نزد ماڈل ٹاؤن لاہور مالیتی -/۱۲۰۰ روپے میں خرید کردہ ہے جو میری ملکیت ہے۔ میں مندرجہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میرا گزارہ میری ماہوار آمد بصورت ملازمت -/۱۱۰ روپے پر ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ جو بھی ہوگی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہونگا۔ العبد مجید احمد بقلم خود۔ گواہ شد علی محمد سیکرٹری اصلاح کینال پارک لاہور۔ گواہ شد نور احمد خان سیکرٹری وصایا مرکزی لاہور۔

مثل ۱۷۷۳۲ [illegible]

عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن 134/9-L ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶۲-۲۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد غیر منقولہ اراضی نہری ایک گھماؤں یا پانچ کنال پانچ مرلے واقع چک 134/9-L ضلع منٹگمری قیمتی -/۳۰۶۲/۵۰ روپے اور کچا مکان مالیت -/۵۰۰ روپے کا ۱/۲ حصہ مالیتی -/۲۵۰ روپے۔ کل جائداد -/۳۳۱۲/۵۰ روپے کی مالیت ہے۔ میرا حق مہر -/۱۲۰۰ روپے تھا جو وصول ہو کر خرچ ہو چکا ہے۔ میرا گزارہ مندرجہ جائداد کی آمدنی اور بچوں کی آمدنی پر ہے۔ مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر کوئی اور جائداد زندگی میں پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ میری اور ذاتی آمدنی علاوہ ازیں کوئی نہیں۔ اگر کبھی کوئی آمدنی ہوئی تو اسکا ۱/۱۰ حصہ بھی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہونگی۔ الامۃ نشان انگوٹھا زینب بی بی۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد محمد قاسم خان

مثل ۱۷۷۳۳ میں نور جان زوجہ عبدالرحیم قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک 6/ج ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶۲-۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ اسکے علاوہ میری کوئی آمدنی نہیں۔ حق مہر مبلغ چار سو روپے جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ میرا زیور کوئی نہیں۔ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جو میرا ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ نشان انگوٹھا نور جان۔ گواہ شد عبدالرحیم خاوند موصیہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔

مثل ۱۷۷۳۴ میں عزیز بیگم زوجہ سید فیض محمد شاہ صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر پچاس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۶۲-۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں منقولہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ -/۵۰۰ روپے جو میں اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ زیور کانٹے طلائی وزنی ڈیڑھ تولہ قیمت -/۲۰۰ روپے کل میزان -/۷۰۰ روپے۔ میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جو میرا ترکہ ثابت ہوگا اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ [illegible]

آمد مبلغ -/۱۰۰ روپے ہے جو میرا بیٹا مجھے برائے اخراجات دیتا ہے اسکا حصہ آمد ۱/۱۰ حصہ -/۱۰ روپے ماہوار بھی ادا کرتی رہونگی۔ مندرجہ بالا جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ -/۲۰۰ روپے و ۱/۱۰ حصہ آمد کل -/۸۰ روپے نقد ادا کرتی ہوں۔ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ نشان انگوٹھا وزیر بیگم۔ گواہ شد محمد اقبال حسین ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر۔ گواہ شد فیض محمد شاہ خاوند موصیہ۔

مثل ۱۷۷۳۵ میں امۃ المتین زوجہ جان رشید الحق خان قوم ککے زئی افغان پیشہ خانہ داری عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بد حصہ جائیداد داخل کروں تو ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت میری کوئی آمد نہیں۔ حق مہر مبلغ -/۲۰۰۰ روپے جو بذمہ خاوند واجب الادا ہے زیورات طلائی ۴ عدد چوڑیاں، ویڑے و جوڑیاں، انگوٹھیاں ۵ عدد، ہار دو عدد، لاکٹ ایک عدد کل وزن زیورات ۳۲ تولے قیمت -/۴۰۶۰ نقد بصورت بانڈ -/۱۵۰ روپے کل میزان -/۴۲۱۰ روپے۔ الامۃ امۃ المتین بقلم خود۔ میں اپنی بیوی کے حق مہر مبلغ -/۲۰۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ حصہ وصیت کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں۔ العبد رشید الحق خان۔ گواہ شد احسان الحق خان۔ گواہ شد امین الحق خان۔ گواہ شد عبد الرحمن بقلم خود۔ گواہ شد نعیم الحق خان۔

مثل ۱۷۷۳۶ میں محمد ابو رشید ولد مولوی ابو الحسن صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں جو میری ملکیت ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کر لوں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ تفصیل جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک قطعہ زمین تقریباً دو کنال آٹھ مرلے واقع محلہ ج دار الانوار ربوہ قیمت -/۱۵۲۰ روپے۔ ایک پلاٹ دو ہزار مربع گز کوئٹہ قیمت -/۴۵۰۰ روپے کل قیمت -/۶۰۲۰ روپے۔ اسکے علاوہ میری -/۱۵۰۰ روپے ماہوار سرکاری ملازمت کی تنخواہ ہے میں اپنی [illegible]

کی اطلاع دیتا رہونگا میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد ابو رشید۔ گواہ شد رحیم بخش سیکرٹری مال راولپنڈی۔ گواہ شد سید مقبول احمد راولپنڈی۔

مثل ۱۷۷۳۷ میں فاطمہ بی بی بیوہ مظفر علی خان صاحب مرحوم قوم گوجر کوٹلی پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حق مہر بذمہ خاوند -/۱۰۰۰ روپے تھا جو ابھی وصول نہیں ہوا تھا اور میرا خاوند دوران جنگ مارا گیا تھا۔ اسکی جائیداد متروکہ مکان سے یہ رقم وصول کرکے حصہ وصیت ادا کر دونگی اور بروئے تقسیم شرعی جو حصہ متروکہ جائیداد سے واقع کھاریاں مجھے ملیگا جسکی مالیت کی ابھی تصدیق نہیں کر سکتی۔ مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اور اگر کوئی اور جائیداد زندگی میں پیدا کروں یا میرے مرنے پر جو متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے گزارہ کیلئے مبلغ -/۴۰ روپے ماہوار پنشن گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہونگی۔ الامۃ فاطمہ بی بی۔ گواہ شد محمد عبد اللہ امیر جماعت احمدیہ کھاریاں۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا ربوہ۔

مثل ۱۷۷۳۸ میں سید کرامت نور ولد سید گل نور مرحوم قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۱۲/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے -/۱۴۴ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ تاریخ منظوری وصیت سے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری وفات کے بعد میری جسقدر جائیداد ثابت ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد داخل خزانہ کرکے یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد سید کرامت نور۔ گواہ شد چوہدری عطاء اللہ نائب سیکرٹری وصایا کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔

مثل ۱۷۷۳۹ میں مجیدن بی بی بیوہ مظہر الحق صاحب مرحوم قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۲ T.D.A ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ حق مہر ایک روپیہ بالیاں دو عدد طلائی نصف تولہ قیمتی -/۶۵ روپے زرعی زمین ایک ایکڑ قیمت اندازاً -/۵۰۰ روپے واقع کلی کوٹ ضلع جھنگ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ نشان انگوٹھا مجیدن بی بی۔ گواہ شد عبد الحمید خان کاٹھگڑھی۔ گواہ شد عبد المالک [illegible]

مثل نمبر ۱۷۷۴۰ میں محمد بی بی زوجہ چوہدری بڈھے خان صاحب قوم جٹ بھٹہ پیشہ خانہ داری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۶ء ساکن چک ۵۶۲ گ ب اکی خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۶۵ ۲۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت مندرجہ ذیل جائداد ہے میرا حق مہر ۲۲۱ روپے ہے جو میں اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں میرے پاس کچھ زیور وغیرہ نہیں ہے میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات جو میرا ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ مجھے اپنے بچوں کی طرف سے کبھی کوئی امداد مل جاتی ہے اس طرح مجھے جو بھی آمد ہوا کریگی اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی مگر میری باقاعدہ کوئی آمدنی نہیں ہے۔ الامۃ نشان انگوٹھا محمد بی بی۔ گواہ شد نذیر احمد ولد چوہدری بڈھے خان۔ گواہ شد محمد نواز قائد مجلس خدام الاحمدیہ چک ۵۶۲ گ ب ضلع لائلپور۔

مثل نمبر ۱۷۷۴۱ میں محمد یار ولد چوہدری علی محمد صاحب قوم تیہ پارہ پیشہ تعلیم عمر ۱۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ادرحمہ ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۶۵ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے والد صاحب کی طرف سے کچھ رقم برائے اخراجات تعلیم ملتی ہے جس میں سے -/۱۵ روپے بطور جیب خرچ کے ہوتے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکا اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے جاری کی جائے۔ العبد محمد یار بقلم خود۔ گواہ شد اللہ بخش ولد چوہدری اللہ دین صاحب محلہ دارالبرکات ربوہ۔ گواہ شد بشارت احمد ولد سراج دین صاحب۔

مثل نمبر ۱۷۷۴۲ میاں غلام احمد ولد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب قوم سیام پیشہ ملازمت عمر ۶۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶۴ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک مکان (رہنا گورنمنٹ کی طرف سے ملا ہے) مالیتی -/۲۵۰۰ روپے ورپرنسپل کالونی میں ہے۔ اسکے علاوہ میرا گزارہ میری ماہوار آمدنی پر ہے جو کہ -/۱۵۰ روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میری آمدنی میں اضافہ ہوا تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ وصیت تاریخ منظوری انجمن سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد غلام احمد بقلم خود۔ گواہ شد عطاء حسین شاہ موصی ۱۱۱۵۲۔ گواہ شد مشتاق احمد ہاشمی قائد ضلع لائلپور۔

مثل نمبر ۱۷۷۴۳ میں عبداللہ ولد بڈھا صاحب قوم گھمار پیشہ دکانداری عمر ۶۰ سال

[illegible]

۳/۶۵ ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد ایک مکان خام مالیتی -/۲۵۰ روپے ہے مگر میری ماہوار آمد اسوقت -/۳۰ روپے ہے جس پر میرا گزارہ ہے میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی اور اپنی مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد عبداللہ۔ گواہ شد عزیز احمد کارکن دفتر وصیت ربوہ گواہ شد محمد منشی خان بقلم خود۔

مثل نمبر ۱۷۷۴۴ میں منیر احمد ولد چوہدری کرم دین صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۶۴ ۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ -/۱۹۱ روپے ملتی ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ تاریخ منظوری وصیت سے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ادا کرتا رہوں گا۔ اسکے بعد بھی جسقدر جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر میرے مرنیکے بعد کوئی جائداد ثابت ہوئی تو اسکا ۱/۱۰ حصہ بھی صدر انجمن لینے کی حقدار ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کر دوں تو یہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد منیر احمد بقلم خود۔ گواہ شد چوہدری عطاء اللہ بقلم خود۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد سیکرٹری وصایا مرکزی کراچی۔

مثل نمبر ۱۷۷۴۵ میں ملک انور احمد ولد ملک عطا محمد صاحب قوم ککے زئی افغان پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حال چکلالہ حال راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۲۵ روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد ملک انور احمد بقلم خود۔ گواہ شد عبدالرحیم انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد رحیم بخش سیکرٹری مال مرکزی راولپنڈی۔

مثل نمبر ۱۷۷۴۶ میں مہرالنساء بیوہ رحم مصطفیٰ صاحب قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی حال ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶۴ ۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری منقولہ جائداد کا نے طلائی وزنی ایک تولہ قیمت اندازاً -/۱۰۱ روپے ہے۔ مندرجہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان

[illegible]

اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہوگا اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ میرا حق مہر مبلغ ۳۰۰/- روپے تھا جو مجھے خاوند کا موکہ نہ ہونیکی وجہ سے نہ مل سکا وہ میں نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ مجھے ماہوار آمد بھائی کی طرف سے ۱۰/- روپے موصول ہوتے ہیں اسکے علاوہ مجھے کوئی آمد نہیں میرے گزارہ کا انتظام خوراک و پارچات صدر انجمن کی طرف سے ہوتا ہے جو نقدی کی صورت میں نہیں لہذا میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ بدر النساء۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد [illegible] عفی عنہ

مثل نمبر ۱۷۷۴۹ میں منورہ خانم زوجہ محمد رشید احمد خان قوم ککے زئی پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶۵-۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ مہر ایک ہزار روپیہ بذمہ خاوند۔ زیور طلائی چوڑیاں ۱۲ عدد کانٹے ایک جوڑی۔ گلے کا ہار دو عدد۔ جھومر ایک عدد۔ کل وزن قریباً ۲۰ تولے قیمت ۴۰۰۰/- روپے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا کوئی آمد ہو تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی نیز میری وفات کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے جاری کی جائے۔ الامتہ منورہ خانم۔ گواہ شد فیض الحق خان موصی ۲۹۴۷۔ گواہ شد محمد عبد الرحمن موصی ۲۱۰۸۔

مثل نمبر ۱۷۷۴۸ میں طاہرہ خان بنت محمد خان چوہدری قوم جٹ پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن علی پور ڈاکخانہ جودھپور ضلع ملتان حال دار الرحمت وسطی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۶۵-۲۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میری ماہوار آمد مبلغ دس روپے جیب خرچ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کراتی رہونگی اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جو میرا متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے جاری کی جائے۔ الامتہ طاہرہ خان۔ گواہ شد ڈاکٹر محمد خان والد موصیہ۔ گواہ شد چوہدری خادم حسین بقلم خود۔

مثل نمبر ۱۷۷۵۰ میں غلام فاطمہ زوجہ بشیر احمد قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۱۳/۹ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ ہے جو میری ملکیت ہے۔ اسکے علاوہ میری کوئی آمد نہیں۔ حق مہر مبلغ ۲۰۰/- میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ کانٹے طلائی وزنی ۲ تولے مالیتی ۲۴۳/- روپے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ غلام فاطمہ بقلم خود۔ گواہ شد بشیر احمد بقلم خود خاوند موصیہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔

مثل نمبر ۱۷۷۵۱ میں محمد مشتاق ولد رحمت علی قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۲ء ساکن گوکھووال چک ۱۲۱ ج ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۶۵-۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے زرعی زمین واقعہ چک ۱۱ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور آدھ ایکڑ زمین ہمیں الاٹ ہے جس میں ہم تین بھائی اور ایک والدہ شریک ہیں ابھی یہ زمین ہم نے تقسیم نہیں کی تقسیم کرنیکے بعد دفتر مجلس کارپرداز کو اطلاع دونگا اس میں میرا حصہ ڈیڑھ کنال ہے اسکی قیمت ۲۵۰/- روپے ہے۔ یہ زمین تقسیم شدہ ہے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر ہی نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو ۱۴۰/- روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد مشتاق بقلم خود۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد محمد یعقوب بقلم خود۔

مثل نمبر ۱۷۷۵۲ میں حاجی محمد انور علی ولد غلام نبی قوم ارائیں پیشہ زمیندارہ عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن چک ۱۲۱ ج ب گوکھووال ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۶۵-۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے زرعی اراضی ۴۸ ایکڑ بمقام گڑھ حاجی انور علی دیہہ [illegible] ضلع نوابشاہ (سندھ) فی ایکڑ ۵۰۰/- مالیتی ۲۴۰۰۰/- روپے۔ تین ایکڑ اراضی بمقام [illegible] متصل نوشہرو فیروز ضلع نوابشاہ (سندھ) فی ایکڑ ۶۰۰/- مالیتی ۱۸۰۰/- روپے۔ نو ایکڑ زرعی اراضی بمقام چک ۱۲۱ ج ب گوکھووال تحصیل و ضلع لائلپور فی ایکڑ چھ ہزار ۶۰۰۰/- ۵۴۰۰۰۔ ایک مکان خام واقع چک ۱۲۱ ج ب مالیتی ۴۰۰۰/- روپیہ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا میری وفات کے بعد جو ترکہ ثابت ہو اسکے

قمر الانبیاء رضی اللہ عنہ نمبر

الفرقان کا یہ خاص نمبر سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی اخلاق و صفات ، کارناموں اور خدمات دینیہ کا بہترین مرقع ہے - ایمان افروز مقالات پر مشتمل ہے - قیمت سفید کاغذ دو روپے-اخباری کاغذ ڈیڑھ روپیہ -

درویشان قادیان نمبر

تقسیم بر صغیر کے وقت سے جو جواں ہمت بزرگ اور جاں فروش جوان قادیان میں دھونی رمائے بیٹھے ہیں - اور بھارت میں اشاعت اسلام کا جھنڈا بلند کئے ہوئے ہیں ان کے حالات اور قربانیوں کے واقعات کے لئے الفرقان کا درویشان قادیان نمبر مطالعہ فرمائیں -

قیمت اڑھائی روپے مع محصول ڈاک

ملنے کا پتہ

مکتبہ الفرقان ربوہ۔ پاکستان

MONTHLY AL-FURQAN

May-June 1965 Regd. No. L 5708

Masieh-e-Mauood Number

رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ

کے

نئے ماڈل کے چولہے

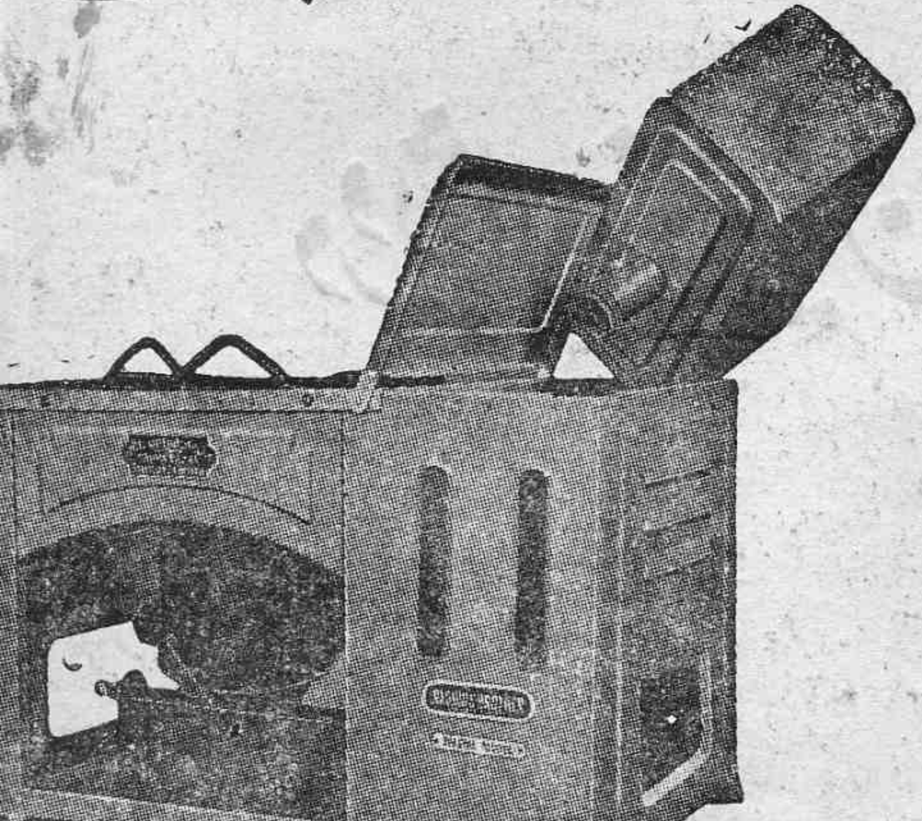

بلحاظ اپنی

* خوبصورتی
* مضبوطی
* تیل کی بچت اور
* افراط حرارت

دنیا بھر میں بیمثال

اپنی شہر کی ڈیلرز سی طلب فرمائیں

صرف ٹائیٹل نصرت پریس ربوہ میں چھپا